

۴۶  
انتفاضة الحقیقہ خیر

# اللطیف



دارالعلوم  
مکان حقہ قطب پور

از  
۱۳۸۷  
تا ۱۳۸۳



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# اللطيف

سری: علامت مولانا مولوی ابوالنصر قطب الدین شہ محمد باقر صاحب تادی  
(سجادہ نشین حضرت مکان قطب دہلی قدس)

فہرست مدین:  
۱۔ حضرت مولانا مولوی ابوالحسن صدیق الدین شہ  
۲۔ مولانا مولوی محمد طیب الدین شہ  
۳۔ مولانا مولوی محمد طیب الدین شہ  
۴۔ مولانا مولوی محمد طیب الدین شہ  
۵۔ مولانا مولوی محمد طیب الدین شہ  
۶۔ مولانا مولوی محمد طیب الدین شہ  
۷۔ مولانا مولوی محمد طیب الدین شہ  
۸۔ مولانا مولوی محمد طیب الدین شہ  
۹۔ مولانا مولوی محمد طیب الدین شہ  
۱۰۔ مولانا مولوی محمد طیب الدین شہ

دارالعلوم لطیف

از: ۱۳۸۲ھ تا ۱۳۸۳ھ مطابق  
۱۹۶۳ء

۳۔ ڈی۔ ایف۔ فیاض محمد الدین صاحب دارالعلوم لطیفہ حضرت مکان قطب دہلی قدس

تمایندہ طلباء:-  
۱۔ مولوی شہید حسین بی بی کپڑاوی  
۲۔ مولوی سکریٹری انجمن دارالمعارف دارالعلوم  
۳۔ شہ نواز احمد نور گل بلگرام



# فہرست

| مضمون                           | اسما مضمون نگار                                    | مضمون                     | اسما مضمون نگار                                      |
|---------------------------------|--|---------------------------|--|
| قطعہ نظم دارالعلوم طیفیہ خطاب   | از مولانا عبد السلام صاحب کمال دیوبند              | حضور کو رم کے معجزے       | محمد ابو بکر طیب باری (زمرہ رابعہ)                   |
| نظر اولین                       | " ادارہ  | الاخوة فی الاسلام         | محمد کلیم اللہ پانڈیچری (زمرہ سادسہ)                 |
| روڈ دارالعلوم طیفیہ             | " ادارہ  | اسلام میں عورت کا مقام    | سید انوار اللہ تورگل بلگرام (زمرہ سادہ)              |
| غزل                             | " اعظم قوت قدرۃ السکین حضرت مولانا رکن دین         | ربیع المبین               | محمد شبیر احمدی بھگل زمرہ سادہ متعلم دارالعلوم طیفیہ |
| درباب                           | شہداء ابوالحسن قادیانی رحمۃ اللہ علیہ              | مسلّم کے اہم سبب          | محمد ضیاء الدین منجمی زمرہ رابعہ                     |
|                                 | جناب حضرت مولانا ابوالحسن رالہ سید محمد صاحب       | روز کی اہمیت اور فرضیت    | محمد صبیحہ اللہ کبھی درم زمرہ اول                    |
|                                 | قادیانی ناظم دارالعلوم طیفیہ                       | کوہ کے آؤ اور اس کی اہمیت | محمد براہیم کنجی درم زمرہ ثانیہ                      |
| الذکر والقرآن                   | مولانا مولوی علوی صاحب مفتی مدرس دارالعلوم         | گلشن دہرا بھگل            | ان ادارہ   |
| تصورات فوق البشر                | مولانا محمد طیب الدین اشرفی مونگیری مدرس دارالعلوم | تقیی اور پیر ہمنی گاری    | لی محمد عثمان کنجی درم زمرہ رابعہ                    |
| اسلام میں اولاد کی حیثیت        | مولانا حمید اشرف صاحب کچھوچھو مدرس دارالعلوم       | تاریخ اور اسلام           | محمد رفیق احمد جمعی مالوری زمرہ سادہ                 |
| فقہ اور تصوف                    | مولانا محمد طیب الدین صاحب اشرفی مونگیری           | میر لسنہ پیر اشعار        | سید مرتضی حسین دیوبند                                |
| حالات زندگی حضرت مولانا سید شاہ | ان ادارہ   | معجزات انبیاء             | سید احق القو کوٹو زمرہ رابعہ                         |
| جید دلی قادیانی رحمۃ اللہ علیہ  |  | علیہم السلام              | (متعلم دارالعلوم طیفیہ)                              |
| ترجمہ مکتوب حضرت قطب            | از مولانا محمد طیب الدین اشرفی مونگیری             | توکل و راس کے             | پلی اے محمد عظمت اللہ کانجی درم                      |
| دیوبند رحمۃ اللہ علیہ           |  | مراتب                     | زمرہ رابعہ متعلم دارالعلوم طیفیہ                     |
| محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم    | مولانا ابوالصالح شہداء احمد قادیانی                | اطاعت رسول صلی اللہ       | سید عظمت اللہ میسوری زمرہ سادہ                       |
| عند لیگشن طیفیہ                 | از ادارہ   | علیہ وسلم                 | (متعلم دارالعلوم طیفیہ)                              |
| خواستہ انسانیت اسلام            | مولوی سید حسین بخاری زمرہ سادہ متعلم               | شکر کی اہمیت              | کے ایم احمد کمال الدین کانجی درم زمرہ ثانیہ          |
| اسلام کی شان عالمگیری           | ڈی ایف محمد فیاض محمدی دین بھگل زمرہ رابعہ         |                           | (متعلم دارالعلوم طیفیہ)                              |
| جواہر پائے                      | از حافظ محمد کمال الدین بنجمپور                    |                           |  |
| حقوق عباد                       | سید محبوب باشاہ تورگل بلگرام زمرہ ثانیہ            |                           |  |
| نصرت و فیوض رومانی              | مولانا محمد طیب الدین صاحب اشرفی مونگیری           |                           |  |

دارالعلوم طیفیہ مکان حضرت قطب دیوبند



از مولوی عبدالسلام صاحب کمالی  
دیوبند

قطب و نظم

بجمن تقریباً لائے افتتاحی جلسہ دائرہ المعارف دارالعلوم لطیفیہ  
مکان حضرت قطب یلور قدس سرہ العزیز

مؤرخ ۱۹ ذیقعد ۱۳۸۳ھ ۱۴ اپریل ۱۹۶۳ء

قطب

اعلیٰ حضرت مولانا ابوالنصر قطب الدین شہید محمد باقر قادری سجادہ نشین مکان حضرت قطب یلور قدس سرہ  
کے حضور میں :-

نیز سچ شرافت گو ہر درج خلوص | مہر گردون سیادت وارث قطب زماں  
قبلہ قطب الدین شہید محمد باقر آج | رونق محفل میں علم حضرت عظمت نشان  
دارالعلوم لطیفیہ سے خطاب :-

دُرعدن ہے کہ لعل میں لطیفیہ  
نشان منزل قطب زمیں لطیفیہ  
قدم قدم وہ بہار چمن لطیفیہ  
ہے خجرت و دین وطن لطیفیہ  
ہے خاک و در تری نخوت شکن لطیفیہ  
سدا تو حال میں اپنے مگن لطیفیہ  
نہ تجھ میں شائبہ ما و من لطیفیہ  
تو حادثوں میں بھی تھا فتنہ زن لطیفیہ  
نہ کھاسکا غم دارورسن لطیفیہ  
کہ سہہ گیا غم و رنج و محن لطیفیہ  
کہ تو ہے غیرت گنگ و جمن لطیفیہ  
ہیں سب شروع ترے تو من لطیفیہ  
ترا سلوک سفر در وطن لطیفیہ  
اس امتیاز سے ہے صنوف گن لطیفیہ  
سے یونہی دعوت فکر سخن لطیفیہ

ہے شان ہند کہ خرد کن لطیفیہ  
مقام عظمت دور کہن لطیفیہ  
روش روشن وہ نقوش جمال لہریلی  
ہر اعتبار سے ممتاز ہے دوعالم میں  
ہیں آستانے پہ لات و منات سربسجود  
جہاں کے سود و زیاں کی تجھے نہیں پروا  
نہ تجھ پہ کچھ اثر کیف و کم زمانے کا  
بدل سکا نہ تجھے انقلاب دوراں بھی  
ڈرا سکا نہ زمانے کا منظر خرمیں  
نہ شکوہ سچ ہوا جور، پیشہ گردوں کا  
کہاں نہیں ہے رواں تیرے فیض کا دریا  
مارس اور دبستان ہیں اور بھی لیکن  
ترا اصول ہے خلوت در انجمن دائم  
خدا کے بعد محمد پھر اہل بیت کرام  
زبانیں بند کروں نکستہ چیں حریفوں کی

شمار حلقہ بگوشوں میں ہے کمالی کا،  
ادھر بھی ایک دیا کی کرن لطیفیہ



## احادیث

## نظر اولین

غوا مضمون اسرار کی تفصیل کر دیتا ہے جن کے لئے زبان کی حرکت اور حواس کی آواز باطل کوئی ہوتی ہے۔ دنیا کی تمام چیزوں پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو جائیگا کہ ہر چیز ایک مقصد کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ اس مقصد کے حصول میں وہ چیز اپنی زندگی بسر کرتی ہے اور ابھی کے حصول میں فنا ہو جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا مقصد خدمت انسانی قرار دیا ہے تو غور فرمائیں کہ حقیر نے حقیر شئی کے لئے کربند سے باند کما س حکم کی تعمیل میں مستغرق ہیں۔ و سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعاً منہ خالق کائنات نے ہر ارض و سماوی مخلوق کو انسان کا مایع و متعلق بنا دیا۔ دنیا کی ہر چیز اس حقیقت کا اعلان کر رہی ہے۔ آپ مننا چاہیں تو سخت سے سخت اور زادی سے مادی اشیاء کی زبانیں بھی چپ نہیں ہیں۔ انکی خاموشی فصاحت گویائی کے اکثر دعوؤں کو شکست دے رہی ہیں۔ برخلاف اس کے انسان کو ملاحظہ فرمائیں جو اشرف المخلوق کہلاتا ہے لیکن نتائج کامیابی دیکھا جائے تو بعض ایسے بھی نکلیں گے جو اپنے مقصد حیات تک سے ناواقف ہیں اور واقفکاروں کو جادہ عمل اس کے بالکل متفاوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں نازلیت اس کے حرم و لذت کی نگاہ ٹھنڈی نہیں ہوتی اور دنیا سے حرمان دلیں اپنے گنا لے جاتا ہے۔ دنیا کی ہر چیز کے مقابلے میں جب انسانی اعمال کا نتیجہ خسراں ہے تو قدرت کا وہ قانون جسے بقائے صلح کہتے ہیں ہمیشہ جاری ہے اور نتائج اللہ تعالیٰ جنگ میں ہر چیز میں پیچھے ہے۔ یہی اللہ کی خفیں میں انسانی کشتی کو راستہ دینے والا پانی تھا جس نے قوم نوح

نخل کے صحرا سے جس نے زوہا کی سلطنت کو پٹ دیا تھا سنا ہے میں نے یہ قدسیوں وہ شیر پھر ہو شیار ہوگا دنیا میں انسان اپنے اندر دیکھتا ہے تو خواہشات کا ایک ظالم نظر آتا ہے اور باہر جب حصول مقاصد پر نظر ڈالتا ہے تو لایا اور نا کامیابی جذبات سے بھی زیادہ نظر آتی ہیں کبھی وہ کسی چیز کو حاصل کرنے کی سرگرمی کو شش کر رہا ہے مگر نہیں پاتا اور کبھی وہ پوری سعی بھی نہیں کرتا اور حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ حالت انسان کی انفرادی طور پر ہے اور مجموعی طور پر بھی یہی حالت ہے کیونکہ مجموعہ انفرادی کا نام قوم ہے۔ اعمال انسانی کے نتائج کے اس اختلاف و تضاد پر نظر ڈالی جائے تو حقیقی قومی ترقی و کامیابی کا راز گم ہو جاتا ہے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ تاج و تخت لیکر حکومت کرنا ہی قومن دنیا میں کامیاب ہیں یا کتوں کی طرح ان کی غلامی کی خاک پر لوٹنے والی۔ آج کی گفتگو میں قرآن حکیم کا روشنی میں اسی حقیقت کو گشتہ کر سنبھنے کی ضرورت ہے کہ فوز و خسران انسانی کا حقیقی معیار کیا ہے۔ جب ہم کائنات ہستی کی ہر چیز کو غور سے دیکھتے ہیں تو یہ راز سرسبز خود بخود کھل جاتا ہے۔ اس سوال کا جواب دنیا کی ہر چیز ہر آن دے رہی ہے کہ فوز و خسران انسانی کا حقیقی معیار کیا ہے؟ کان چاہئے کہ سنیں آنکھیں چاہئے کہ دیکھیں اور دل چاہئے کہ قبول کریں۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ صدائیں صرف لبوں کی حرکت ہی نہیں نکالتی ہیں بار بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک غیر متحرک لب اور خاموش چیز ان



مراتب پر فائز ہوئے الا الذین امنوا و عملوا الصالحات  
ان کے پہلے نتائج حقہ کی ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی ختم نہ ہونگی کیونکہ  
انہوں نے اپنے جملہ اعمال حیات کو قرآن کے سانچے میں ڈالا  
ہے۔ فلہم اجر غیر ممدون۔ وہ شجر طیبہ ہیں خیر البریہ  
ہیں، اصحاب الجنۃ ہیں، اس لئے کامیاب ہیں اصحاب  
الجنة ہم الفائزون ان کے لئے یہاں بھی بہشت اور  
آخرت میں بھی فردوس بریں ہے۔ ایسوں ہی کے لئے دو جنات  
ہیں ولین خاف مقام ربہ جنتن اور جو بیاں محروم  
ہوا وہ دہاں بھی محروم ہے۔ من کان فی ہذا عا عیٰ فہو  
فی الآخرۃ عا عیٰ تا یح کوہ ہے کہ فائزین نے ہی دنیا میں کیسے  
کیسے کام انجام دئے، کلام الہی کی برکت اور کلمہ لا اللہ الا  
اللہ کی قوت سے تمام دنیا میں پھر سے اور سارے عالم پر چھا  
گئے۔ دس سال کی قلیل مدت میں وہ سب کچھ کر دکھایا جو دوسرے  
سینکڑوں برس میں انجام نہ دے سکے۔ قوم مسلم ہی ہے جو  
یورپ کے اندر فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئی اور ملت بیضا کے  
نور کو مشرق سے مغرب تک پھیلا یا علم و دانش کی روشنی عطا  
کی۔ ہر ستارہ کی کے وقت میں اس قوم نے مشعل علم و دانائی سے  
تاریکی کو دور کیا حکمت یونان کو زندگی ہم نے دی۔ طبع فلسفہ  
و طبیعت کی تعلیم مشرق و مغرب کو ہم نے دی۔ اگر یہ صحیح ہے کہ تاریخ  
اپنے آپ کو دہرائی ہے تو وہ وقت دور نہیں جب ہم اپنی کھوئی  
ہوئی وراثت کو پالیں۔

اقتطاب و یلورا و رخدمت علم و دین | آج کا یہ دور  
جسے روشن ترین دور کہا جاتا ہے ہر ترقی تباہی کا پیش خم  
ثابت ہو رہی ہے جس کا ہر عروج یومافیدہ مازنگی و زلف پریشا

کو غرق کر دیا۔ شہر اغرقنا بعدا لباء ذین۔ آئی آسمان د زمین نے  
جو ہمیشہ سے انسانی نسل کا سکن چلے آئے ہیں قوم لوٹا پر پتھر پھینکے  
اور ان کی بستی الٹ گئی۔ یہی ہنری روح کو زندگی بخشنے والی ہوائیں  
تھیں جو قوم عاد و موذی کی ہلاکت کا باعث بنیں و اما عاد فاهلکوا  
بریح صرص عاتیدہ۔ یہی باران رحمت دینے والے بادل تھے  
جو قوم شعیب کو جلا گئے۔ فاخذہم عذاب یوم الظلمہ غرض  
جیسے دنیا قائم ہے ایچ شاہ ہے اور زمانہ گواہ ہے کہ انسان بقابلہ  
ذی روح کے ہمیشہ مقصد میں کامیاب رہا و العصر الخ۔

اسلام جو دنیا میں نور بصیرت کی پہلی آواز ہے انسانی نور و  
خیر ان کا معیار نور محض قرار دیتا ہے بشرطیکہ انسان اپنی فطرت  
صالحہ و اصلیہ کو رنگ آلود نہ کرے۔ دنیا میں نہ ہر جماعت  
فائز ہے نہ خاص بلکہ ایک خاص جماعت فائز ہے۔ جن کے اوصاف  
علیہ و خاص ہیں و باقی سب خاسر ہے۔

فصل مفلح و فائزین | بحث مذکور سے بات واضح ہو گئی  
اور صراحت چلن بن کہ جن لوگوں نے اپنی فطرت صالحہ

کو عمل غیر صالحہ سے ضائع کر دیا اور فطرت اصلیہ کے نور پر برقرار  
رکھنے والی صفات کو کبھی ہاتھ نہ لگایا وہ درجہ انسانیت میں ضل ہو کر  
کے علاوہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے گر گئے۔ ایک معمولی جانور کو  
دیکھئے زیادہ سے زیادہ انسان کے آگے جھکتا ہے کیونکہ وہ  
اس سے اشرف ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے ہم جنس کو سجدہ نہیں کرتا۔  
مگر انسان اپنے ہم جنس کے علاوہ غیر ذی روح کے سامنے غلامی  
کی خاک پر لوٹتا ہے اولئک کالانعام بل هم اضل  
اور جن لوگوں نے عمل صالحہ کو اختیار کرتے ہوئے نور فطرت  
کو قائم رکھتے ہوئے اسکو چمکایا وہ انسانیت کے علی سے علی



اس دنائے راز نے سربستہ رموز زندگی کو لوگوں کے سامنے کھول کر اسکی حقیقتوں سے آگاہ فرمایا اور تازیت اس حقیقت کو سمجھا تا رہا۔ تین سو برس سے اب تک اس مقدس خاندان کا ہر فرد اس حقیقت کو بتاتا رہا ہے، اور حقیقی فوز و فلاح کے ساتھ مخلوق الہی استائن الہی کی جانب بلاتا رہا۔ جو تحریہ و تقریم سے ہر آن معیار فوز و فلاح اور اسکی حقیقت کو سمجھا تا رہا۔ زمرہ خیر البریہ و شجر طیبہ و اصحاب الجنۃ میں شمولیت کی خاطر ہزاروں مصائب و آلام سے مسکراتے ہوئے کھیلتا رہا۔ جسکا ایک ایک فرد اپنے سینوں میں نور الہی کی شمع فروزان اور نجات انسانیت کی سچی تڑپ کے ساتھ ہمیشہ قوم کی رہنمائی کرتا رہا۔ تاریخ اور زمانہ گواہ ہے کہ ان آقا با ن علم و عرفان نے ہر لحظہ و ہر آن اہل عرب و عجم کو خسران کی تاریکیوں سے بچنے اور فطرت صالحہ کے نور الہی کی جانب آنے کی دعوت دی۔ دارالعلوم لطیفیہ اپنی حقیقی شان و شوکت کے ساتھ اس دعوے کی بین برہان و دلیل ہے جو ہمیشہ ہر زمانے میں ہونہار نونہالوں کی اپنے گود میں بلند تربیت کرتا رہا ہے اور آج بھی اسی طرح کر رہا ہے جسکے ابرکرم کے چھینٹوں نے انسان کو حیات نو عطا کی ہے اور آج بھی اپنی ماضی کی تاریخ کو دہراتے ہوئے انہیں حقیقتوں کو لوگوں کے سامنے لانے میں کوشاں ہے اور لا رہا ہے جو ہر آن یہ اپنے عملی دعوے کی اہل عالم کو دعوت فکر و نظر دے رہا ہے۔

آج کے اس پُر آشوب دور میں جبکہ انسانی ذہنوں پر مغربی عفریت کے جلوے پھا چکے ہیں قابل تحسین ہیں یہ مکان کی مقدس و برتر شخصیتیں جن میں ملائکہ ہی جذبہ موجزن ہیں جسکے ذریعہ اسلام ہمیشہ عروج پاتا رہا ہے۔ و ما علینا الا البلاء۔ محمد طیب الدین شرفی

کو سنوارنے کی بجائے الجھاتا ہی جا رہا ہے اور انسان مطمئن ہونے کی بجائے اسکی مبقراریاں و اضطراب جبکہ بڑھتی ہی جا رہی ہیں کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ جو بہری توانائیاں دماغ کو سکون دل کو چین عطا کر دیں گے۔ ان مادوں کو روحانیتوں سے کیا واسطہ۔ دو متضاد چیزوں کا اجتماع سبب سکون سمجھ میں نہیں آتا۔ روح کا سکون اسی اصول میں مل سکتا ہے، جہاں سکے عروج و ارتقاء کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسائل زندگی کے ہر تار کو سنوارا گیا ہے۔ اسلام ہر زمانے میں اپنے ماننے والوں کی رہنمائی کرتا رہا ہے اور ہر حال میں حیات داری کے ایک ایک جزئیات کی عقدہ نشانی فرما کر ان کو سکون قلبی روح عطا کرتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دامن اسلام میں اپنی زندگی سنوارنے والے ہمدردان انسانیت نے اعلائے کلمۃ الحق کیلئے مختلف مقامات پر جا کر آستنائہ الہی سے کوسوں دور ٹپری ہوئی مخلوق خدا کو جس کا ہر ہر لمحہ جنب و خسران کی تاریکیوں میں گزرتا تھا فوز و فلاح کی حقیقی راہ بتائی اور فطرت صالحہ کے آئینے میں نور الہی کا مشاہدہ کرایا اور اس کی قربت حاصل کی، قوت پر واز عطا کی۔ انہیں نفوس قدسیہ میں سے خاندان اقطاب و یور بھی ہے جنہوں نے اس سرزمین میں آکر انہی حقیقتوں کو سمجھانے کیلئے اعلائے کلمۃ الحق کے بلند کرنے میں اپنی متاع زندگی کے بھینٹ کی بھی پرواہ نہ کی۔ اگر پرواہ ہی تو صرف یہی کہ انسان اپنے مقصد حیات کو سمجھنے اور فطرت صالحہ کے آئینے میں نور الہی کا مشاہدہ کرنے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس خاندان کی زمین مزید کے باب اول حضرت مولانا سید شاہ عبداللطیف قادری بیجا پوری حجتہ اللہ علیہ ہیں، ان کے آقا ب نصف النہار حضرت مولانا رکن الدین شہاب ابو الحسن قربی قادری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔



# ۴۲ دارالعلوم لطیفہ

دارالعلوم لطیفہ صدیوں سے علمی و دینی خدمات انجام دے رہا ہے کسی اہل جنوب بلکہ اہل دکن کی نگاہوں سے مخفی نہیں ہمیشہ اس سے صاحب علم و عرفان نکلنے رہے ہیں، اور اب بھی اسکی سعی و سادقہ میں یہی ارادے مخفی ہیں کہ روایا سابقہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے موجودہ کی خیر کن سائنٹیفک قیادت سے بھی طلبہ العلوم کو روشناس کر لے۔ دارالعلوم ہذا کی ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ یہاں ہر طالب العلم کی علمی و اخلاقی صلاحیت اتنی بلند ہو کہ وہ یہاں سے نکلنے کے بعد سماج و قوم اور ملک و ملت کے لئے ایک بہترین رہنما ثابت ہو اور انکی قیادت کا پورا پورا اہل بن سکے۔ معاشرے کے سدھار کی پوری اہلیت رکھے اور اسوۂ حسنہ کی جگہ گافتی روشنی میں ملک و قوم کی صحیح رہنمائی کر سکے جس کے سبب قوم و ملت کا پورا پورا درد ہو۔ جو قوم کے اندر ترقی کا احساس و شعور پیدا کر دے۔

چنانچہ دارالعلوم ہذا کا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے اور ہے کہ علمی تربیت کے ذریعے سے جس طرح اپنے طلباء کی صلاحیتوں کو ابھارنے کی سعی تبلیغ کرتا رہا ہے اسی طرح ان کی علمی تربیت فرما کر ان کی عملی صلاحیت کو بھی اُجاگر کر کے اس مقام پر لانے کا خواہاں ہے جہاں سے ہر طالب علم اپنی قوت عملیہ کو استعمال

کر کے علم و عرفان سے مزین عقل و شعور کی روشنی میں زندگی کی صحیح راہ معین کر سکے اور قوم و ملت کا سچا خیر خواہ ثابت ہو۔

**سامان تقریر** دارالعلوم ہذا نے طلباء دارالعلوم کے لئے کچھ سامان کھیل "والی بال" بیٹ منٹن، ٹینیس کاٹ" وغیرہ کا اسکی شرعی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہبیا کر دیا ہے تاکہ اوقات درس سے فراغت کے بعد اپنی تھکی ماندی طبیعت بہلا لیں اور اس طرح ان کی صحت بھی بحال رہے اور بیکار بازاروں میں گشت لگانے سے بھی محفوظ رہیں۔

**امتحانات و انعامات** ہر سال دارالعلوم کے اندر تین امتحانات، سہ ہفتہ سالانہ ہوا کرتے ہیں۔ سہ ہفتہ سالانہ امتحانات اساتذہ دارالعلوم ہی لیا کرتے ہیں۔ اور سالانہ کے لئے باہر مقامات کے محقق ہوا کرتے ہیں۔ انہیں کے یہاں سے سوالات آتے ہیں اور جوابات کی کاپیاں بھی وہی حضرات جانچا کرتے ہیں۔ نیز شعبہ محفظہ کیلئے بھی باہر سے حافظ بلائے جاتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ شعبہ مذکور کا امتحان ہوتا ہے۔ اسی طرح اس سال بھی سالانہ امتحان کے لئے ممتحنین کی تعداد میں اضافہ کرتے ہوئے سوالات امتحان باہر سے منگوائے گئے اور جوابات بھی انہیں حضرات کے پاس جانچنے کے لئے روانہ کئے گئے اور شعبہ حفاظ کے لئے بھی ایک حافظ قرآن



نے اسلام کی شان بامگیری، اس کی وسعت نظری اور جامعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ اسلام کا ہی صرف ایسا ایک ٹھوس اصل ہے، جو صحیح معنی میں انسانی زندگی کا ہر زمانے میں ساتھ دے سکتا ہے اور اس کے مشکلات کو حل کر سکتا ہے، پھر علامہ شیخ حسین شاہ نے عربی زبان میں اپنے فاضل ادیبانہ انداز میں تصوف اسلام پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ انسان کی ہستی کیا ہے اور ایک صوفی کی حیثیت کیا ہوتی ہے اور اخلاقی تصوف کیا ہے، پھر مولانا عبد الباقی صاحب دینی نے اپنے نصیحتانہ انداز میں بچوں سے خطاب فرماتے ہوئے دارالعلوم اور دیگر مکان مکان کی خدمت دین اور ان کی شخصیت پر روشنی ڈالی۔

آخر میں مولوی عبد السلام صاحب کمالی دیوبند نے اپنے مخصوص انداز فکر میں دارالعلوم سے متعلق سارے حقیقت کے گہر پر نظم پڑھی جس کے ایک ایک شعر پر اہل محفل کے اندر ایک نئی روح پھونک دی۔ نظم مزید سنا کے اول صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

امسال دائر المعارف کی جانب سے کم دہشت ۷۷ جلسہ میں جن میں چند مخصوص وراثت قابل جلسہ میں ۱۰ محرم الحرام کو سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ اور فلسفہ شہادت پر روشنی ڈالی اور ۱۲ ربیع الاول شریف کو ایک مہتمم بالشان جن سروسو عالم آقائے نامہ مولانا عبد علیہ وسلم منایا گیا جس میں اساتذہ کرام و طلباء و العلوم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت زندگی پر جامع روشنی ڈالی اور ۱۲ ربیع الثانی کو سلطان اہل عربین شیخ المشائخ غوث الاعظم حضرت سید شاہ عبد تقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی گئی اور دو اعزتی خصوصی جلسہ دو عظیم شخصیتوں کے سانچہ انتقال پر منعقد ہوا، ایک مولانا، شاہ محمد قاسم صاحب مرحوم جن کے حالات زندگی سال گذشتہ بھی موضوع عندلیب گلشن لطیفیہ شائع ہو چکے ہیں ۱۲ ربیع الثانی مستیز زندگی پر روشنی ڈالی گئی، اور دوسرے حضرت مولانا سید شاہ حیدر ولی، افتخار قادری رحمۃ اللہ

کی خدمت حاصل کی گئی۔ امتحانات کے بعد سالانہ مجلس کے موقع پر مقابلہ کتب درسیہ و تجویز و مقالہ نویسی و سپورٹس میں اول و دوم لانے والے طلباء کو ان کی حوصلہ افزائی کیلئے مختلف انعامات سے نوازا گیا۔

سند تحصیل - درجہ عالم میں فارغ ہونے والے طلباء جن کا دورہ احادیث موضوع ۲۵ رجب المرجب ۱۴۳۸ھ کو ختم ہوا اور ان کے امتحانات بھی با بری کے علماء کرام نے لیا و بچہ درجہ عالمی نمایاں طور پر کامیابی حاصل کی، اور سالانہ مجلس میں سند عالم عطا کی گئی۔

### انجمن دائرہ المعارف

انجمن دائرہ المعارف کا قیام کئی سال ہو، تعلیم خطابت کی ضرورت سے وجود میں آیا اور انجمن مذکور اپنے دستور کے تحت با بری نے خدمت انجام دے چکے ہیں اس کی مسلسل دشواری کا نتیجہ ہے کہ بچوں میں تقریر کا بہت کچھ شعور پیدا ہو چکا ہے، فضل ربیع یا میر ہے، کہ ضرورت ہماری کو سنتوں کے بہتر نتائج عطا فرمائے گا

انجمن مذکور کا ہفتہ میں ایک مجلس جس میں دو نشستیں ایک شب جمعہ، دوسری روز جمعہ ہوا کرتی ہے۔ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۶۳ء کو اس سال بھی حسب دستور انجمن کے افتتاحی سالانہ جلسہ کے موقع پر علامہ حضرت مولانا مولوی ابوالفضل قطب الدین سید شاہ محمد باقر صاحب قبلہ بذلہ العالی سجادہ نشین مکان حضرت قطب دیوبند قدس سرہ العزیز نے اپنے خطبہ صدر کے اندر العقائد میں اس کے اسباب کو بتلاتے ہوئے جامع طور پر علم دین کی اہمیت پر روشنی ڈالا، پھر آنے والے معزز زہمانان بفضل العلماء حضرت مولانا الحاج سید عبد الوہاب صاحب بخاری ایم اے۔ ایل۔ ٹی۔ پرنسپل نوکالج مدراس و علامہ شیخ احمد حسین صاحب شرفا دی ازہری عصری پرنسپل جمالیہ کالج مدراس و فضل العلماء اور مولانا الحاج محمد عبد الباقی عادی بیکوار جمالیہ کالج مدراس (جن کو طلباء دارالعلوم سے خطاب کے لئے دعوت کیا گیا تھا) مختلف موضوع پر بچوں سے خطاب فرمایا، مولانا سید عبد الوہاب صاحب بخاری

## ایڈیٹر ان خیال کی خدمت میں

ہم میرا خیال "پاسبان" آزاد و مستلمان کے نڈل سے مشکور ہیں جنہوں نے فوراً ہمارے دارالعلوم کی مختلف کارروائیوں کی رپورٹ قبول فرما کر اس کی شاعت فرمائی۔ نیز ہم جناب مولوی محمد عبدالمستین صاحب مالک اردو الکلیک پرپریس بنگلور کے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہماری چیزوں کو اشاعت میں مقدم رکھ کر ہمت افزائی فرمائی ہے۔ ورنہ ہم دست بردار ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ ان کرم فرمائیں کہ اپنے حبیب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ان کو دن و رات چوگنی ترقیوں سے نوازے۔ آمین۔ تم آمین!

بجاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سابق ناظم دارالعلوم بطیفیہ کی سیرت زندگی پر ۳۰ ربیع الثانی کو ششمنی ڈائی گری منعقد ہوئی۔ مذکورہ خصوصی مجلس اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت مولانا مولوی ابوالضر قطب الدین سید شاہ محمد باقر صاحب قبلہ قادری رحمہ اللہ کی سجادہ نشین مکان حضرت قطب دیور کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔

## ایڈیٹوریل بورڈ کا قیام

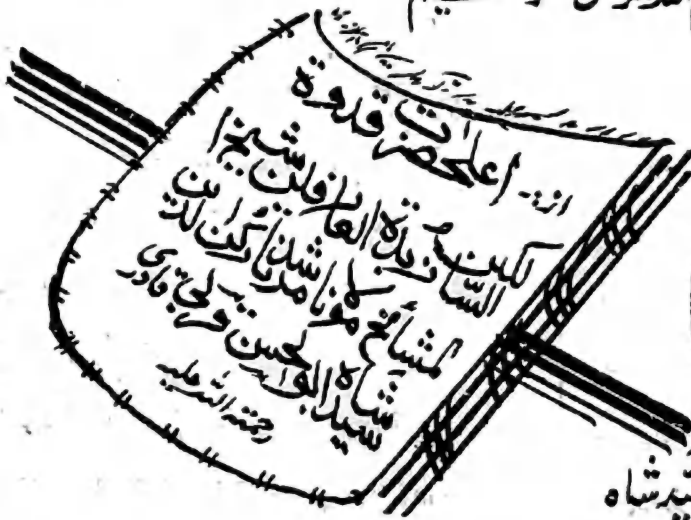
دارالعلوم ہذا کے اندر مکتبہ مذکور کے علاوہ ایک دفتر کا وجود طلباء کے اندر تحریری صلاحیت پیدا کرنے کی غرض سے آیا۔ ہر سہ ماہی دفتر مذکور رسالہ اللطیف ہی لے گا۔ اگر تاہم کچھ صدق میلان تحریریں آگے بڑھنے کی سعی کی جائے گی۔ ادارہ مذکور کی جانب سے جملہ طلبہ اعلیٰ درجہ کے موضوع دینا جاتا ہے جس کو بچے برقرار منعقد کیا کر کے ادارہ کے حوالہ کر دینے میں ادارہ مضامین کا انتخاب اردو ادب کے ساتھ ساتھ ان کے تحقیقات کی پاکیزگی اور موضوع کے مناسب لائل عقلیہ تعلیمی کی ملحوظ رکھتے ہوئے کرتا ہے۔ ان خاص معیاری معیار پر جس بچے کے مضامین ہوتے ہیں ان کا لیا جاتا ہے اور جو اس لائق نہیں ہوتے تو ان کی خامیوں کو ان پر ظاہر کرتے ہوئے مزید کوشش کی پابندی جاتی ہے۔ ان کی مختلف اصلاحات کی محنتوں سے امید ہے کہ بہتر ضرورت پر اپنے حبیب کے صدقے میں فضل فرمائے گا۔

## حفظانِ صحت

بچوں کی صحت کا دارالعلوم کے اندر خاص لحاظ رکھا جاتا ہے۔ از کچھ سال قبل اس سال طلبہ اعلیٰ درجہ کی صحت بھی معتدل رہی۔ جو بچے موسمی اثرات سے متاثر ہوئے، فوری طور پر بہانہ اطلباء و ڈاکٹر کی جانب رجوع فرما کر ان کی صحت محفوظ رکھنے کی سعی کی جاتی رہی۔ ہم نہایت سے ان اطلباء و ڈاکٹروں کے مشکور ہیں جنہوں نے ہمارے طلباء پر خاص نظر عنایت فرما کر فوری موثر تدبیر فرمائی ان کی ترقیوں کے لئے ہم ہمہ وقت و دست بردار ہیں۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم



# غزل

از عطیہ حضرت مولانا عطاء الدین ابوصالح سید شاہ  
محمد ناصر صاحب درسی بظہار العالی المعروف بہ میرا شاہ صاحب

پرہ پوش اس کا گمان تھا منجے معلوم نہ تھا  
یوگمان آفتخان تھا منجے معلوم نہ تھا  
عشق بی نام و نشان تھا منجے معلوم نہ تھا  
علم نکتے میں بیان تھا منجے معلوم نہ تھا  
شب میں خورشید نہاں تھا منجے معلوم نہ تھا

خلق میں دست اٹھا منجے معلوم نہ تھا  
بیوہ و بیوہ پور ایک گمان جانی سون  
بی نشان سون نشانہ کیا اسکو  
عمرو ارق پھر آجیں گنویا ساری  
زلف ہٹنے میں دیامہ کا نور خسارہ

گل و گلزار کا گلشت تھا قربی  
مکہ و کرب جان تھا منجے معلوم نہ تھا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم



از عالیجناب مولانا ابوالحسن

صدر الدین سید شاہ محمد

طاہر صاحب قادری بک

(تاظم دارعلوم رطیفہ مکان حضرت

قطب یور قدس سترہ)

دریافت فرمایا کہ کیا تم میرے دوست ابراہیم سے ملے؟ جواب میں انہوں نے پورا حال سنایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہر چیز تیرا دیں گا اور میں ہی تیرا بناتا ہوں۔

سرکار غوث پاک اپنی تصنیف لطیف "غنیۃ الطالبین" میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ مکتبہ شائے نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں پوشیدہ رکھا ہے، اپنے برگزیدہ بندوں کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے، شب قدر کو ماہ رمضان میں پوشیدہ رکھا ہے، طاعت اور عبادت بندگان اپنی رضامندی کو پوشیدہ رکھا ہے، گناہوں پر اپنے غضب و غصہ کو پوشیدہ رکھا ہے اور وسط کی نماز کو اور نمازوں سے پوشیدہ رکھا ہے۔

ناظرین اللطیف! کے عزیز معلومات و دلچسپی کیلئے ایک فیصلہ نہاد و نفاذ جس کے بارے میں قرآن خود ملاحظہ فرمائیے، پتہ کیا جا رہا ہے۔ ایک روز خلیفہ دوم، رابعیابی بیوی زبیرہ سے گفتگو کر رہا تھا اسی آئینہ برکت و علم میں زبیرہ کی زبان سے یہی کیا کہ اے دوزخی! اس جگہ کو سنئے ہی بارون رشید نے کہا کہ اگر میں دوزخی ہوں تو تجھے ملاحظہ فرمائیے، تو اپنی بیوی سے پردہ کیا اور کہا کہ جمع کر کے اس بارے میں ان کا ملاحظہ فرمائیے، دوسری طلب کیا، تمام علماء و ہستائیں فوراً حاضریہ بعد لکھ فیصلہ نہاد سے حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ اللہ ہی کو

الحدیث تمام محدثین اس لئے قدوس کیلئے ہے جس نے آدم و حوا کو بغیر ان باپ کے پیدا فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ تمام ہستی کی عطا کردہ ہیں، اسی کی قدرت کے کرشمے بے حد و بجا ہوتا ہیں جس کے ملاحظہ سے انسانی عقل نامر ہے۔ چند واقعات و تصالح صالحین و مقبولین بارگاہ الہی کے متفادہ ناظرین "اللطیف" کی غرض سے پیش میں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ جاؤ میرے خلیل ابراہیم سے ملکر اور تعین حکم کی خاطر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور فوراً بعد پس ہو کر عرض کیا: یا رب العزت یہ تو بہت مال و دولت رکھتے ہیں پھر تیرے دوست کیسے ہوئے؟ حکم سوانہ جاؤ پھر تم ان سے ملکر آؤ، جبریل علیہ السلام دوبارہ آئے، میں نے ابراہیم خلیل اللہ سے ایک سائل کی طرح سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کہ واسطے ایک اونٹ دیجئے، ابراہیم خلیل اللہ، اللہ کا نام نہ کہ پھر دوبارہ اس نام کو سننے کی خوشی ظاہر کرتے ہیں تو جبریل علیہ السلام نے وہی سوال کیا کہ اللہ کے واسطے ایک اونٹ دیجئے، ان نام کی لذت میں نہ تنہا ہو کر پھر دوبارہ کہنے کی درخواست کی تو پھر جبریل امین نے وہی سوال دھرایا: آپ اللہ سے میرے نام کو نہ کہ کر طلب کیجئے میں اور اپنے نام و نموں کو اس بات نام کے عوض پیش کر دیتا ہوں، جب جبریل علیہ السلام بارگاہ الہی میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے



علم ہے تو ایک نوجوان عالم ان ہی میں سے اٹھا اور کہا کہ اس معاملہ کا حل  
یہ کرتا ہوں، پورے دربار کی نظر میں اس نوجوان پر لگی رہیں خلیفہ  
وقت نے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا، نوجوان عالم نے کہا کہ آپ کو میری  
ضرورت جد یا مجھ کو آپ کی ضرورت ہے، ہارون رشید نے کہا، مجھ کو  
آپ کی ضرورت ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ آپ تخت سے بیچے آکر گئے؟  
کہوں کہ علماء کا رتبہ بلند تر ہے خلیفہ تخت سے بیچے آکر آیا اور آپ تخت  
پر جلوہ گر ہوئے ہیں، یہ نوجوان عالم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے  
اور اس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی، تخت پر جلوہ افروز ہوئے  
ہی آپ نے خلیفہ سے سوال کیا کہ کبھی تم کسی گناہ سے باوجود اس کی قدرت  
رکھنے کے خدا کے خوف سے اس کے گنہگار سے باز بھی رہے؟ ہارون رشید  
نے کہا کہ ہاں، خدا کی قسم میں باوجود قدرت رکھنے کے خدا کے خوف سے  
سبب کرے سے باز رہا، یہ سن کر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ  
نے فرمایا کہ میں قوی و تیا ہوں و مدہ فیصلہ جو فیصلہ ضرور ہے،  
مناہیوں کہ خلیفہ اہل بیت سے ہے اور اس دلیل میں قرآنی آیت  
پیش فرماتے ہیں۔  
وَمَا مِنْ خَافٍ مَقَامَ رَبِّهِ وَفِيهِ الْفُتُورُ عَنِ الْهَوَىٰ  
فَانِ الْجَنَّةِ هِيَ الْمَأْوَىٰ  
یعنی جس شخص نے گناہ کا فیصلہ کیا اور پھر خدا کے خوف سے اس سے  
باز رہا، پس تحقیق کہ بہشت اس کے بجائے ہے! سب علماء اس فیصلہ پر  
آگشت بندان رہے (انوار الاذکیا) اللہ کے محبوب بند کے قلوب  
کتنے یقین محکم ہوئے ہیں ورنہ کو اپنے رب پر کتنا دل بھروسہ ہوتا ہے  
اس کا اندازہ واقعہ ذیل سے لگائیے کہ سرکار غوث پاک حضرت سیدنا شیخ  
ابو القادری جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنی خانقاہ میں تشریف فرما تھے  
اس وقت بہت سے لوگ آپ کی مجلس میں شریک تھے کسی نے آکر کہا  
کہ یا حضرت! آپ کا جہاز حال سے لدا ہوا رہا تھا، سمندر میں غرق ہوئے  
آپ نے اپنے چہرہ مبارک کو دل کی طرف جھکایا اور پھر اوپر اٹھا کر کہا کہ  
الحمد للہ، غور سے دیکھ کر نے نہ پائی تھی کہ کسی اور شخص نے اگر اطمینان

دیا کہ یا حضرت! آپ کا جہاز سمندر پر سلامتی سے آ رہا ہے، اس خبر  
سوں کر آپ نے اپنے سر مبارک کو پھینک دی کی طرف جھکایا اور اٹھا کر کہا  
کہ الحمد للہ، ارباب مجلس نے دریافت کیا کہ یا حضرت! دوسرے جہاز  
کہنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے دل کو ان دونوں  
حالتوں میں اللہ کی طرف مطمئن پایا، جہاز کے غرق ہونے سے نقصانات  
کی کیفیت سے دل پر رنج و ملال کا کوئی اثر نہ پایا اور نہ ہی جہاز کا  
بہ حفاظت تمام آنے کی خوشخبری سے اپنے دل پر خوشی کے کوئی آثار پایا  
اپنے دل کو پر سکون و مطمئن پانے کی وجہ سے اللہ کا شکر بجالایا، ایک  
مومن کے اخلاق کیا ہوئے چاہیں و اس کے کردار سے بندہ ہوں، اس کا اندازہ  
حضرت مولانا رومی حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں لے سکتا  
یہ ملاحظہ فرمائیے کہ ایک روز آپ نے اپنے صحابی حضرت معاذ فرم سے فرمایا  
کہ اے معاذ! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ دل سے رہنا، قرآن کو ہم  
اچھی طرح سمجھ کر پڑھنا، اسلام کی کثرت رکھنا، سچ بولنا، و مدد و فائدہ کرنا  
ایکھی مانت میں خیانت نہ کرنا، اسے اللہ تعالیٰ کو ان باتوں کی معاونت  
کرتا ہوں کسی دشمن کو کبھی گالی نہ دینا، امام عادل کو کبھی ناواقف نہ کرنا  
ملک میں کبھی سادہ نہ چلنا، جو گناہ مخفی ہو سکی توبہ مخفی کرنا اور جو گناہ  
علانیہ سرزد ہو جائے اسی توبہ علانیہ کرنا اور یاد رکھو کہ بندگان خدا میں  
ایسا ہی ادب ہو کر رہا، اور فراموش نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ، اقی، اور  
محاسن آداب کی طرف مائل ہیں، یا خدا! ناظرین، اللطیف، و بزرگ  
مسلمانوں کو ان مکارم اخلاق اور محاسن آداب کی جواں حضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و کرامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین - تم آمین!



از: مفتي و العلوم  
موسى علي حسا  
مالا باري

# الذكر والقرآن

الملائكة الكرام دارى القرآن احب الى الله  
من السموات والارض ومن فيهن فای بيت  
يتلى فيه القرآن فكانه يوظفه سيده الانام وای  
تختص بسم القرآن فكانه يستمع وعظ سيد  
الكائنات وای تختص بتلو القرآن فكانه يكلم  
مع اقرب الجليل.

الحمد لله سعى اعمل حضرت مهمتهم  
مدرستنا دار العاوم والخبه ناظم دار العلوم  
يتوالى كل نقران في دار العاوم كل يوم صباحا  
وبسبحون طال الله عمرها وتكرس عيها كنز  
العمال ان جملة النقران في ظل الله يوم لا ظل  
سوا ظله مع انبيائه واصفيائه فاعمل النقران  
هم في الدنيا مع القرآن وفي الآخرة مع الانبياء  
والاصفياء في ظل عرش الرحمن وسائر الناس  
يجتوقون في حر الشمس يوم القيمة حر عرش  
سنيين ثم تدنني من جاحيم الناس خوانني ان  
الشمس تعطي يوم القيمة حر عرش سنين في دار  
الدنيا وتدني من رؤس الخلائق ولا سحاب  
ولا بيوت ولا ظل ولا لباس على هؤلاء الجدان  
فها امراض منسبط لا عوج ولا امتا ولكن  
الله يعطي اصحاب القرآن في ذلك اليوم ظلا

تعالى الله تعالى فاذكروني اذكركم عن ابى هريرة  
تعالى على الله عليه وساميا باهزيمة تعلم القرآن  
وعلمه الناس وكذا الى كذا حتى يا تينيت  
الموت فان اتاك الموت وانت كذلك فادرك  
الملائكة قبورك كما يزار بيت العتيق

اخواني وقد علم من الحديث ان البيت  
الحرام جعلت مزارا لاهل الاسلام وتربية المؤمن  
الحافظ القرآن مزار الملائكة الكرام لان الكعبة  
هي بناء الخليل وقلب المؤمن الحافظ للقرآن هو  
منظر ربي الانام والكعبة تهرق قرب القيمة  
مشكوكة دارى ان غلاما حبشيا يقدم الكعبة  
قرب القيمة ويدعى حجرا.

حجرا الى البحر والقرآن يرفع الى السماء  
ومهدم الكعبة نكاه حبشي ورافع القرآن نكس  
الملائكة جبريل عليه السلام وايضا نزل الكعبة  
طورا بابيل والقرآن حفظه رجبيل كما قال  
لهم انا نحن نزلنا الذكر واناله لنا فظنون

فای فرق بين ابا بيل وبين الرب تعالى  
هو الفرق بين القرآن وبين كعبة الخليل عليه  
السلام فلهذا جعل البيت الحرام مزارا لاهل  
الاسلام وتربية المؤمن الحافظ للقرآن مزار



بارحاً بقدرته ورحمته اخواني . ان هذه القدر  
الالهية والرحمة الغير المتناهية قد ظهرت  
ببرقعات في مواضع شتى في دار الدنيا . مع  
النبيين نهاراً و ليل الله الطوفان الى قوم نوح  
عليه السلام فارتفع الماء على الارض وامتد  
حتى من ذروة الجبال المرتفعة الى ارجاس  
الارض قال الله تعالى في القدران الجيد ففتحنا ابواب  
السماء بماء منهمر ونجدنا الارض عيوناً فالتقى  
الماء على البرق قد قد حملناه على ذوات  
الوان ودرسروا كانت عجوزة ضعيفة معمرة  
في قوم نوح عليه السلام . قد آمنت به عليه  
السلام فنسي نبي الله نوح عليه السلام . ان  
يدخلها في السفينة حين خروج الطوفان  
فاذم الماء وحقا وزعن الحرف كسب . نبي الله  
نوح عليه السلام ومن آمن معه في السفينة  
فنجوا وان الله قد انبى تلك العجوزة من  
غير سفينة وجلس في بيتها ولم تقطر قطرة  
من ماء في بيتها . ثم لما غاض الماء . نزل  
نبي الله نوح عليه السلام ومن معه من السفينة  
تذكرة العجوزة فحزن عليها حزناً كبيراً لانه  
وطن ان العجوزة قد ماتت ولكن فتش حالها  
والى الى منزلها فرائ ان البيوت قائمة لم  
تدخل فيها قطرة من الماء . فاذا رأت العجوزة  
نبي الله نوح عليه السلام قالت يا نوح لعلي  
اتي ان تخبرني خبر الطوفان فاخبرني متى  
يكون فضحك نبي الله نوح عليه السلام و  
قال يا امة الله ان الطوفان قد خرج ومكث

ستة اشهر واغرق واهلك اهل الدنيا  
كلها ثم رفع وانت لا تدري امر الطوفان  
فقلت يا نبي الله كما ادرى امر الطوفان وانا  
انظر يا نبي الله طفت انك اتيته لتجملني  
في السفينة لعل الطوفان يخرج فقال نبي الله  
نوح . ان الله قد جعل بيتك سفينة لنجا  
تك وسفينة نوح نجاه للناس وقد نجاة  
في سفينة سبوا اخواني هذه نمونة  
بقيمتهم وقد غرق واهلك كل كافر في  
ماء وهدم كل بناء وجصون مستحكات  
واسستأملت الاشجار العظيمة وكن  
قامت عرشي تلك العجوزة سالمة وماتت  
لغيرك ولا فداس وكل اقوياء من المخلوقات  
وفكن بقيت تلك المدة الضعيفة بالسلامة  
فهذه نمونة القيمة وآية قدرته تعالى . قال الله  
تعالى في كلامه الجيد . انك انما اليوم من امر  
الله انك من رحمته لا ينجوا من هذا الطوفان  
الا من انجاه الله فبعضهم انجاه في السفينة  
وبعضهم انجاه في بيته وكين لك يخلق  
بعض الناس في حر الشمس يوماً تقيمه وبعضهم  
يكون في ظل رحمة تعالى

تمت

# تصور ما فوق البشر

از: مولانا محمد طیب الدین  
اشرفی منگجری مدرس و اعلیٰ مدرسہ مطبوعہ

تو چشمِ عکسی واو نور ویر !  
بر دیده دیدہ را ویرہ ویرہ  
جہاں انسان شدہ انسان چہاں  
انہیں پاکیزہ تر بنو و بیانے

ایں نوع است، ایک فلسفی مجلس  
قدیم ایران منکر دیو جاس کلنی نیز جستجوئے فوق البشر  
کرو لیکن آں را دریں عالم نہ توان یافت بلکہ یک واقعہ مشہور متعلق  
آن فلسفی مجرب بیان کردہ شود کہ ویکبار در روز روشن چراغ گرفتہ  
در بازار در طلب چیز دیکہ شد کہ کسی از آن موالی کرد کہ تو در دنیا  
خور چراغ گرفتہ چہ می جوئی گفت انسان را می جوئیم شخص آں گفت  
کہ تو در روشنی آفتاب اُردا تو ایں دید فلسفی جواب را کہ در روشنی  
آفتاب نیز مر انسان نظر نیاید، وجہ جستجوئے اوفتہ ایں بود کہ  
فوق البشر یعنی انسان کامل در عالم موجود است، یا نہ، اکثر اقبال  
می گوید کہ انسان خداست است و اُدانانیت خود را ذات  
حق فنا کردن مقصد حیات تصور می کند. اطلاق ادبند ترین و  
اعلیٰ ترین و پیچیدہ کرم و عدل و انصاف است. حیات او  
برائے نوع انسانی رحمت یزدان و اوقاف عالم پیغام خیر و شرفی بہ  
حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ می فرماید کہ انسان عظیم ممکن ترین  
صفات الہیہ است و محض ذات انسان بذریعہ صفات و  
کمالات ظاہری شوند، فقط او صاف علیٰ ترین در و ست کہ قدرت  
ذات رب تعالیٰ بدرجہ اتم حاصل می توان کرد. بہ مقابل انسان علم  
جملہ موجودات نامکمل و ناقص اند، حتی کہ علوم ملک در متعلق ذہن  
حق نامکمل و ناقص اند، انسان نہ محض نائب حق است بلکہ عکس

ما تصور وجود غولیش کنیم و یقین واثق داریم کہ وجود ما هست کہ در  
آن پیچ را بہ نیست فلسفی قدیم ویکبار بر وجود انسان بحث کرد  
می گوید کہ من با خود غور فکر کنم بعدا موجودہ ام، و کارلی مارکس می گوید  
کہ موجود ام بعدا غور فکر می کنم، قولی ویکبار بر آن قول مارکس نیز منقوش  
می شود زیرا کہ بہ اعتبار قولی ویکبار بر ویرتہ فکر ما برائے وجود ما علت  
است کہ اگر بویستہ فکر نمی کنم وجود ما نیست حالانکہ کلیہ مذکور  
خلاف اصل و بدایتہ است کہ ہمہ اہل دانا و دنیا بویستہ آنرا قبول نہ کنند  
شخصی می گوید کہ در حقیقت وجود ما نیست بلکہ در پیرہ بشریت جلوه  
کسی است و بعضی گفتہ اند کہ اگر کوئی کہ من و ہمہ دگمان است  
نمودش چون نمود این دان است، بگو من کہ دارم گمان کیست  
یکے خود فکر آن بے نشان کیست -

در حقیقت قابل غور فکر مسئلہ این است کہ تصور ما فوق البشر  
چہیت و وجود ما فوق البشر در دنیا هست یا نہ، مسئلہ فرمودہ  
کہ فوق البشر شکل ارتقاء انسانی است و گفتہ کہ فوق البشر یک برق  
است کہ از آب سیاہ برآمده و آں معنی کائنات است کہ خمیدہ  
اُردا است و عام انسان خارج است و نظریہ دارون نیز



ذات حق است، نیز مقام دیگر علامه قیام و تعلقات انسان از کائنات چیست بحث کرده می نگاریم که انسان روح کائنات و شایکار  
تخلیه این و تعالی و فعل ترین از استیاری کائنات است چه ماسوائی و هیچ استیاری عالم عامل جمله صفات الهیه نیست، منجانب الله تعالی  
و در بود انسانی لا محذور و بر سر قدرت روحانی و دماغی و جسمانی و دلیت کرده اند که اگر ملاحظه آن با کرده شود پس معلوم باشد که بحر ذخار  
در یک قطره آب محفوظ کرده شد که بذریعہ این قوت بر سر تسیخ جہاں رنگ و بوی توان کرد

می کند از قوت خود به شکار روزگار نو که باشد سازگار  
هر که در آفاق گرد و بوی تراب باز گرداند ز غیب آفتاب  
تسیخ کائنات کردن و بران قیام حکومت الهیه انسان را فضل و لین است که ازین وجه و انبیا بت الهیه عطا کرده شده است و  
تسیخ عالم رنگ و بو از مناصب انسان، منصب و لین است، آن طائر را بوقی که منزل او از چرخ نیلی فام برے است او از قبا تح  
فطری خویش بر سر پیکاری ماند، پیکر گل او از مستی عشق تاب ناک و نغمه الهی در رگ و پیکر او سرایت کرده و ایمان و یقین کامل در شب  
تاریک حیات او داد و دیه پر هول مشعل راه می سازد و کم از معاونت آن از بر زب و دیم می گذرد و هر حل آتش و صلیب و دار ط می کند  
او بر آتش بر فرعون، موی و بر نرید حسین است، او شو قوت این و تعلق پیش قوت دیگران زب و دیم می گذرد و هر حل آتش و صلیب و دار ط می کند  
بزم و نازک و در ذات او عنصر حلال و جمال پلوی به پلوشوند

پیکر نوری نهاده بندہ مولی صفت  
هر دو جہاں غنی اسرار کیناز  
از کمال غنی اسرار کیناز  
هر دو جہاں غنی اسرار کیناز  
از کمال غنی اسرار کیناز  
هر دو جہاں غنی اسرار کیناز  
از کمال غنی اسرار کیناز  
هر دو جہاں غنی اسرار کیناز  
از کمال غنی اسرار کیناز

و نبات و ہند و بنی نوع انسان و حیوان زمان و تقدیر نیر و ان است چشم و چشم رب و کلام و کلام رب دست او دست رب تعالی است  
با تفریم اللہ کا بند و مؤمن کا با تفریم غالب کار فری کا ریشا کار ساز  
حضرت عبد الحکیم رحمۃ اللہ علیہ در کتاب خود الانسان الکامل  
بر حقیقت انسان بحث کرده می فرماید که وجود انسان بر آتم یک کائنات است کہ در ذات خود و کائنات مادی نمایاں ہستند و او  
ہر دو را اہلہ متصفہ و بخیر است حضرت جلی بن الحری ہر دو فقرات می فرماید کہ انسان علت تخلیق کائنات است و حضرت ابن العربی نیز  
می طرز اندک انسان سر سبت و گہبان موجودات عالم است چہ اگر علت منعدم گردد پس معلول نیز خود بہ خود فنا و پذیرد و جملہ قوت کائنات  
و زبیر فرمان دست کہ اللہ قدرہ ان اللہ سخدر کہ مافی السموات و مافی الارض اسبع علیکم نعمۃ ظاہرہ  
و باطنہ نیز حضرت ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ خصوصیات انسان کامل بیان کرده می نگارند کہ ماہیت انسان کامل مماثل از ماہیت ایزوی است  
و ارجح از جلال از روح کائنات است و جسم و مماثل از کائنات مادی است (العرش) علم و تصویر عکس نیر و تعالی و دل او مطابقت کلی  
کعبہ قدری و اصل شکل او دارو (البیت المعمور) و قوت او مانند قوت ملائکہ علی انہ نیر و انحصار آن حضرت سرور کائنات سر و بود  
جہاں حضرت محمد محبتی صلی اللہ علیہ وسلم و اہل و عیالہ و سلم مثال علی ترین انسان کامل است



# اسلام میں مال و دولت کی حقیقت

مولانا سید حمید الرحمن صاحب (مکان حضرت قطب دہلیور)

آپ نے فرمایا کہ اللہ نے زکوٰۃ تو اس لئے فرض کی ہے کہ تمہارے باقی مال کو پاک کر دے اور موارثت اس لئے فرض کی ہے کہ تمہارے بعد اول کے لئے موارثت ہو۔ مصلحت مال جمع کرنا حرام ہوتا ہے زکوٰۃ اس میں واجب ہوتی ہے اور میرا کہ جس میں میری ہوتی ہے جمع کرنا اس وقت حرام ہے کہ جب زکوٰۃ نہ دے۔ اس پر فاسق عظمیٰ نے تنبیہ کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مصلحت مال و دولت جمع کرنا حرام یا ممنوع نہیں۔

۲۔ حضرت مقدمین معرکہ ربیعہ صحابی ہوں کی ایک باندی تھی، جان کے جالو کا دودھ پھینکتی تھی اور حضرت مقدمین اس کی قیمت لیا کرتے تھے۔ کسی نے اس زکوٰۃ تجب کہا کیا آپ دودھ پھینکنا اس کی قیمت دیتے ہیں، ان کا مطلب یہ تھا کہ دودھ تو ہر یہ و صدقہ کرنے کی چیز ہے اپنے اہل بیت کے متعلقین پر خرچ کرنے کی چیز ہے، اس کو خرچ کر کے قیمت لینا آپ کے شاہان شان نہیں۔

تو حضرت مقدمین نے فرمایا کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں، مجھے اس کی ضرورت ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ سونے و تیار و دھم کے کوئی چیز ان کو نفع نہ دے گی اور یہی دنیا و دھم ان کو دلائے ہوئے لوگوں کے احوال میں طرح کرنے سے بچائے گا۔

مال و دولت، کسب و معاش، مال کے جمع و خرچ کرنے کے بارے میں اسلام کا نظریہ کیا ہے، اس مسئلہ میں قرآنی آیات و احادیث کی روشنی میں گفتگو کی جائے گی۔ اگرچہ مسئلہ کی نوعیت واضح کرنے کیلئے قرآن کریم کی دو ایک آیت یا دو ایک حدیث کافی تھی، مگر اس خیال سے کہ مختلف پہلو سے اس مسئلہ پر نظر کی جائے۔ مختلف احادیث مختلف اہل بیت جمع کی ہیں تاکہ پوری حقیقت کے ساتھ اسے قائم کی جائے۔

احادیث کی یکسوئی و تمام عبارات نقل کرنے کا التزام نہیں کیا گیا بلکہ ترجمہ و مطلب ہی کی وضاحت پر اکتفا کیا گیا ہے تاکہ مضمون زیادہ طویل نہ ہو و ناظرین کے طول و طراور ہٹسار نہ ہو۔

اسلام میں مال و دولت جمع کرنا کیسا ہے؟  
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ (والذین یکتون الذہب و الفضة الزائل) نازل ہوئی تو مسلمانوں پر شاق گذری (سمجھو کہ سونے چاندی کا جمع کرنا حرام ہے پھر تو بہت وقت کا سامنا ہوا) فاروق عظمیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم سے اس مصیبت کو دور کر دوں گا۔ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی۔ یا رسول اللہ! یہ آیت حضور کے اہل باب پر گرا معلوم ہوئی۔ فقال ان الله لم يفرض الزکوٰۃ الا علی طیب ما یبقی من اموالکم و انما فرض الاموال و الذکر کلمۃ یتکون لمن بعدکم فکبر عند



مترقات میں ہے کہ یہ وہ زمانہ ہوگا کہ جب لوگوں میں ہر قسم کی خرابیاں، بخل و حرص و بیوہ و یتیم و یتیم و یتیم و یتیم کا معیار تقویٰ اور فضل و کمال کے بجائے صرف دولت و مال ہو جائے گا۔ (الامم احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مقصد کیلئے مال جمع کر سکتے ہیں۔ ۴۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں فقرائے مہاجرین آئے اور کہا کہ دولت و ثروت والے لوگ ہم سے بازی لے گئے یعنی جنت اور اس کے عاقبہ و جہات انہیں کو ملیں گے۔ آپ نے سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نماز، روزہ جس طرح ہم ادا کرتے ہیں، وہ بھی کرتے ہیں لہذا عبادت پر ہمیں وہ ہمارے ساتھ شریک ہیں، البتہ عبادات مالہ میں وہ ممتاز اور مخصوص ہیں کہ صدقات و زکوٰۃ وغیرہ وہی کرتے ہیں، ہم نہیں کر پاتے تو آپ نے ان کو ۳۳ بار نماز کے بعد بھیجا اور امیر، امیر و امیر، امیر و امیر، امیر و امیر کی تعلیم دی اور فرمایا کہ تمام وظیفہ کی برکت سے ان لوگوں کے درجہ کو پانچویں سے سبقت لے گئے ہیں، کچھ دن کے بعد پھر فقرہ مہاجرین آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہمارے دولت مند بھائیوں نے بھی اس وظیفہ پر عمل شروع کر دیا، لہذا پھر جنت کا میدان انہیں کے ہاتھ رہا، اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ذَلِكَ أَفْضَلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

یعنی غنیاء کا ہمارے اوپر سبقت لیجانا یہ اللہ کا فضل ہے جو جس کو چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے لہذا اب ہمیں اس کی تقاضا قسمت پر مبنی رہنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے غنی کا فقیر سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ اہل دولت کے برابر ہوں۔

۴۴۔ عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كمال الفقران: يكون كفرا وكساد الحسدان: لخلب القدر (بیہقی)

حضور علیہ السلام نے فرمایا: قریب ہے کہ فقر و فاقی الی کفر ہو جائے اس لئے کہ فقر کی تکلیف و مشائد، محارم و معاصی کے ارتکاب کا باعث ہونے لگیں اور ممکن ہے کہ سخت مصیبت کی حالت میں وہ کفر کے ارتکاب پر بھی آمادہ ہو جائے۔ نیز غلبہ فقر اللہ تعالیٰ پر اعتراض اور ناراضی کا سبب ہوتا ہے جن کی وجہ سے انسان رضا یا انقضا اور ایمان کے دائرے سے نکل جاتا ہے۔

جس طرح فقر کے منکر کفر ہونے کا اثر پیشہ ہے، اسی طرح غلبہ غنا بھی عقول و طبعیات کی وجہ سے معاصی کا سبب ہے اس لئے تو سطر کفادہ و ربیانی حالت، فقر و غنا دونوں سے افضل ہے۔ شریعتہ الامت

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بقدر کفایت و بقدر ضرورت غنا کا ہونا بہتر ہے۔

۴۵۔ عن ابی ہریرۃ وحکیم ابن حزام قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خيرا الصدقة ما كان عن ظهر غنى (بخاری)

فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہترین صدقہ وہ ہے کہ غنا کو باقی رکھ کر کیا جائے یعنی اہل و عیال کی ضروریات کے مطابق رکھ لے اس کے بعد زائد کو صدقہ کرے اور اتفاق میں بتدان لوگوں سے کرو جو تمہاری پریش میں ہیں، تحقیق یہ ہے کہ اگر توکل کامل اور قوی ہو، تو جو چاہے خرچ کر سکتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ظاہر ہے اور اگر اتنا قوی و کامل نہ ہو تو اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو مقدم رکھے ورنہ اس سے جو بچے اسے صدقہ کر سکتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کرتے وقت بھی اہل و عیال کی رعایت ضروری ہے، ان کی ضرورت کے مطابق باقی رکھے، پھر زائد کو خرچ کرے۔ حضرت سعید بن ابی وقاص سے روایت ہے، انہوں نے

کہا کہ جب میں ہماری کمی و وجہ سے قریب الحرم ہو گیا تو رسول مقبول حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کیلئے شرفی لائے، میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میرے دوستوں نے مال  
وزن میں سوائے میری لڑکی کے اور کوئی نہیں ہے تو کیا میں اپنے سب مال  
کی وصیت کر دوں، آپ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا، نصف مال کی  
آپ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا، نہائی مال کی، تو آپ نے فرمایا  
تہائی مال کی وصیت کر سکتے ہو، حالانکہ یہ تہائی بھی زیادہ ہے۔ اس  
کے بعد فرمایا: - اَمَّا اَنْ تَذَرُوْا دِيَارَكُمْ اَنْتُمْ اَغْنِيَا خِيَارِ  
مَنْ اَنْ تَذَرُوْهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاَنْتُمْ لَنْ  
تَتَمَقَّقُوْا نَفَقَةً تَلْتَمِسُوْنَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اَلَا اَجَزْتُ بِهَا  
حَتّٰى الْمَقْمَرَةِ تَذَرُوْهَا اِلٰى فِى اَمْرَانِ

کہ تم اپنے وراثت کو غنا کی حالت میں چھوڑو، یہ بہتر ہے، اس بات  
سے کہ تم انہیں محتاج کی حالت میں چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے دست  
سوال پھیلائیں اور بیشک تم جو چیز بھی اللہ کی رضا کے حصول کے  
لئے خرچ کرو گے تو تمہیں سو کا ثواب دیا جائے گا، بیان تم کہ وہ رقم  
کہ جسے تم اپنی بیوی کے منہ میں اٹھا کر رکھو، (بخاری و مسلم)  
اس مرتبہ سے معلوم ہوا کہ یہ نسبت دوسروں کے اہل و  
عیال پر خرچ کرنے کا ثواب زیادہ ہے اور یہ کہ دنیا کا کام بھی اگر  
نیک نیتی اور حصول فیائے الہی کیلئے کیا جائے تو وہ دین کا کام ہو  
جاتا ہے، بشرطیکہ وہ دنیا کا کام ممنوع یا حرام نہ ہو۔

۷۔ وعن سفیان قال کان المال فیما مضی کثیر  
فاما الیوم فهو قلیل المؤمن قال لو کله ذک الدنانیر  
تمنل فیا هو کلاء الملوک من کان فی یدہ شئ من  
فلیصلحه فانه زمان ان احتاج کان اول من یبذل  
دینه، وقال الحکال لا یحمل السرف.

شرح السنہ

سفیان ثوری نے کہا کہ مال گزشتہ زمانے میں کم رہا اور ناپید  
کیا جاتا ہے، اس لئے کہ زہر و فساد اس زمانہ کے لوگوں کا شعل تھا  
لیکن اب اس زمانہ میں کہ جب زہر و فساد کا وہ عیب مسست ہو گیا

ہے، ماحقین اور ضروری ضرورتیں غالب آگئی ہیں، تحصیل رزق کے  
لئے اغنیاء کے دروازے پر ہلکا زلزلہ و خوارگی اٹھائی پڑتی ہے، تو  
مال مسلمانوں کے لئے سپر اور ڈھال ہے کہ اس کے سبب سے حوادث اور  
مصائب کم ہوں گے آثار سے وہ امان میں رہتا ہے اور ہر امر وہ ملائکین  
کے دروازوں پر جانے سے وہ مستغنی رہتا ہے۔

سفیان ثوری نے کہا اگر یہ ورہم و بیل نہ ہوتا تو البتہ یہ دنیا  
دار لوگ ہم کو ذلیل و خوار سمجھتے، انہوں نے کہا کہ جس شخص کے پاس مال  
اموال میں سے کچھ ہو تو دیا جائے کہ سبکی ملاح کرے، ترتیب دے، اور  
بڑھا دے، اس لئے کہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر وہ محتاج ہوگا تو وہ سب  
سے پہلے دین کو دنیا کے بدلہ ہاتھ سے دے گا۔

سفیان نے کہا کہ مال حلال میں فراط و اسراف کی گنجائش نہیں ہے  
یعنی مال حلال میں اسراف نہ کرنا چاہئے اس کو محفوظ رکھنا چاہئے اور  
احتیاط سے خرچ کرنا چاہئے تاکہ کچھ عرصہ تک باقی رہے اور تقویت  
دین کا سبب ہو۔

(ماخوذ از شذخۃ اللمعات)

نکوذ بالا اثر الہی میں جس طرح مال و دولت کی ضرورت اس کے  
جمع و حفاظت پر زور دیا گیا ہے، وہ ظاہر ہے، سفیان ثوری تابعین  
میں سے ہیں، اپنے زمانہ میں اہل مسلمین اور مجتہدین کی لاف تھے، عین  
حریت اور دیگر علوم کامر جمع تھے، ائمہ مجتہدین میں سے تھے، دین کے  
ارکان اور فطرت میں سے تھے، ان کی دیانت، زہد، ورع اور تقویٰ  
ہونے پر لوگوں کا اتفاق تھا۔

ہکذا فی ہمارا احوال

۸۔ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جب اپنی رحلت کے بعد تمہارے اوپر اس نسبت  
سے اندیشہ کرتا ہوں کہ جب دنیا کی تازگی اور نشاطانی اور اس کی زینت  
زینت تمہارے اوپر کھول دی جائے گی یعنی اسباب عیش و راحت کی  
فراوانی ہوگی تو اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔

ایک شخص نے کہا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میری وجہ



فانح ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث شریف کا پہلا کڑا یعنی ما اثنیل حبطا اودیلیم ان لوگوں کے حال کی طرف اشارہ ہے جو تحصیل دولت میں یا دولت پا کر مٹا بھی و معاصی شہوات و غفلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اور ہر مشق و فحور کا ارتکاب کرتے ہیں، حقوق اللہ، و حقوق العباد سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں، اور اپنے غلط اعمال و افعال پر ملامت و اصرار کرتے ہیں، حتیٰ کہ اسی حالت میں توبہ و استغفار، رجوع اور انابت الی اللہ کی توفیق حاصل ہوئے بغیر ان کی ہلاکت و موت واقع ہو جاتی ہے۔

حدیث شریف کا دوسرا کڑا یعنی حتی اعدت حتی اخصا قاہا استقبلت عید الشمس یہ ان لوگوں کے حال کی تمثیل ہے جو بعض وقت متقاضیے بشریتہ حوصلہ و ہوس کی وجہ سے فراط اور تجاوز علی الحدیث کام لیتے ہیں، ان سے بھی افعال ناشائستہ گناہ و بدیہ ہو جاتے ہیں لیکن پھر وہ اپنی غلطیوں پر نادم ہو جاتے ہیں معصیت پر اصرار و التمسار نہیں کرتے اور تائب ہریت کی روشنی کی طرف متوجہ ہو کر توبہ و استغفار اور اپنے نفوس کے ترکیب و تطہیر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس مقام پر کہا ہے کہ مذکورہ بالا دونو قسموں کے اعتبار سے ایک تیسری قسم بھی معلوم ہوگی، یعنی وہ لوگ جو شہوات نفسانی، منافی و معافی میں بالکل گرفتار نہیں ہوئے اور دنیا میں انہوں نے نہ ہفتیاری کیا تو پہلا شخص یعنی جس نے معصیت پر اصرار کیا اور اعتدال سے تجاوز ہو گیا اور توبہ و استغفار کے بغیر مر گیا وہ ظالم ہے اور دوسرا شخص یعنی جس نے دنیا سے ہاتھ آلودہ کیا لیکن پھر دھو دلا وہ مقتصد ہے اور تیسرا شخص جو دنیا کی طرف راغب نہیں ہوا اور بالکل بے نیاز رہا، وہ سابق ہے جیسا کہ آیت کریمہ

فمنہم ظالم النفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ میرا قسم ثلاثہ کا ذکر ہے اس کے

سبب تشریح ہوا کہ یعنی اموال و عنائم کا حصول غیر ہے توبہ شر اور ترک طاعت کا سبب نہیں ہوگا، اس وقت آپ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ گمان ہو کہ آپ پر وحی نازل ہوئی ہے، رومی نے کہا کہ اس کے بعد آپ نے اپنی پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کیا اور سوال کی کہ اس پر تعریف کی اور فرمایا،

ادعہ کی یا تخی الخیر بالشر وان مما ینبت الذبیح  
ما یقتل حبطا اودیلیم اکلت حتی اعدت خا  
صرتا، استقبلت عین الشمس فسلطت وابلت  
ثم عادت فاکلت۔

یعنی خیر، براہ راست اور بالذات شر کا سبب نہیں ہوگا بلکہ ایک امر عارضی و واسطی کی وجہ سے اس کو متعلق ہوگا، مثلاً نخل، وین، اسراف یا عدتال سے تجاوز، ان عارض کی وجہ سے شر کا ظلم و حدود ہوگا، اس کے بعد اپنے مال و دولت کے سبب مشرعوں کو مثال سے بیان فرمایا کہ موسم بہار میں جو گھاس اور ممبرے اگتے ہیں، اس کے بہت زیادہ کھا لینے، اور پیٹ کے طبل ہو جانے کی وجہ سے بعض دفعہ جانور مرتے ہیں یا مرتے تھے قریب ہو جاتے ہیں تو جس طرح موسم بہار کے مندروں اور پودوں میں بذات خود شر اور ضرر نہیں ہے، بلکہ یہ ضرر اور ہلاکت کھانے میں حوصلہ و فراط کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، اسی طرح مال و دولت کا حال ہے، مگر وہ جانور کہ چرتے کے بعد جب ان کی کوٹھیں تن آئیں تو آفتاب کی طرف انہوں نے رخ کیا اور ان کے سامنے کھڑے ہو گئے پس جو کچھ ان کے پیٹ میں فصلت تھی، اسے خارج کر دیا اور ہلکے پھلکے ہو گئے، اس کے بعد پھر چراگاہ میں جا کر چرے میں مشغول ہو گئے۔

جانوروں کی عادت ہے کہ جب بدھن سے انہیں نفع شکم ہو جاتا ہے تو آفتاب کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں، سونچ کی گرمی اور حرارت کی وجہ سے ان کا پیٹ بڑھ جاتا ہے اور فضلات

صلی اللہ علیہ وسلمہ ما اکل احد طعاما قط خيرا من ان ياكل من عمل يديه وان نبی اللہ داود كان ياكل من عمل يديه (بخاری)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی رزق اس رزق سے بہتر نہیں جسکو انسان نے خود اپنے ہاتھوں سے کما یا ہو اور بیشک اللہ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام محنت کر کے اپنا رزق حاصل کرتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طلب و کسب معاش انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنت ہے۔

۱۲۔ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فريضة بعد الفريضة (بیہقی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رزق حلال کی تحصیل و کسب فرض ہے ۱۳۔ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... انما جرد الصدوق اکامین مع التبتیین والمدنیین والشہداء (ترمذی) معلوم ہوا کہ راست گو امانت دار تاجر کا حشر انبیاء اور صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

۱۴۔ رجال کما ھدھم تجارۃ وکایم عن ذکر اللہ کی تفسیر میں فتادہ نے کہا کہ ان القوم یتبالیعون ویستجدون ولكنھم اذا نأبھم حق من حقوق اللہ لم تلھیھم تجارۃ وکایم عن ذکر اللہ حتی یودوہ الی اللہ (بخاری)

صحابہ کرام تجارت اور خرید و فروخت کرتے تھے لیکن جب ان کو حقوق اللہ سے کوئی حق پیش آ جاتا تھا تو تجارت اور خرید و فروخت ان کو افسر کے ذکر سے روکتی نہیں تھی، یہاں تک کہ پہلے وہ حق اللہ کو ادا کرتے تھے

اس سے معلوم ہوا کہ طلب معاش کیلئے تجارت و غیرہ صحابہ کرام کا طریقہ تھا۔

بعد ازاں کے تعلق آپ کے ایک ضابطہ بیان فرمایا: وان أخذ المال خضرۃ مخلوۃ فمن أخذہ بخوفہ ووضوۃ فی حقہ فنعیم المعونۃ فهو ومن أخذہ بغير حقہ كان كالذی یاكل ولا یشبع ویكون شھدا علیہ یوم النقیامہ یہ مال آنکھوں کو خوشنما اور جاذب نظر معلوم ہوتا ہے دل کو شیریں اور لذیذ معلوم ہوتا ہے، تو اس میں غلو و مبالغہ، انما کسب و شغراق سے کام نہ لینا، جو شخص اس کو حق کے ساتھ جائز طریقے سے حاصل کرے گا، اور صحیح مصرف میں خرچ کرے گا تو وہ مال اس کے لئے بہترین رفیق اور معاون ہوگا۔ اور جو شخص اس کو ناحق اور ناجائز طریقے سے حاصل کرے گا تو یہ مال دوزخ کا حصہ اس مریض کی طرح ہوگا جس کو جوع البقر کی بیماری ہو کہ کھاتا ہے مگر سودہ نہیں ہوتا۔ تو جس طرح اس مرض سے اس کی ملامت کا انیشہ ہے، اسی طرح وہ شخص جو مال دوزخ کے جمع کرنے میں مفرط اور حریص ہے کہ جائز و ناجائز حق و ناحق کا امتیاز نہیں کرتا وہ بھی قریب الی اہلک است ہے اور یہ مال اس کے لئے وبال و نکال کا سبب ہوگا۔

۱۵۔ علی قاری نے کہا کہ جو شخص مال کے جمع و تحصیل میں مبالغہ سے کام لیتا ہے اور صلا و حرام کا امتیاز نہیں کرتا تو وہ انجام سے بے خبر ہو کر تن ساقی و عیش پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا دل سخت ہو جاتا ہے، رحم و ہمدردی کا مادہ دل سے رخصت ہوتا ہے اس لئے وہ اہل حقوق کے حق کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ فخر و غرور تعلی و ترفع اس کی فطرت بن جاتی ہے لہذا وہ مال اس کے لئے تباہی و خسارہ کا سبب ہو جاتا ہے۔ (لمعات و مرقات)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال بذات خود بری چیز نہیں، بل شرطیکہ اس کا استعمال اور مصرف صحیح ہو۔

اسلام میں طلب و کسب معاش کی اہمیت اور فضیلت

۱۔ عن المقدام بن معدیکب قال رسول اللہ



۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طلب الدنیا کما سئل استحقاقاً عن السئۃ وسعیاً علی اہلہ وتقطفاً عنی حاجۃ لقی اللہ وما لقیہ منہ ودجھہ مثل القرمیۃ البکرۃ ومن طلب الدنیا کما سئل ما لقیہ منہ ما لقی اللہ تبارک وتعالی وہو غنیان۔ (بیہقی)

فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے جو شخص دنیا کا مال و متاع طلب کر لیا اس طرح پر۔ رسول کی ذلت سے بچنے کیلئے۔ اپنا مال و دنیا کی روزی سب کرنے کیلئے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک اور ہر بانی کے لئے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں گتے چاند کی طرح ہوگا۔ اور جو شخص دنیا کو طلب کرے گا، اگرچہ عداوت ہی طریقہ پر ہو لیکن وہ مال و دولت کی کثرت پر ناز و فخر کرے گا۔ جو نیکی کے کام میں رہا کاری سے کام لینے والا ہو تو وہ اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر نارض ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال حلال کی طلب اگر نیک اور محتاج غرض کے ساتھ ہو تو بالاعتدال فضیلت و مستحق اجر و ثواب ہے لیکن اگر اس کی طلب کسی غرض فاسد کیلئے ہو تو اس کا انجام بھی بُرا ہے۔

۶۔ اسلام میں اگر کسی اور دوست رسول پھیلانے کی ندرت حضور علیہ السلام سے نہ دیا، جو شخص لوگوں سے سوال کرے حالانکہ اسے فائدہ پہنچانے والے ہوں، جن کی طاقت نہیں ہو کہ اس کو دیا، اس کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ بچکا یعنی ہرست ذات کی حالت میں ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس نے فائدہ نہ لیا نہ اتنے ہاں بچے ہیں جس کی طاقت نہیں رکھنا اور وہ رسول اور اللہ کے دے گا ایسی جگہ سے جو اس کے خیال میں ہی نہیں۔ (بیہقی)

۷۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بغیر حاجت رسول نہ مانگا وہ گویا

وہ اگر گارہ کھاتا ہے۔ (ترمذی)

۸۔ ایک انصاری نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے، عرض کیا ایک ٹاٹ کا ٹکڑا ہے جس کا ایک حصہ ہمارے ہتھ میں اور ایک حصہ بچکا ہے میں اور ایک کھڑی کا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، آپ نے اسے دونوں چیزوں کو حاضر کر نیکی لئے فرمایا، وہ لائے، آپ نے اپنے دست مبارک میں لیکر لیا فرمایا کہ اسے کون خریدتا ہے۔ ایک صاحب نے کہا کہ ایک درہم کے عوض میں خریدتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے کسی دوسرے صاحب نے کہا، میں دو درہم پر بیٹتا ہوں۔ آپ نے دونوں چیزیں ان کے حوالے کر دیں اور دونوں درہم انصاری کو دے کر فرمایا کہ ایک کاغذ خرید کر گھر میں دو اور ایک کی کھڑی خرید کر میرے پاس لاؤ اور وہ خرید کر لائے۔ آپ نے دست مبارک اس میں مینٹ ڈالا اور فرمایا، جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اب پندرہ دن تک بہتیں نہ دیکھو، وہ گئے لکڑیاں کاٹ کر بیچتے رہے، جب حاضر ہوئے تو ان کے پاس دس درہم تھے چند درہم اور چند کاغذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یاس اے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال تمہارے چہرہ پر چھالا ہو کر آتا۔ سوال حلال نہیں مگر تین شخص کیلئے ایسی محتاجی والے کیلئے جو اسے زمین پر لٹا دے، یا ناوان والے کیلئے جو سو کر دے یا دیت والے کے لئے جو اسے تکلیف پہنچائے۔ (بخاری و ابوداؤد)

۹۔ احادیث مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہو گیا کہ سوال اور گراگری کس قدر معیوب اور مذموم شے ہے کہ مذکور تین صورتوں کے علاوہ اور کسی حالت میں جائز نہیں، ساتھ ہی عمل اور کسب کی اہمیت و فضیلت بھی معلوم ہو گئی۔

اسلام میں عمل اور کسب، لوکل کے منافی نہیں

۱۰۔ عن ابی ذر بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما ہذا



نکاح نہیں کرتے، اچھے عمرو کپڑے نہیں پہنتے، شیرینی، میوہ جات کو شربت وغیرہ کا کھانا چھوڑ دیتے ہیں، مہمانوں کو ان کا یہ طریقہ حکم خداوندی کے خلاف ہے

یا ایہا الذین آمنوا لا تحمدوا علی بات الخ  
اور نہ مال کو ضائع کرنے سے زبرد حاصل ہوگا، بایں طور کہ اس کو دریا میں ڈال دے یا لوگوں میں لڑا کر برابر کر دے۔

حاصل یہ ہے کہ جب ہاتھ خالی ہو اور دینی معیشت میں محتاج کے وقت دل کی توجہ مخلوق کی طرف ہوتی ایسے ظاہری زہر کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ زہر کا تعلق دل سے ہے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس کی دل توجہ پرورگار عالم ہی کی طرف ہو۔

اسی طرح آخرت کے ثواب کی امید میں جب مصیبت کا وجود مرغوب ہو جائے اور جزع و فزع، شکوہ، شکایات کا اظہار نہ ہو، تو یہ دونوں باتیں یعنی مصائب پر صبر اور رضا کی طرف توجہ دلاں پر پھرتے رہنا سے زہر پر شہا بد عمل ہوں گی۔

### مستحبات

۴۔ عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو انکم تلتون کلوا علی اللہ حق توکلہ لدرزقکم کما یرزق الطیر تغذوا خما صا وتدروا بطانا

(ترمذی، ابن ماجہ)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم توکل کرتے اور جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ روزی دیتا مگر جیسا کہ روزی دیتا ہے پرندوں کو کہ وہ جمع کو فال پیٹ نکلتے ہیں درشام کو اپنے آشیانوں میں شکم سیر واپس آتے ہیں۔

علامہ طیبی نے کہا ہے کہ توکل کا حق ہے کہ بندہ یقین کرے کہ فاعل او کا رساہ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس یقین کے ساتھ وہ حرص افراط اور تعب میں بغیر پڑے ہوئے، بہ طریق جمیل طلب رزق میں

فی الدنیا لست تجدیدہ لجلال ولا بائنا تہ الماں و نسکن  
الزہادۃ فی الدنیا ان کا تھکون ہما فی یدریک اوثق ہما  
فی یدہ اللہ وانما تھکون ثواب المصیبتہ اذا انت اصببت ہما  
ارغب فیہما اور انہما القیبت لست۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا میں نہ زہر اور نہ رغبتی حقیقتاً یہ نہیں ہے کہ صلال چیزوں کو ترک کر دیا جائے کہ یہ جلال کو حرام کر کے معنی میں پھر اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا لا تحمدوا علی بات ما احل اللہ  
لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔

اور نہ زہر کا تحقق، مال کے ضائع اور برباد کرنے سے ہے، کہ اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔

ولا تہس طہا، اکل البسط ذلت عقلمو ما عسورا  
لیکن حقیقت زہر یہ ہے کہ تم اس چیز کے مقابلہ میں جو اللہ کے دست قدرت میں ہے، اپنی چیزوں پر ہمتا دو بھروسہ نہ کرو، بلکہ ہمتا دو بھروسہ حق تعالیٰ کی رزاقیت پر کرو، کہ یہی حقیقتاً زہر توکل ہے اور نہ حقیقتاً یہ ہے کہ تمہاری رغبت اور آخرت اور اس کے ثواب کی بجانب اس قدر زیادہ ہو جائے کہ جب تم کسی مصیبت میں مبتلا کئے جاؤ تو بلا اور مصیبت کا وجود، آخرت کے ثواب کی امید میں تم کو مجبور یا در مرغوب معلوم ہوئے لگے۔

اس صریح شریف سے معلوم ہوا کہ زہر توکل جس کو صبر و توکل کا درجہ حاصل ہے، درجہ صبر توکل کا درجہ حاصل ہو گیا تو دنیا کے تمام کاروبار میں ہتھ ہوئے بھی وہ زہر ہے اور اگر صبر و توکل کا مقام حاصل نہیں ہو تو صرف صلال چیزوں کو حرام کر لینے سے یا مال کو ضائع اور برباد کر دینے سے زہر نہیں ہوگا۔

اس مقام پر علامہ علی قاری نے کہا کہ صلال کو حرام کر لینے سے زہر حاصل نہیں ہوگا جیسا کہ بعض جہلاء اس کو کمال سمجھ کر کرتے ہیں، وہ



اور معارض ہو اور اس کی وجہ سے فلاحی و روحانی قدروں کا زوال ہو  
تو اس وقت ہی مال دولت اس کے لئے مہر و شہر، نعمت و محنت اور مال  
اس بنا پر تحصیل مال کے وہ تمام طریقے کہ جس میں ظلم، خود غرضی  
جھوٹ، خیانت، کمزور فربہ کو دخل ہو اسلام نے ان سب طریقوں  
کو ناجائز قرار دیا۔ سودی کاروبار کی تو بنیادی ظلم و خود غرضی پر ہے  
کہ اس کے نتیجہ میں فراڈ و فائدہ کی تباہی و بربادی، عام مشابہ ہے  
شراب و خمر کی بیع کو ناجائز کہا، اس لئے کہ ہر قسم کے فواحش اور  
بے حیائیوں کی اصل یہی ہے۔ بیع کی مختلف صورتیں کہ جو زمانہ جاہلیت  
میں رائج تھیں کہ جس میں عاقدین میں سے کسی کو ضرر یا غریبچہ یا بے سبب کو  
ممنوع قرار دیا۔ بیع مزابنہ، بیع مکاسہ، بیع مشابہ، بیع حصہ  
بیع بخش، بیع غراس کی مثالیں ہیں جنکی تمام تفصیلات کتب فقہ  
میں مذکور ہیں۔ تجارت، زراعت، صنعت و حرفت، وراثت اور  
وکالت، کفالت، حوالہ، اجارہ، عاریت، ولیعت، حتی کہ استنجا  
اور حجامت تک غرضیکہ دین و دنیا کے ہر شعبہ میں اسلام نے جامع اور  
کمل ہدایات دیکر ایک ایسی مختل و متوسط شاہراہ قائم کر دیا  
ہے، جو تمام دیگر مذاہب کے ہر قسم کے فراط و تفریط سے بالکل پاک  
فصا ہے۔

مال دولت بطرح ہم اور ضروریات اسی طرح موجب ہے  
چونکہ تمام دینی و دنیوی ضروریات و مقاصد کے حصول میں مال و  
دولت کو بڑا دخل ہے، دنیوی ضروریات کا حال تو ظاہر ہے کہ قدم قدم  
پر دولت کی ضرورت پڑتی ہے، حتی کہ خوالہ انسان کی عزت و آبرو بھی  
اس کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی، اسی طرح دینی مقاصد کا حصول بھی اکثر  
و بیشتر دولت پر موقوف ہے، زکوٰۃ، حج، قربانی، صدقات و خیرات  
لیو مال کے نہیں ہو سکتے، نماز روزہ بھی بہ فراغت و اطمینان قلب  
فقر و فاقہ کی حالت میں دہن ہو سکتے۔ بقول شیخ سعدی علیہ رحمۃ  
شب چو عقد نماز بر بندم : چہ خورد بامداد و فرزندم

کوشش کرے، اس کی یہ کوشش تو کل کے خلاف نہیں۔  
امام غزالی نے کہا کہ جو شخص گمان کرے کہ توکل کے معنی ترک کسب  
اور زمین پر عاجز ہو کر پڑ جھنے کے ہیں، وہ جاہل ہے۔  
امام شافعی نے کہا کہ توکل کا تعلق دل سے ہے لہذا اللہ کی قدرت  
پر یقین اعتقاد کے بعد ظاہری حرکت و عمل، توکل کے معنی میں ہے  
جبکہ دینی کوشش و طلب ہی کو حقیقی علت نہ سمجھے بلکہ حقیقی  
کار ساز پروردگار عالم ہی کو سمجھے۔

سعدی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں : قطعہ  
چہر سنا تو بجائے رود دل : بہ تہائی اندر صفائی نہ بینی  
درت مال چاہت اور زر و تجارت : چو دل افاضایست خلوت نشینی  
جو لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور لمبہ و قات  
کیلے کوئی کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان  
کی نگاہیں اس کی منتظر رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دی جائے، یہ توکل  
نیو بہتر یہ تھا کہ وہ کوئی کام کر کے اس سے لمبہ و قات کرتے۔  
( عالمگیری )

اسلام نے فلاحی و روحانی اقدار کی کس طرح حفاظت کی

مذکور بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ تحصیل مال کسب معاش اگرچہ  
ضروری و اہم ہے لیکن اس کے حصول کے لئے ہر ممکن طریقہ اختیار کرنا خواہ  
وہ ناجائز ہی ہو، اسلام کے خلاف ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں  
اگرچہ مال و دولت کی اہمیت ہے لیکن یہ مقصود بالذات نہیں، بلکہ  
اصل مقصود انسان کی ستیہ اور اس کی فلاحی و روحانی قدروں کی  
تربیت و صلاح ہے اور یہ دنیا ہی حد تک اور اسی حیثیت سے  
مقصود ہے کہ جب تک اس دین کی تکمیل اس کی تائید و تقویت  
ہوتی ہو اور اس وقت مال اس کے لئے فیہ بھی ہے، فضل بھی ہے، رحمت  
بھی جیسا کہ متعریات میں مال و دولت کو ان الفاظ سے تعبیر  
کیا گیا ہے، اور جہاں یہ مال و دولت، دین اور دینی غرض کے فرائض

اس لئے کہان دولت کی محبت انسان کی فطرت میں داخل ہے جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح بیان فرمایا:

...مہرم ابن آدم وراثتہ فیہ اثنتان المحرم علی المال والمحرم علی العبدۃ

انسان ضعیف اور بڑھا ہوا ہوتا ہے لیکن اس کی دو خصلتیں جوان رہتی ہیں، ایک کثرت مال حرص اور دوسری عمر کی حرص دوسری جگہ فرمایا، لو کان کابن آدم واحدیان من مال لا یبغی ثالثا۔

اگر آدمی کو مال سے بھری ہوئی دوادیاں مل جائیں تو وہ تیسری وادی کو طلب کرے گا اور تیسری نہیں ہوگا۔ مال سے اس فطری محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ جس طرح ہوا سے مہمیاں جڑیں اور جمع کیا جائے دوسری طرف اسلام نے مخلوق خدا کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں پیارا وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے، (حدیث)

دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا (حدیث)

پروسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی تاکید فرمائی، آپ نے فرمایا کہ جو رسول علیہ السلام مجھے پروسیوں کے متعلق برابر وصیت کرتے ہیں، یہاں تک کہ مجھے گمان ہو کہ پروسی وارث بنا دئے جائیں گے، صلہ رحم یعنی رشتہ داروں و قرابت داروں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کو واجب فرمایا اور اس کی اہمیت کو مختلف طریقوں سے ظاہر کیا، کہیں فرمایا کہ جس قوم میں قاطع رحم ہوگا، اُس پر رحمت الہی نازل نہیں ہوتی کہیں فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور عمر میں درازی ہو، وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرے، ایک جگہ فرمایا کہ جو رشتہ کو جوڑے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے سے ملائے گا اور جو رشتہ کو کاٹے گا، اللہ تعالیٰ

اسے کاٹے گا۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ رشتہ کے درجات، متفاوت ہیں اس لئے صلہ رحم کے درجات بھی تفاوت ہوگا۔ والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے، ان کے بعد دوسرے محرم کا، ان کے بعد باقیہ رشتہ داروں کی، اسی طرح دوسرے درجات، مسافریں، نوکر چاکر، ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا، یعنی جس چیز کے وہ حاجت مند اور طلبگار ہوں اس میں بہ قدر استطاعت ان کی حاجت کی جائے گی جیسا کہ آیت کریمہ سے تفصیل ظاہر ہوتی ہے۔

وإی اللہ اللہ احسانا وبذل القربی والمسلکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب والجار المستبذل وما ملکت ایمانکم (قرآن کریم)

سونا، چاندی، روپیہ، پیسہ، ہر قسم کا سامان تجارت، گائے، بکری، اونٹ، کھیت کی پیداوار، ہر چیز میں جو سبب شرائط رکھتا ہو مقرر کی گئی، صدقات نافلہ پر بھی کافی ترغیب دلائی گئی، تاہم ان سبب خیرات کے ذریعہ حاجت مندوں کی حاجت روائی کی جائے۔ ان تمام تفصیلات سے یہ واضح ہو گیا کہ لالہ دولت جس قدر اہم ہے اس قدر یہ بڑے امتحان و آزمائش کی چیز ہے، اگر بندہ اس کے حقوق و مطالبات سے ٹھیک ٹھیک غور کرے ہو گیا تو اس کے لئے یہ باعث رضوان و رحمت ہے اور اگر نفس و شیطان اور مٹی کے حقوق سے مانع ہو گئے اور مال و دولت کی محبت غالب گئی، تو یہی دولت اس کے لئے خسارہ و تباهی کا سبب ہے۔

فقرا و غنا و نول میں فیض کیا، جس طرح فقر و غنا کا سبب محارم و معاصی کا سبب

ہوتا ہے بلکہ بعض وقت مفضی الی کفر ہوتا ہے جیسا کہ اس بارے میں حدیث گزری، اسی طرح غلبہ غنا بھی کفر بنا سکتا ہے معاصی کا سبب ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے بھی بندہ ہر طرح کے فسق و فجور میں مبتلا ہوتا ہے۔ کلمہ ما نشاء اللہ وقلیل ما ہمہ اس لئے علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ فقیر صابر افضل ہے یا غنی شکر، بعض علماء نے کہا کہ



کے شانزہاں ہوا ہے تو جو چیز اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے، وہ عطا کرتا ہے۔ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ فقیر صابر افضل ہے یا غنی ناسک، تو آپ نے فرمایا کہ فقیر ناسک و دلہن سے بہتر ہے۔ اس کلام میں فقر و فاقہ کی طرف اشارہ ہے کہ فقر کیسا عمدت ہے کہ جس پر شکر کرنا چاہئے نہ کہ بلا و مفیبت کہ جس پر صبر کرنا چاہئے۔ شتہ اللغات علامہ اقبال نے خوب کہا ہے :-

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے : خراج کی جگہ ہو فقیر کیا ہے  
توں سے کچھ کو امیدیں خراسانے نامیدی  
مجھے بتا تو ہسی اور کا فری کیا ہے۔

غنی ناسک افضل ہے کہ اس کی وجہ سے حیرانت و قریب کا ہر دور کثرت سے ہوتا ہے اور حدیث میں بھی غنیاء کے بارے میں آیا ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور اکثر علماء کی رائے ہے کہ فقیر صابر افضل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال شریف بھی یہی تھا۔  
اھاوت، فریقین میں دونوں جانب بہ کثرت ہیں۔

اور حق یہ ہے کہ فقر و غنا میں سے کسی ایک فی فضیلت کا حکم علی الاطلاق صحیح نہیں بلکہ فضیلت کا حکم شخص خاص احوال کے اعتبار سے ہے کسی کے حق میں فقر افضل ہے اور کسی کے حق میں غنا، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حسب اللہ تعالیٰ ما لطف و کرم بند

### (بقیہ فقہ اور تصوف صفہ ۳)

اور طریقت انہیں معاملات و مشروعات کی تحقیق و تائید کرتا ہے۔ اعمال کی زینت دل کی صفائی اور فلاح کی پانچوگی، کدورت طبعی سے، جیسے ریاد اور خوشحال و ظلم اور شرک و انہیں کے فائل چیزیں ہیں، تنگ آواز کے پیرے نجاست سے طوت ہونے سے پاک ہونا شریعت کا اور دل کا کدورت بشری سے پاک ہونا طریقت ہے۔ نماز سے پسند و منکر اور شریعت ہے اور ہمیشہ با وضو و نماز طریقت ہے۔ نماز میں قبلہ کی جانب چہرے کا رخ کرنا شریعت ہے اور دلوں کی جانب طریقت ہے۔ تمام چیزوں کے اندر اس کے مرتبے میں جو چیزیں آتی ہیں ان کا رعایت کرنا شریعت ہے اور جو کچھ قلب کے اندر ہیں ان کی رعایت کرنا طریقت ہے ۱۱۱

جس طرح ایک صوفی کے لئے بغیر شریعت کے وصول ممکن نہیں کیوں کہ سلوک نام ہے۔ سنت رسول کی پیروی کا اسی طرح ایک عالم کیلئے لازم ہے کہ وہ تصوف سے بھی آگاہی حاصل کرے اس لئے کہ عالم کا حقہ اسی وقت عالم و محقق کہلا سکتا ہے جب وہ فقر کے ساتھ تصوف کا بھی جائزے والا ہو اور جو جائزے والا نہیں تو کم از کم آغلازمی ہے کہ وہ اہل تصوف کو حق ماننے ہوئے ان کے بارے میں انکار نہ کرے اور ان سے عقیدت رکھے۔ ورنہ اس کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے، چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس پر بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ومن لم یکن له نصیب من هذا العلم (ای تصوف) اخاف علیہ من سوء الخاتمة وادنی النصیب من التصدیق بہ والتسلیم بہ ھملہ یعنی جس کو علم تصوف سے کوئی حصہ نہیں (یعنی نہیں جانتا ہے) میں اس کے سوء خاتمہ کا اندیشہ کرتا ہوں وادنی درجہ حصہ کلیہ ہے کہ اس علم کی تصدیق کرے اور اس کے جاننے والوں کو مانے اس کی تصدیق بہت سے تاریخی واقعات سے ہوتی ہے کہ بہت سے ایسے حضرات جنہوں نے اہل تصوف کو تصوف سے اسلام پہلے کیا اور ان کی توبہ کی خاتمہ ان کا بہت ہی افسوس ناک، عبرت انگیز ہوا۔ لہذا دانا ہی میں ہے، ان کے طعن سے اپنی زبان محفوظ رکھے ۱۱۱



حضرت شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی القلب بہ استاذ البشر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "حقیقت محمدیہ" میں تصوف کے بارگاہ فرماتے ہیں کہ المتصوف ہوان یجئک الحق عنک و یجئک البمعنی تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو تجھ سے مار ڈالے اور خود سے تجھ کو زندہ فرادے۔ بقطع النظر عن الیخر اس جگہ یہ بات بھی ظاہر ہوگی کہ صوفی وہی ہے جو فانی فاعل اور باقی باللہ ہو۔ حضرت شیخ عبد اللہ ابن المنان حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ صوفی کون ہے تو آپ نے فرمایا ھو اللذی یکون فی وجہہ حیاء و فی عینہ بکاء و فی قلبہ صفاء و فی لسانہ ثناء و فی یدہ عطاء و فی رعدہ وفاء و فی نطعہ شفاء۔

حلا وہ اوّل و ربّنت سے احوال عرفا و علماء اس کے متعلق ہیں۔ جس کی گنجائش نہیں، مقصود بحث اس وقت یہ ہے کہ تصوف کوئی علاحدہ چیز ہے جس کو شریعت سے کوئی تعلق نہیں یا شریعت ہی کی حقیقت کا ایک رخ ہے جس کا انکسار شریعت سے کسی طرح ممکن نہیں۔ یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ تصوف کو شریعت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ کہنا ہے یونان کے وہی فلسفیانہ خیال ہیں جس میں وہ زندگی بھر ماتھے پاؤں مار رہے تھے اور حقیقت کو نہ پاسکے اور ہمیشہ ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑا، اسی طرح یہ کہنا بھی درست نہیں کہ شریعت اہل ظواہر کیلئے ہے جس کے طریقیت میں قدم رکھا، اس سے مسکافات شریعت ختم ہو جاتے ہیں اور ظاہری صوم و صلاۃ کی پابندی

ساقط ہو جاتی ہے۔ حضور پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ الشریعة اقوالی والطریقة افعالی والحقائقہ احوالی والمعرفة اسرارہ یعنی شریعت میرے اقوال ہیں طریقت میرے افعال ہیں اور حقیقت میرے احوال ہیں اور معرفت میرے اسرار ہیں۔

حدیث مذکور سے شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت کی حیثیت اور اس کی جمعیت اس کے امتیاز کو کچھ بھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ایک ہی حقیقت کے مختلف رخ ہیں، اسی پیارے محبوب کی پیاری دامن کی مختلف صرح ہیں، جنکو خالق کائنات نور و نزوات کا منظر بنایا ہے، منظر کی ہر ادا اسی ایک حقیقت کا پتہ سے رہی ہے جو مستوی علی العرش اور با یدہما اتوا فتمہ فرجہ اللہ ہے، اسی شریعت و حقیقت کی حقیقت پر روشنی ہے اساتھ سے مکرر غوث پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ درکھا الشریعة صریحہ و ذوقہ بات صاف ہوگی کہ اصول شریعت ہی کا نام تصوف و حقیقت ہے، جن اصول طریقت کو اصول شریعت رو فرادے وہی وہ تصوف سے خارج ہے، شریعت مطہرہ ایک کسوٹی ہے جس کے تحت لازمی ہے کہ کسی حقیقت کو شریعت مطہرہ مطابقت نہیں دے سکتے ہے جس کا اختیار کرنے والا کبھی اپنے مقصود کو نہیں پاسکتا۔ چنانچہ یہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہا کا رقیق مابہ کتاب و سنت امت و ہر حدیث مخالف کتاب و سنت ہمارا رخ



تو وہ نصیب ایمان سے محروم ہو جاتا ہے جس کے بعد ہر قدم پر اس کے لئے تباہیاں ہیں، حضرت مجدد الف ثانی مکتوب پنجاب و پنج جلد دوم کے اندر تفصیلاً فقہ و تصوف کی اسی امتیازی حیثیت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علوم و معارف دیگر اندام و اعضاء کے احکام شرعیہ کے اہل اللہ بہ ان مخصوص اندہر چاند معارف ثمرات نتائج اس احکام اند مقصود از درخت نشاتین حصول ثمرات و دست تازانے کے درخت رانیکہ تربیت کنند ثمرات و افراد و ثمرہ اگرچہ مقصود است اما فرع شجرہ است، اکثر شریعت دہلہ بن شریعت رابرین معنی قیاس یا یہ کہہ آں کہ التزام دارد، صاحب معرفت است ہر چند التزام بیش معرفت بیش آں کہ دہلہ بن است، معرفت بحد نصیب یعنی احکام شرعیہ کے ماسو علوم و معارف دوسری شے ہے، ہر چند کہ وہ معارف اسی احکام کے نتائج و ثمرات، مقصود از درخت نشاتین سے اس کے پھل کا حاصل کرنا، جب تک کہ درخت قائم ہے پھل کی امید ہے اور جب اصل درخت کے اندر خلل پڑ گیا تو پھل بھی معدوم ہو گیا، نالافی ہوگی، کہ درخت کا ٹکڑا اس کے پھل کی امید رکھنا ہے، جس قدر درخت کی اچھی تر کر دیں گے، پھل شیر ہوگا، شرہ اگرچہ مقصود ہے لیکن بہر حال فرع شجرہ ہے اسی پر شریعت کا التزام نرے، واللہ اور اس سے مستثنیٰ بر غمہ والے کو قیاس کو پناہ ہے جو شخص کہ لازماً شریعت پر عمل ہے، صاحب معرفت ہے جس قدر پابندی کی یادتی ہے، معرفت کی بھی زیادتی ہے اور جو شخص اس میں کوتاہی ہے، معرفت سے بھی بے بہرہ ہے، انصوف ایک حکم مخصوص کہ بیشیہ نہ رکھتا ہے اور فقہ ایک حکم عام ہے جس کے محکوم عوام خواہ مسیح ہیں، کوئی اس کے کسی حال میں بری نہیں ہو سکتا، خواہ ائمہ طریقت ہوں یا اساطین ملت مذہب فقہائے تابع ہیں چاہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرتب البحرین میں اس پر بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سید الطائفہ حضرت جہید بغدادی حضرت سفیان ثوری کے مسلک پر بیخیا اور سرکار غوث پاکؒ، اہم جذب کے مسلک پر تھے اور حضرت شبلیؒ، مالکیؒ اور جریریؒ، حنفیؒ اور ساسی، شافعیؒ قدس سرہ

انہی نسبت مرد و زب باطل بہت، یعنی ہر اسے طریقت کی بنیاد کتاب اللہ و سنت رسولؐ پر ہے اور جو کچھ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے مخالف اور اس سے خارج ہے وہ مرد و زب باطل ہے ہی لئے اہل شریعت و تصوف کا یہ طریقہ رہا ہے کہ سادگت کیلئے انہوں نے حصول علم شریعت اور اس پر پورے طور پر عمل کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ ایک بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ کن فقہہا عوفیا و کافکین موفیا ذقیہہا یعنی ذقیہہ موفی و موفی ذقیہہ نہ ہو اس لئے کہ موفی اور ذقیہہ فقہ والوں کو مقصود تک پہنچنے میں بہت ہی آسان ہے نیز اسی حقیقت کو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس طرح واضح فرماتے ہیں کہ من تصوف وادہ یندھقہ واند قد ذاق ومن تفقہ وادہ ینتصوف فقد تصوف ومن جمع بینہما اذقہ وحقق۔

حقیقت یہ ہے کہ شریعت و طریقت ایک ہی شے ہے، اس کو دو نام دیئے گئے ہیں، باب تصوف میں کچھ خصوصی احکام فرمائیے ہیں جو علوم کیلئے نہیں بلکہ خواص و فخرین پر عائد ہوتے ہیں، یہ وہ خصوصی احکام ہیں جو بہ ظاہر شریعت سے تعلق نہیں رکھتے ہیں، حضرت خواجہ سید شرف جہاں گیر صنفی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شریعت حقیقت و طریقت کے درمیان میں صرف مسائل و ذوات کے اندر اختلاف ہے، حضرت ذوالجہر قدس سرہ العزیز جلیل القدر فرماتے ہیں کہ اندر تصوف فقہ کی امتیاز حیثیت پر بحث کرتے ہوئے حضرت امام مالک کے قول مذکور کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ چہ در صورت عدم حصول شریعت ایمان و سلام متعلق است و در عدم حصول تصوف کمال ایمان منتفی، یعنی شریعت مطہرہ کا ماننے والا اگر تصوف سے واقف نہیں تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ کمال ایمان کی چاشنی سے محروم ہے اور اس کی حقیقی لذتوں سے آشنا نہیں لیکن اگر شریعت کے بلکے تصوف جانتا ہے اور شریعت سے جاہل ہے

اسرار ہم اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہ ایک ایسے علم اور قواعد و اصول پر مبنی ہے جو کلی حیثیت رکھتا ہے اور جس کے اصول مختلف افراد سے نہیں بدلتے اور تصوف کی حیثیت ایسی نہیں ہے، چنانچہ شیخ اسی کتاب میں لکھے ہیں کہ تصوف اہل قرطبہ کے ساتھ خاص ہے اور یہ معاملہ خاص عبد ربکے درمیان ذوق و حال پر مبنی ہے اور ان کے احکام جزئیہ کا اختلاف حوالہ ذوق و مزاج پر ہے اختلاف بدعجاتی صوفیہ کے نزدیک محقق وہی شخص کہلا سکتا ہے جس نے وہ فروع و علوم کو جمع کیا ہو اور ان کے مراتب مرہم کا کما حقہ لحاظ رکھا ہو، صدیقی و مؤمن کا لال کے نزدیک وہی شخص ہے جس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقت سے اور مخلوق کے ساتھ شریعت کے تحت وہی ایمان کی لذتوں سے آشنا ہو سکتا ہے و کسی نے اس کے برعکس معاملہ کیا تو عند العلماء و الصوفیہ زندقہ ہے شیخ مرزج البجین میں اس پر بحث فرماتے ہوئے ایک عارف کا قول نقل فرماتے ہیں کہ قال بعض العارفين من عامل الحق بالحقيقة والخلق بالشرعية والخلق بالحق بالحقية فهو زنديق ومن عامل الحق بالشرعية والخلق بالشرعية فهو زنديق ومن عامل

طرح حضرت سفیان ثوری کے اس واقعہ سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ صوفی سے کسی فعل کا خلاف شرع صادر ہونے پر اسے سزا دینا ایک مرتبہ آپ کے بہوایاں پاؤں مسجد میں پیسے رکھا تو نذرانہ غیبی آئی یا سورہ حضرت سفیان اسل دلوں کوں کہ بے ہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے تو خود اپنے رخسار پر طمانچہ رتے جاتے وہ یہ جملہ بار بار دہراتے جاتے کہ اسے سفیان کیٹ قدم خدا دلوں بے ہوشی یا دستا جبرہ السار، محو کر ندید ہوش باش دولہا قدم بجائے نماز و معروض غائب فی ایک انسان جب اللہ کے بتائے ہوئے اصول کو ترک کر دیتا ہے تو کمال ندامت و ملال کی مرتبہ منزل میں گرا دیا جاتا ہے پھر ایک صوفی کے لئے جو اپنے خالق کا جو امواد و فرائض پہنچا جاتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ شریعت مظہر کا دامن چھوڑ دے اور فرائض پہنچ جائے۔ خلاف پھر کیسے روکزیں کہ ہرگز نہ منزل خواہد رسید حضرت امام رازی آیت کا کلام بدل ہوا اصل کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کات الناس فی الحقيقة هم الذين اعطوا الانسانية فحقها كات فضيلة الانسان على سائر الخبيثات انساق بالعقل المرشد والفكر الهادي غور فرمیں کہ انسان کی فضیلت جو کات پر اس لئے ہے کہ وہ عقل مرشد و فکر ہادی سے نوازا گیا، اگر اس کے باوجود وہ آداب و احکام الہی سے غافل ہو جائے تو وہ ضرور انسانیت سے خارج کر دینے کا مستحق ہے پھر یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ شریعت کے جدا ہو کر کوئی وسع اختیار کر کے موصلا فی اللہ ہو جائے بل ہم اصل کا جملہ واضح کر رہے ہیں کہ ایسے انسان کو دعویٰ انسانیت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں، حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات صمدی کے مکتبہ دست دہیم میں شریعت و طریقت کے ایک ہونے پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ طریقت ایک ایسا راستہ ہے جو شریعت ہی سے نکلتا ہے شریعت تو حیرام طہارت اور نماز و روزہ و حج و جہاد و زکوٰۃ اور دیگر احکام شرع و معاملات کے بیان کرنے کا نام ہے (باقی صفحہ ۲۹ پر دیکھئے)

اسرار ہم اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہ ایک ایسے علم اور قواعد و اصول پر مبنی ہے جو کلی حیثیت رکھتا ہے اور جس کے اصول مختلف افراد سے نہیں بدلتے اور تصوف کی حیثیت ایسی نہیں ہے، چنانچہ شیخ اسی کتاب میں لکھے ہیں کہ تصوف اہل قرطبہ کے ساتھ خاص ہے اور یہ معاملہ خاص عبد ربکے درمیان ذوق و حال پر مبنی ہے اور ان کے احکام جزئیہ کا اختلاف حوالہ ذوق و مزاج پر ہے اختلاف بدعجاتی صوفیہ کے نزدیک محقق وہی شخص کہلا سکتا ہے جس نے وہ فروع و علوم کو جمع کیا ہو اور ان کے مراتب مرہم کا کما حقہ لحاظ رکھا ہو، صدیقی و مؤمن کا لال کے نزدیک وہی شخص ہے جس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقت سے اور مخلوق کے ساتھ شریعت کے تحت وہی ایمان کی لذتوں سے آشنا ہو سکتا ہے و کسی نے اس کے برعکس معاملہ کیا تو عند العلماء و الصوفیہ زندقہ ہے شیخ مرزج البجین میں اس پر بحث فرماتے ہوئے ایک عارف کا قول نقل فرماتے ہیں کہ قال بعض العارفين من عامل الحق بالحقيقة والخلق بالشرعية والخلق بالحق بالحقية فهو زنديق ومن عامل

ایک صوفی کی شان ہی یہ ہے کہ وہ جائزہ شریعت کسی وقت جدا نہ ہو کہ فی الحال و قال اس کا خلاف شرع نہ ہو جو حال و قال خلاف شرع ہو یقیناً وہ عند شرع مردود ہے۔ حضرت شبلی کے اس واقعہ سے اندازہ فرمائیے کہ ایک صوفی کی شان کیا ہوتی ہے، حضرت شبلی پر ایک مرتبہ حال طاری ہوا اور کئی روز تک آپ اسی جز کے عالم میں رہے جب یہ مرتبہ کے شیخ حضرت میدا لطافہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ ایک سنجی تو اپنے دریافت فرمایا کہ اس دوران اس کا معاملہ کیسا ہے، گویا نے بتایا کہ جب اذان ہوتی ہے تو آپ سیدھے مسجد کو جاتے ہیں اور بعد نماز کے پھر اسی حال میں ہوتے ہیں، حضرت جنید نے فرمایا کہ پھر اللہ سلامت ہے، بات بخوبی واضح ہوئی کہ کسی بھی وقت میں شریعت سے غفلت صوفی کے لئے ہلاکت و بربادی کا سبب ہے، اسی

مذہب صوفیہ و من علیہ بالشرع



# حیدر علی شاہ کا تاریخ حیات و خدمات

حضرت مولانا ابو الفتح سلطان محمد لدین سید شاہ عبد القادر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے نانے تک آپ حضرات دارالعلوم طلیفہ حسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ آپ کے دوران نظامت میں قابل سائنڈ کا روزگار و مسرتیں کے کام پر فائز رہے اور ہیں اور طلباء قابل ترین عالم باعلیٰ بن کر نکلتے رہے۔ آج بھی آپ کے زمانے کے فارغین حضرت امام میں بہت ہی حسن و خوبی سے انجام دے رہے ہیں اور زمانے کی قابل ترین شخصیتوں میں شمار رہے۔ نصف صدی سے زائد تک آپ نے دارالعلوم کی خدمت میں فصول ہے اور محمد تقی دارالعلوم ممتاز حیثیت سے ترقی پزیر رہا۔ ۱۹۴۷ء میں جبکہ پیرانہ سالی کی وجہ سے اپنی ر کو اٹھانے سے طاقت جو آویز تو اپنے اس ذمہ داری سے سبکدوشی حاصل کر لی۔

**بہجت و خلافت**  
آپ اپنے والد محترم کے انتقال کے بعد اپنے حقیقی چچا حضرت مولانا سید شاہ کریم اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ جن کو اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا سید شاہ فضل اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ و اپنے ماموں حاجی الحرمین حضرت مولانا محمد لدین سید شاہ عبد اللطیف قادری ہمشاہد بہ قطب یلور رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی، ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت حاصل کی۔

**نکاح و اولاد**  
ناد جہادی لاڈلی سالہ میں نظامت دارالعلوم پیرانہ کے منصب قبول فرما کر کے چند سال بعد آپ کا نکاح پیرانہ اپنے رشتہ داروں میں منگل

**تاسیس تعلیم و تربیت**  
آپ ۱۹ صفر ۱۲۸۹ھ المنظر میں بزرگ نشہ کیا و بچے دن میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم مختلف قابل اساتذہ کے پاس ہوئی۔ خود آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا سید شاہ فضل اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ زچہ ست عالم و عارف و وقت تھے ان کے دامن کرم میں رہ کر آپ نے علمی و روحانی ترقی حاصل کی۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت قطب یلور قدس سرہ و الغریز کے شاگرد و طفلیفہ ہیں اور آپ حضرت قطب یلور کے حقیقی بھانجے بھی ہیں۔ انہیں کے زیر سایہ موصوف کے سلوک سے ملے فرمایا اور دارالعلوم طلیفہ کے خدمات انجام دیتے رہے۔ اسی سے انرا نہ فرما سکتے ہیں کہ ایسے عالم غار باپ کے سایہ عاطفت میں آپ کیا نہیں حاصل فرمایا ہوگا۔

**خدمت دارالعلوم طلیفہ**  
۱۳۱۱ھ ہجری جہادی لاڈلی میں مولانا سید شاہ فضل اللہ قادری بن سید شاہ مودود قادری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت مولانا کن لدین سید شاہ محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سچا و نشین مکان حضرت قطب یلور قدس سرہ سے آپ کو اپنے بھائی کے جگہ پر دارالعلوم طلیفہ کی نظامت سونپی کی۔ اس وقت سے تین بزرگ و مقدر مسیتوں حضرت مولانا کن لدین سید شاہ محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سچا و نشین مکان حضرت قطب یلور قدس سرہ کے ہاں جہاد حضرت مولانا محمد لدین سید شاہ عبد اللطیف قادری ہمشاہد بہ حضرت کی رحمۃ اللہ علیہ کے دوران کے ہاں جہاد

جہڑ آباد میں ہوا، ان سے دو صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے ۱۹۰۸ء  
میں حضرت سید فضل قادری پیدا ہوئے جن میں سے ایک صاحبزادی کا  
نکاح بنگلور کے بڑے مکان بولہ و ایک کاہن اس شہر میں ہوا اور  
صاحبزادے کا نکاح حضرت مولانا ابو صالح میاں شاہ احمد قادری ابن سید  
شاہ مصطفیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ جاگیر وار نورنگل ریاست جیڈا باد  
کشمیر سے ۱۹۲۰ء میں ہوا آپ نے خود اپنے ہاتھ پر اپنے صاحبزادے سے  
ماہ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں بیعت لی اور پھر ان کو  
خلافت عطا کی۔

**سفر حج** ۳ شوال الحکم ۱۳۳۰ھ بروز دوشنبہ بہ وقت  
۶ بجے دن مطابق ۱۹۱۰ء کو حضرت مولانا محی الدین سید شاہ عبداللطیف  
قادری المشہور بہ حضرت مکی ختمہ اللہ علیہ کے ہمراہ زیارت حرمین الشریفین  
کو تشریف لے گئے، بعد فراغ فرائض حج کے حضرت مکی چند روز کے بخار میں  
دارفانی پر ایک طائر لنگہ لگاتے ہوئے اپنے محبوب سے جا ملے (انا للہ وانا  
راجعی) وصال سے پسید حضرت نے اپنے صاحبزادے حضرت مولانا ابو صالح  
سلطان محی الدین سید شاہ عبدالقدادری رحمۃ اللہ علیہ جن کی سن تشریف  
اس وقت ۱۴ سال کی تھی، کعبۃ اللہ شریف سے ان بیعت و خلافت سے  
مرفوز فرمایا۔ اس وقت آپ بھی کعبۃ اللہ میں موجود تھے، پھر آپ کی سرپرستی  
میں حضرت مولانا ابو صالح سلطان محی الدین سید شاہ عبدالقدادری قادری  
رحمۃ اللہ علیہ زیارت حرمین الشریفین کے بعد بہ سلامت تمام دیوبند کو تشریف  
لے گئے۔

**سربراہی خاندان قادری و سید سلطان** میں آپ کے  
والد بزرگوار حضرت مولانا سید شاہ فضل قادری رحمۃ اللہ علیہ کو برٹش  
گورنمنٹ نے وزارت خاندانہ و سید سلطان والی میونسپلٹی نگرانی و سرپرستی  
مقرر کیا، والد کے بعد ۱۳۳۰ھ میں اس کی سرپرستی و نگرانی منجانب  
گورنمنٹ آپ کے سپرد کی گئی اور ان کا کام ۱۹۶۳ء تک بہ حسن و خوبی انجام  
دیتے رہے۔

**قضاوت** متقاضی دیوبند مولانا غلام محمد خٹک تشریف معاذ

وجود العلوم لطیفہ مکان حضرت قطب علی کے تعلیم یافتہ اپنے وقت  
کے قابل عالم باکمال و مفتی گذرے ہیں، ان کی انتقال کے بعد ان کے  
صاحبزادے علامہ شمس الدین صاحب دیوبند کے متقاضی ہوئے، ۱۹۵۵ء  
میں ان کے وصال کے بعد جب کوئی بھیج معنی بولہ و ایک ایلیا قوم کو بنگلور  
میں نہ آیا تو لوگوں نے آپ کو اسلیم پور دہری کے سنبھالنے پر زور دیا  
بالآخر آپ نے مجبور ہو کر اس کو قبول فرمایا اور گورنمنٹ نے آپ کو قضاوت  
کے عہدے پر مامور فرمایا، ۱۹۶۲ء میں جبکہ آپ بہت ہی کمزور ہو گئے  
اور چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی تو آپ نے قضاوت اور سرپرستی وزارت  
خاندانہ و سید سلطان کی ذمہ داری اپنے صاحبزادے حضرت سید شاہ  
فضل قادری نطلہ العالی کے سپرد فرمادی اور گورنمنٹ نے بھی منظور  
فرما کر ان عہدوں پر موصوف کو مامور فرمایا۔

**ف** اللہ اعلیٰ کے گھر اللہ والے بن کر پیدا ہوئے ماحول  
**او صاحب حسنہ** بھی اللہ والوں کا اور انیس کے سایہ کرم میں  
تربیت پاتے رہے اور پھیلے پھولے، پھر اندازہ فرما سکتے ہیں کہ کیسی  
خوبیوں کے مالک ہوں گے، صدق و خلاص، صبر و تحمل، ایثار اور  
قرابی کی خیمیں آپ کے آباء و اجداد سے گونجتی رہی ہیں، بہت  
ہی نرم طبیعت اور خلق واقع ہوئے تھے، ہر شخص سے خواہ وہ کچھ  
ہو یا جلن یا بوٹھا خنجرہ پیشانی سے ملنے اور اس کی ہر معاملے  
میں لچوٹی فرماتے، یہی وجہ تھی کہ ہر ایک کے پاس آپ مقبول تھے،  
ایک نادان کچھ بھی آپ سے بہت زیادہ انس رکھتا تھا، بزرگان مکان  
سے نسبی اہل حق کے ساتھ ساتھ روحانی اہل حق بھی بہت گہرا اور  
نازیدہ تھے، ان بزرگوں کے اصول عمل آپ نے اپنے لئے مشعل راہ بنایا  
جو کوئی اہل حاجت سے آپ کے پاس آئے، جس طرح بھی ممکن ہوتا تھا  
اس کی دلجوئی و حاجت روائی فرماتے کہ صلیٰ بلین فرماتے، جہنک  
کہ اس کے کام کو پورا نہ فرماتے اس وقت کہ آرام و چین سے نہ بیٹھے  
آپ کی محبت پر فیض پانے والوں کا بیان ہے کہ قدرت نے  
آپ کے کلام میں شیرینی و جاذبیت ایسی عطا فرمائی تھی کہ جو



کوئی آپ کی محفل میں بیٹھتا تو ہر گاہی ہی چاہتا کہ آپ کی دلنوازا باتیں سننا  
 ہی رہیں اسی طرح حاضر جوابی ملک آپ کے اندر بہت زیادہ پایا جاتا تھا۔  
 جنہے جیسا سول کیا اور آپ نے ہر گاہی ہی وقت جواب دیا۔ فریش ہونے  
 سے پہلے ملک آپ اپنا ہر چھوٹا بڑا کام اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے ہوئے  
 اور حتیٰ الامکان کسی کو اس کی رحمت نہ دیتے آپ کے صاحبزادے حضرت  
 سید شاہ فضل اللہ قادری فرماتے ہیں کہ جب آپ قریش ہوئے اور  
 ہم لوگ آپ کی خدمت کرتے تو اکثر آپ ہمیں ہر گاہی ہی وقت میں رحمتیں  
 دیا کرتے تھے۔ تاہم آپ کے کسی کے حق میں حاضر یا غائب کوئی ایسا  
 قول و فعل اختیار نہ فرمایا جس سے اس کو کوئی تکلیف ہو ورنہ آپ نے  
 اپنی جانب سے کبھی کسی کو شکوہ کا موقع دیا۔ قریش ہونے سے پہلے ملک جو  
 آپ کا یومیہ جو معمول خاص تھا کبھی اس میں فرق نہ آیا، ہمیشہ اس کے  
 پابند رہے ہمیشہ بعد نماز فجر ویر تک بیٹھ کر تلاوت قرآن کریم فرماتے رہنے  
 مطالعہ وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ قدرت کا بہت بڑا عطیہ یہ بھی  
 تھا کہ قوت حافظہ یعنی یادداشت میں کبھی آپ کے ذریعہ نہ آیا بلکہ  
 میں غرافت تھی لیکن شائستگی سے بھرپور کبھی ایسے الفاظ زبان سے نہیں  
 نکلتے جس پر پہل کا اطلاق ہو، اکثر ایسے مزاحیہ جملے استعمال فرماتے

جو پرمغز اور مخاطب کے لئے جواب کامل ہو کرتا تھا۔  
 ۱۳۸۳ھ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق  
 ۱۳ ستمبر ۱۹۶۳ء کی شب کو فوت  
 تین بجے جان آپ جان فری کو سپرد کر کے مقفوف کو پہنچ گئے۔ (انا  
 للہ وانا الیہ رجعون) انتقال کے وقت آپ کی سن تشریف چوراسے  
 سال دو ماہ سات دن کی تھی۔ وصال آپ کا میلاد پورہ میں ہوا،  
 اور امی نیند کیلئے جنت نشان مکان حضرت قطب پور حسب  
 قرآن لایا گیا۔ آپ کے جنازے کی نماز حضرت مولانا ابوالفتح قطب  
 الدین سید شاہ محمد جاسق صاحب قادری مدظلہ العالی  
 نے پڑھائی اور آپ کو گنبد قطب پور کے جنوبی حصے میں سپرد  
 خاک کیا گیا۔

ہم تمام بارگاہ رب العزت میں سنت پر دعا میں کہ فانی کا ثبات  
 وطن و حسیم اپنے حبیب پاک کے صہرتے میں آپ کو اعلیٰ  
 علیین میں ممتاز مقام عطا فرمائے اور اپنی قربیت خاص سے نوازے  
 (آمین ثم آمین بہ جاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)  
 رفت آل طاووس عرشی سوئے عرش  
 چون سید از آفاقانش بوشے عرش

(حصہ ۳ کا سلسلہ) میں کام آنے والی ہیں، علاوہ کچھ اور جادہ شریعت پر قائم رہنے اور آخرت کے بہتر نتائج کے حاصل  
 کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین) زیادہ امثالہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔

(مترجم محمد طیب الدین شرفی منوگیری)

# ترجمہ مکتوب ایک مساک شریعت و طریقت واقف و موافق معروف حقیقت حافظ القرآن حبیب الحرمین حضرت

مولانا مولوی محی الدین شاہ اللطیف نقوی

(المشہورہ قطب دیور رحمتہ اللہ علیہ)  
از: مولانا مولوی محمد طیب الدین صاحب اشرفی مولگری

اللہ تعالیٰ تمہارے اندر اور تمہارے ہر شان کے اندر برکت عطا فرمائے۔  
یہ مسکین کم فرصت ہونے کی وجہ سے اس وقت تک مسائل کا جواب تحریر  
کرنے سے قاصر رہا اور جلدی والے کی عجلت کی وجہ سے جواب کے سودہ کو دوبارہ  
دیکھ کر صاف کر دیا اور بھیج رہا ہے اور کچھ چیزیں مولانا کے اندر سمجھ دیکھنے  
کے موافق کم و زیادہ بھی کیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے امید ہے کہ خطا  
اور بھول کو معاف فرمائے۔ اے رب! ہمارے ایسی چیزوں سے باز رہ نہ  
فرما جس کی طاقت ہم نہیں رکھتے۔

نیک بخت! آج وہ زمانہ ہے کہ اسلام انتہائی غربت و کمزوری رکھتا  
ہے اور ایسا زمانہ ہے کہ تھوڑا سا کثیر اجر کے بدلہ میں مقبولیت تک پہنچاتا  
ہے، مسلمان غریب ہو چکے ہیں اور دوزخ و غریب ہی ہونے جارہے  
ہیں، کون ایسا نیک بخت ہے جو اس فلاح کے وقت میں زندہ رہے اور  
کو ختم کرے اور مشن موقوفہ کو زندہ کرے اور نہانچگانہ جو سلام ربانی ہے  
پورے طبیبان و جماعت سے تعبیر رکاز کے ساتھ ادا کرے۔ اس لئے  
کہ سلام صفت زدہ خواہ حاکم حقیقی کے نزدیک یا حاکم مجازی کے نزدیک  
مقبول اور پسندیدہ ہے اور جہل ختم ہو جانے والی لذتوں سے جو قریب  
ساتھ ہیں رہے گی، فریب نہ کھائیں اور موت کا ذکر اور آفت کے خوف  
کو مقصود نظر رکھیں، کام چل میں ہی ہے اور باقی کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ  
ہمیں دینیں دنیا کی بیکار گرفتاریوں سے جو آفت (باقی صفحہ ۶۸ پر ملاحظہ ہو)

حرم و صلوة اور دینی دعا و سلام کے بعد  
النفحات نامہ مؤرخہ ۱۶ شعبان المعظم  
۱۴۲۶ھ کو کمالیہ کے ساتھ جو اس  
مسکین کے نام سے تھا مسائل مستفہر  
کے کافز کے ساتھ خلاصی حافظ مرقضی  
صاحب کے معرفت پہنچا جو مسائل شریعہ  
کے ریاضت کرنے کی جانب متوجہ ہے  
دل کو بہت زیادہ خوشی حاصل ہوئی، اللہ  
تبارک ہے اس کی اس زبان غفلت

یہ مکتوب جناب ضی  
حسن شریف المعروف  
بہ شاہ علی صاحب  
قاضی لشکر بنگلور کے  
نام ان کے سہولت کے  
جواب میں آئی ہے  
تحریر فرمایا جھٹا۔

نشان میں کون ہے جو مسائل شریعہ کو دریافت کرے اور مقدمات شرعیہ  
کے الفاظ اور امور مذہب کو جاری کرے۔ ہائے افسوس! لوگوں نے کتاب و  
سنن کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے اگر کسی کو کوئی اس کے بیوی بچوں کے  
بار میں سخت سست کہے تو جان سے ہاتھ دھو لے لیتا ہو جاتا ہے  
پہل و رضا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے واسطے جان دینے  
کا ذکر تو کیا ہے، سست بات تک سننا گوارہ نہیں فرماتے۔ ایک بار  
افسوس نہیں بلکہ سو بار افسوس ہے، ایسے وقت میں مسائل ریاضت کیا گیا  
ہے بہت ہی بھلا معلوم ہوا کہ تمہارے باطن میں بھی شریعت مظہر ہے  
قرار پیدا فرمادیا ہے، کوزے سے دی شے ٹپکتی ہے جو اس میں ہوتی ہے



# محبت رسول ﷺ



مؤمن نہیں ہو سکتا

جنتک میں سے

اپنے بیٹے، باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ بیٹے اور باپ کی محبت تقاضائے طبیعت ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عقل و دھار کی طلب ہے، اسی لئے شاہ ولی اللہ نے فرمایا: کمال ایمان ہے کہ تقاضائے عقل تقاضائے طبیعت پر غالب آجائے عقلی تقاضے طبیعت تقاضوں پر کب غالب آتے ہیں، اس وقت جب یہ فطریات میں رنج لبوں کر خود انسان کی رگش و پلے میں خون بن کر گردش کرنے لگیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت محض ظاہر میں سر جھکاؤ نہیں چاہتی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غایت و رعب کے جذباتی نگاہ کا بھی مطالبہ کرتی ہے۔ علمبردار بن ہشام کہتے ہیں کہ ہم اس حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں سے ہونے لگے۔ عمر نے اس سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مجھے اپنی جان کے سوا کچھ سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنتک میں تم کو اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوں۔ تم مومن نہیں ہو گے (بخاری)

اسی محبت آمیز تسلیم کا اثر تھا کہ اسے سنتے ہی حضرت عمرؓ نے اعلان کیا کہ: "اب آپ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گے۔ یہ محبت اتنی بڑھی کہ تاریخ بتاتی ہے، رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کا زمانہ یا قاتل اور دلوں کے لگنے اور دلوں کے روتے بے خود ہو جاتے۔ یہی حضرت عمرؓ تھے کہ دو خلافت میں ایک دفعہ ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا لازمی نتیجہ نکلتا ہے بغیر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار نہیں پاتی، اسی طرح طاعت بھی اس وقت تک مقبول نہیں جنتک اس میں محبت شامل نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ عارفان شریعت نے طاعت کے بغیر محبت اور محبت کے بغیر طاعت، ہر دو صورتوں کو بدعت قرار دیا ہے اگر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھر نہیں لیکن آپ کے احکام کی اطاعت نہیں کرتے تو کوئی معرولی شخص بھی آپ کے اس دعوے کو تسلیم نہیں سمجھے گا، عشق کا اولین تقاضا یہی ہے کہ آدمی محبوب کے ہر اشارہ اور ہر کلمہ پر تسلیم خم کرے۔ عا شقی حبیبیت جو بندہ جانناں بودن دل بدستہ و گرسے وادون و حیراں بودن

اسی طرح اگر آپ طاعت میں تو بڑی مگر غمی و کھلتے ہیں لیکن آپ کی دل و عشق و محبت کے جذبات سے خالی ہے تو یہ ایک ایسی بات ہوگی جیسے ایک چھلکے سے دھڑکنے والی گھڑی کا گھڑیا جھلکے۔ وہ اوجاں ہم و بصیرت جو محبت کے بغیر طاعت کو ضابطہ گروا تے ہیں، غور کیا جائے تو ان کا نظریہ طبری حزمک میجمع نظر آتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی خارجی دباؤ کے تحت طبع و فرائض پر بار بار ہٹتا، لیکن وہ مسلسل اس کے اندر بوسے تسلیم و رضا کا نام نہ کہ نہیں پایا جاتا، جوں ہی وہ بیرونی دباؤ ختم ہوتا ہے تسلیم و انقیاد کے بجائے طبیعت پھر سرشی پر آمادہ ہو جاتی ہے، اسی لئے سید الامم میں طاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی زور دیا گیا ہے خود: حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) دواتے ہیں تم میں کوئی



غرض کیا، صرف ایک تمنا ہے اور انہوں نے جسم کو آگے گھسیٹ کر اپنا سر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں پر رکھ دیا، ان کے ہونٹ آہستہ آہستہ حرکت کر رہے تھے، اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں، اپنے رب کے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی کی حیثیت سے اور اسلام سے دین کے طور پر رخصت ہوں، ادا دین سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات ایک آدمی مختلف وجوہ و اسباب کی بنا پر طاعت میں کوتاہی کرتا ہے اس سے گناہ گناہ بھی سرزد ہو جاتے ہیں لیکن چونکہ اس کے دل میں اللہ و رسول کی محبت ہوتی ہے اس لیے وہ رائدہ درگاہ نہیں ہولے پاتا اور گناہ کے باوجود اس کی طرف اسلام کی چشم التفات قائم رہتی ہے،

حضرت عمرؓ راوی ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں عبد اللہ نامی ایک شخص تھا جس کا لقب حماد تھا، وہ آں حضرت کو قہر سنایا کرتا تھا، ایک دفعہ شراب نوشی کی وجہ سے اسے کوڑے لگائے گئے، اسے کوڑے بھی لگ چکے تھے تو ایک شخص کہنے لگا، اے خدا کا حکم دیا، اسے کوڑے بھی لگ چکے تھے تو ایک شخص کہنے لگا، اے خدا یہ بار بار شراب پینے کی وجہ سے پکڑا جاتا ہے اس پر لعنت فرما،

حضور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اس پر لعنت مت برباد، بخدا میں جانتا ہوں کہ یہ خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہے، اس واقعہ سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ اسلام رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محض طاعت ہی کا تعلق جوڑنے کا حکم نہیں دیتا، بلکہ مسلمانوں کے دلوں میں آپ کے لئے محبت کے شیر حبیب پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس سے یہ بھی مطلوب ہے کہ حضرت صدیق اکبر کی طرح حضور انور حبیب خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام آنے پر دل میں لچپل پیدا ہو جائے اور آنکھیں نور جذبات و محبت سے بھیگ جائیں،

ان سے شکایت کی، اباجان میری تنخواہ تقوری اور حضرت اسما کی زیادہ، حالانکہ میں کسی معاملہ میں پیچھے نہیں ہوں تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا: بیٹا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ سے بہت محبت رکھتے تھے معلوم ہو کہ محبت کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ محبوب جس چیز سے محبت رکھتا ہو اس سے محبت قائم کی جائے، یہی وہ اصول ہے جو سبیل اس مشاہد سے معلوم ہوتا ہے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، اے اللہ! یہ ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے ان سے بھی محبت فرما، ایک اور جگہ ارشاد فرمایا، عرب سے محبت رکھو اس لئے کہ میں عربی ہوں و یہ کہ عرب سے بغض رکھنے لگو گے وہ لوگ جو اسلام کو پیوست، خشک مزاجی و رعب و قہر پر ایسا لے گا جیسا کہ بنائے ہوئے ہیں اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جذبات سے متعلق نہیں سمجھتے، ان میں صحابہ رضی اللہ عنہما کی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہئے وہ دیکھیں گے کہ محبت و رانہائی و رشتگی کی محبت کے جو مناظر بنائے پائے جاتے ہیں، وہ چشم فلک نے شاید ہی کبھی دیکھے ہوں، جنگ اُحد کا واقعہ ہے، اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ کچھ فاصلہ پر ایک شخص زخموں سے چور کر رہا ہے، آپ اس کے پاس پہنچیں، پانی پلایا، سائل پھر رہی ہے لیکن اُم المؤمنین نے دیکھا کہ وہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے، آپ نے کہا، اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان پر فدا کی جیتیں ہوں، کاش ان کو یہ پیغام پہنچا دیا جائے کہ ان کا غلام و پادشاہی اللہ سے دینا ہے حضرت ہوا ہے، اُم المؤمنین، بارگاہ رسالت میں پہنچیں، زیادہ کا پیغام دیا، آپ کے قرار ہو کر شریف لائے، زیادہ دیکھیں، دیکھو میں گویا ہوں، زیادہ کی آنکھوں میں آنسو ڈھریا ہے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا کہ زیادہ کوئی آخری تمنا ہے اور زیادہ



# عبدالکلیش لطیفیہ

سال گذشتہ ۶۱ عنوان کے تحت مولانا مرحوم کے پوسے حالات زندگی شائع ہو چکے ہیں۔ اس سال انتقال پر سال کے بعد یہ طور تکملہ نیز اسی عنوان کے تحت ان کے حالات کے بعض چھوٹے گوشے کو شائع کیا جا رہا ہے

موضوعہ ۱۹۹۳ مسطابق ۸ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ کو مولانا شاد محمد قاسم صاحب مرحوم دارقانی سے خیر باد کہتے ہوئے معبود حقیقی سے جو تحقیقی سے جا ملے (انا نقدر وانا لیلیہ وجون) مرحوم کی حالات زندگی جو گذشتہ سال کے سالہ اللطیف میں شائع ہوئے ہیں اس میں یہ بات اچھی ہے کہ آپ کی تعلیم دارالعلوم لطیفیہ حضرت مکان قطب دیوبند میں ہوئی انابت و اتقان تھا۔ قابل اہل تہذیب و تہذیب کے زیر سایہ آپ کے تربیت پائی تھی۔ اس کا نتیجہ تھا۔ قدرت نے آپ کو شرافت و بزرگی سے نوازا تھا۔ پوری زندگی آپ کی تقویٰ و طہارت میں گذری۔ ہر معاملہ میں خواہ امور خانہ داری ہو یا تجارتی معاملہ۔ ہر جگہ ہر حال میں شریعتی مہلترہ کو مقدم رکھا اور ہی کی نشانی میں جملہ امور کو انجام دینے کے لئے کوتاہی سے ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ پوری زندگی کا ہر گوشہ اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھل جائے۔ صبر و توکل، حلم و بردباری آپ کے اندر بہت زیادہ پائی جاتی تھی۔ کوئی خواہ کچھ بھی کہا کرے۔ آپ اس میں سبکدوش رہتے۔ نمایاں طور پر لوگوں میں مقبولیت کی حامل جو مصفتہ مولیٰ وہ یہ کہ آپ نے تاملت کسی پر انکشتت نافی نہیں کی۔ ہمیشہ آپ نے لوگوں کی بے لوث و عیون سے کو نظر انداز فرمایا۔ اس کی غریبوں و رحمان ہی کو ذکر فرمایا کبھی آپ کی زبان سے کوئی کلمہ متعلق کسی نے نہ سنا بلکہ اگر محفل میں ہوتے اور ان محفل کسی پر کلمہ چینی کرتے لگتے تو اس وقت بھی آپ کی زبان

سے ہل نہا ہی سنا گیا کہ دشمن کو ہدایت دے اور توفیق جبر بخشنے۔ طبیعت میں نرمی صلہ پندری بہت زیادہ تھی کبھی مسلمانوں میں شہر کے اندر بھگڑوں کا دیو نہ خیر فرمایا نیز یہ آپ کی نمایاں خصوصیت رہی کہ جہاں کہیں بھی بیٹھ جاتے بذات خود ایک انجمن ہوتے۔ حقوق اور کس اہمیت کو سمجھتے تھے اس طرح اس کو پوسے تمام سے دانا نے کی کوشش کرتے۔ اسی طرح حقوق عباد کی بھی اہمیت آپ کی نگاہ میں بہت زیادہ رہی اس کی تاکید عینہ اپنے پیوں سے فرماتے رہے کہ اس حال میں ہو کہ تمہارے اوپر کسی کا کوئی حق نہ ہو۔ پیشانیوں کا ایک وقت ایسا آیا جبکہ آپ کو تباہ رفت میں خسار ہو گیا اور مقروض بھی ہو گئے اس کے باوجود آپ نہایت صبر تحمل سے کام لیتے ہوئے حقوق عباد کے تحت لوگوں کی واجب الادا دے کر کواد کر کے سبکدوشی حاصل کی اور اس کی خوشی آپ کو بہت زیادہ رہی اور ہمیشہ شکر رب بجا لاتے رہے کہ اللہ تعالیٰ حقوق العباد ایک اہم ترین باری سے جانتے دن۔ اسی طرح امانت دہی آپ کے اندر پورے طور پر پائی جاتی تھی کسی کا ایک پیسہ بھی آپ باقی نہ رکھتے، چنانچہ ایک مرتبہ لاہور کے کلکٹر رچرڈ (RECHARD) کو جب آپ سے ملے تو انہوں نے (Comrade) نے تعارف کر لیا تو یہی لفظ اس کی زبان پر پڑے کہ وہ شخص کہ وہ میرا اور کسی شے کی گھڑی باندھ کر لوگ آپ کے پاس رکھ رہے تھے دیکھ رہی تھی جس طرح دیا تھا آئے ہیں

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



کبھی بھی لوگوں کو لکھنے پڑھنے کی نوبت نہ آئی۔ ہرگز ان مکان قدس پر نور  
قدس ہرگز العزیز سے آپ کو بہت زیادہ گہرا قلبی تعلق رہا اور ہمیشہ ان کا دم  
بھرتے رہے۔ ان ناموں پر فرما دیتا اپنے لئے باعث خیر تصور فرماتے  
سب سے اور ہمیشہ ان ہی بزرگوں کے اصول زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنا کر  
رہے۔ ہمہ وقت ہر جگہ ان حضرات کی خدمت کرنا اپنے لئے سرمایہ حیات  
گردانتے رہے۔ ان حضرات سے عقیدت و محبت کا اندازہ آپ کے ان الفاظ  
سے لگائیے حضرت مولانا رکن الدین سید شاہ محمد قادری رحمۃ اللہ  
علیہ مجاہد نشین مکان حضرت قطب یونکسی تقریب کے موقع پر  
دامنباری تشریف لے جا رہے تھے آپ کے جانے سے پہلے مولانا مرحوم  
کو اطلاع دے دیا کہ میں دامنباری آ رہا ہوں تم بھی آ جاؤ، میرے ساتھ  
رہنا ہے اس وقت مولانا نے لوشہ تھے، چنری دن آپ کی شادی کو  
ہوئے تھے آپ کی شادی نیم پہا میں جو امی سے قریب ہی ہے  
جناب حاجی شیخ فرید صاحب کی صاحبزادی سے سنہ ۱۹۳۸ء میں ہوئی۔  
اور حضرت ہی نے نکاح پڑھایا تھا، مرحوم کا انتقال سال گزشتہ  
ربیع الاول ۱۳۸۲ھ میں ہوا۔ آخر حق ہی فوراً مولانا دامنباری کو کشت  
لائے اور آپ کی خدمت عالیہ میں آپ کے ساتھ تاقیام دامنباری ہے  
اس دوران قیام میزبان سے کسی گفتگو کے درمیان آپ نے فرمایا کہ اچھا  
اب میں آپ کے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے ہمارے پیر ہمارے  
بڑھکے چھاپا آپ کا آپ کے اس جگہ کو سن کر اس نے جواب دیا۔ بلے شک  
آپ ہمارے پیر ہمارے سے بدتر ہوا افضل بہتر یعنی مولانا نے اپنے کو  
صاحب خانہ کا ہمارے درمیان کو پناہ تصور کرتے ہوئے فرمایا اور اسی  
تصور کے تحت آپ کو خدمتیں کرتے رہے۔ ہر ماہ جب تک کہ  
ہرگز ان مکان کی ملاقات سے مشرف ہوتے اس وقت آپ کو سکون  
داخلینان نہ ہوتا۔ بہ حال میں ان کے بزرگوں کے فیروزہ رہے۔ یہی وجہ  
تھی کہ آپ کو اپنے اس قبل لخلق پرناز رہا اور دین و دنیا کے فکر و غم سے  
مستغرق رہے۔ چنانچہ مرثیہ الموت میں مبتلا رہنے سے چنر گھٹنے بشیر  
آپ کے گفتگو کے وہ دن ہم لوگوں سے یہ جملہ فرمایا کہ جس نے حضرت

مکان میں قدم رکھا یقیناً وہ موت سے نہیں ڈرتا۔ کبیرا مور ہونے  
کے باوجود ہمیشہ آپ حافظہ ترتیب فرماتے رہے اور اکثر مطالعہ میں مشغول  
شریف رہی درتصور، کی کتابوں میں جو اہر حقائق، سے زیادہ تر  
لگا کر رہا۔ ان تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ اللہ کی بہت بڑی نعمت  
آپ کے شامل حال یہ رہی کہ قوت حافظہ آپ کا بہت ہی بلند رہا اور انارستیت  
اس میں فرق نہ آیا۔ چنانچہ یہ واقعہ آپ کا بہت ہی مشہور ہے کہ آپ نے  
ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ آپ کے ہاں بناب مولوی عبدلہ باب مرحوم آپ  
سے فرماتے ہیں کہ کیا تم کو فلاں خطبہ جو ہم جمعہ میں پڑھا کرتے تھے، یاد  
ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ مرحوم نے فرمایا کہ سنو میں پڑھتا ہوں، اس کے  
بعد وہ پڑھنے لگے اور آپ سنتے رہے۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو پورا  
خطبہ بعینہ یاد تھا۔ ایک مرتبہ آپ کے اس کو اپنی پھوپھی سے سنایا اور اس کے  
بعد جمعہ میں وہی خواب والا خطبہ دیا اور یہ سنہ اسی کو دیتے رہے۔ ہمیشہ یہ  
آپ معمول رہا کہ صبح بہت ہی سویرا اٹھتے اور کافی دیر تک تلاوت قرآن مجید  
فرماتے رہتے پھر اس کے بعد نماز فرماتے، ظہران میں آپ کو قفید کا  
بردہ تشریف سے بہت زیادہ شغف رہا اور بہت ہی ذوق و شوق سے  
اس کو پڑھتے۔ اس شغف اور قلبی تعلق کا اثر حافظہ فرماتے کہ جب آپ  
مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور آپ کو مشن ہسپتال میں داخل کیا گیا  
کئی روز تک مسلسل آپ بے ہوش رہے، کوئی صورت ہوش کی نظر آئی۔  
تو ایک روز آپ کے سامنے قفید بڑھ کر شریف پڑھا گیا۔ فوراً آپ ہوش میں  
آئے اور پہلا ذکر بزرگان مکان ہی زبان پڑا یا اور ان کے شرف زیارت  
کی تمنا ظاہر فرمائی۔ حسب تمنا صاحبزادہ دل نے ان بزرگوں کو آپ کے  
تمنا داری آرزو کی اطلاع فرمائی۔ ان رحم و کرم کے پیکر جنہوں نے  
ہمیشہ سمجھوں کی خصوصیات انہوں کی بہر حال میں مستطیری فرمائی۔ اطلاع  
ملنے ہی ماضی ہوئے اور اپنی زیارت سے نوازا۔ اس وقت بھی آپ اچھی  
طرح ہوش میں تھے اور ملاقات سے مشرف ہوئے۔ یہ ایک حقیقت  
ہے کہ قدر تعالیٰ نے آپ کے اندر بے مثل خوبیاں و ولعت فرمائی تھیں  
بہ قول شخص کہ اب تک شہر آسور میں ان خوبیوں کا انسان نہ پیدا ہوا اور



نہ امید کی جاسکتی ہے (واللہ اعلم بالصواب) اس لئے کہ قرآن ہی ایسے ہیں، جن کی اچھائیوں کے متصرف آج بھی اپنے دین و دنیویں میں، گویا الفضل، عاشرہ ہجرت، نہ کہ اس کے بعد کے پورے مصداق ہے۔ چنانچہ غیروں کی نگاہ میں آپ کتنے مقبول تھے ذیل کے واقعہ سے لگائیے کہ ایک مرتبہ آپ امیر سے واپس کوئٹہ میں تشریف لارہے تھے ادھر ہی نانے میں وائسٹائی میں قصاب ہوا تھا اور جس نے یہ فتنہ انگیزی کی تھی وہ بھی اس میں موجود تھا جو بہت ہی منحوس لکھنؤ کا تھا پس میں جگہ نہیں تھی اور کچھ تعصبات غریبوں نے جگہ نہ دی لیکن شخص مذکور نے آپ کو دیکھا تو فوراً لوگوں کو ہٹا کر کافی وسیع جگہ آپ کے لئے بنائی اور آپ کو ٹھکانا اور راستہ بھر نہایت ہی ادب و احترام سے آپ سے گفتگو کرنا ہوا آیا، خلق کے اندر آپ بہت زیادہ مقبول ہے گویا مقبولیت کی تفصیل سال گذشتہ میگزین میں آپ کی ہے لیکن مزید اس واقعہ سے اندازہ لگائیے کہ جب آپ کا انتقال ہوا تو ہر ایک سٹھنے والے کا دل غلین اور آنکھیں تر تھیں اور جنازے میں شرکت کرنے والوں کی تعداد حقیقت یہ ہے کہ آج تک میری نگاہوں نے نہیں دیکھا اور نہ آج تک کسی کے گھر پر آج تک کسی کے جنازے میں اتنے لوگ شریک نہ ہوئے (واللہ اعلم بالصواب) آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا ابو البصر قطب الدین سید رشتا، محمد اقرصہ صاحب قبلہ قادری سجادہ نشین مکان حضرت قطب بلوچستان سرور العزیز نے پڑھائی۔

وعلیٰ کہ مولیٰ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسے ہی اچھائیوں سے نوازے اور مولانا مرحوم کو اپنے خاص تربیت اور جوار رحمت سے سرفراز فرمائے (آمین! ثم آمین)

چار صاحبزادیاں اور پانچ صاحبزادے  
اولاد و امجاد  
گذشتہ کے رسالہ میں گویا ذکر نکاح و اولاد آپ کا ہے لیکن اس سال یہ غرض تعارف مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔ چار صاحبزادے دربارہ جانا محمد عبداللہ صاحب عرف بابشو بہت ہی خلیق و طینت میں جن کی تعلیم

دوسرے صاحبزادے دربارہ جناب مولوی محمد حبیب اللہ صاحب جن کی ابتدائی تعلیم آمبورہ میں ہوئی، اس کے بعد اپنے دارالعلوم لطیفیہ میں قابل تہذیب کے پاس رہ کر عربی و فارسی کے اندر اچھی فاضلی استعداد پیکر کر تعلیم ختم کرنے کے بعد آپ کا تقرر دارالعلوم ہند کے اندر بحیثیت مدرس کے ہوا۔ اور چند سال یہ اپنے خدمات انجام دیتے رہے۔ فارسی عربی اور کے اندر بہت ہی تبحر و استعداد ہے۔ خصوصاً فارسی میں بہت ملکہ حاصل ہے۔ ذہانت و حافظہ والدہ کی طرح وراثتہ پایا ہے۔ بہت ہی خلیق و طینت و غلظت والدہ کی طرح واقع ہوئے ہیں، مطالعہ بہت ہی وسیع ہے۔ اکثر عربی فارسی کی کتابیں آپ کے زیر مطالعہ رہا کرتی ہیں۔ آپ بھی تجارت کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بہت کچھ نواز لے، اور بہت ہی بہتر حالت میں ہیں۔

تیسرے صاحبزادے دربارہ جناب محمد انوار اللہ صاحب بی۔ اے بی۔ ایل (B.A.B.L) علی تعلیم اپنے کے بعد چرم کی تجارت میں لگ گئے اور درہن شہر و آمبورہ کے اندر آپ کی منڈیاں ہیں، کاروبار وسیع پیمانے پر چلا رہے ہیں، اکمل قدر بہت ہی بہتر حالت میں ہیں آپ بھی بہت ہی خلیق و طینت و ذہن انسان میں اور اہل حاجت کی ہمیشہ حاجت روائی فرما رہے ہیں اور ہمیشہ کار خیر میں حصہ لیتے رہتے ہیں والدہ بھائیوں کی طرح بزرگان مکان سے بہت ہی لگاؤ و محبت ہے۔

چوتھے صاحبزادے دربارہ جناب امان اللہ صاحب جن کی تعلیم آمبورہ میں ہوئی، حصول تعلیم کے بعد آپ بھی اپنے بھائی انوار اللہ صاحب ہی کے ساتھ ہی ان کے کارخانہ میں اس کی ذمہ داریوں کو سنبھالتے

ہوئے چلا ہے ہیں۔

پانچویں صاحبزادے دریا بھاب محمد عنایت اللہ صاحب بی بی بی سی (۱۵۰۵۰۴) اور بی تعلیم حاصل فرمائے کے بعد آپ بھی اپنے جملہ بھائیوں کی طرح تجارت میں لگ گئے اور بہت ہی بستر طریقے سے ان کا کاروبار چلا رہے ہیں اور بستر حالتوں میں ہیں زمین ہونے کے ساتھ ساتھ طبیعت طریف پاری ہے۔ ہنسار، خوش مذاق واقع ہوئے ہیں اور طبیعت میں ایثار بھی پایا جاتا ہے کترال حاجت کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب و علیٰ علیہ وسلم کے صرتے میں ان تمام کون دونی راتہ چوگنی ترقیوں سے نوازے اور اپنے والدین و گوارہی کے نقشب قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ درانیس کی جو بیوں سے نوازے

(آمین تم آمین بجاہ سید محمد علی صلی اللہ علیہ وسلم)

## جواہر مار

ما فط محمد کمال الدین  
بنجیور

|  |  |  |
|--|--|--|
| ۱۰۔ جنہوں نے ہماری راہ میں کشتش کی ہم ان کو اپنا رستہ بتا دیں گے۔  | ۱۰۔ بیشک رزق بندہ کو اس طرح دھوڑتا ہے جس طرح اسکی موت اسے دھوڑتی ہے۔               | ۱۰۔ بیشک رزق بندہ کو اس طرح دھوڑتا ہے جس طرح اسکی موت اسے دھوڑتی ہے۔               |
| ۱۱۔ گھر میں کے سوا ایسا کون ہے جو کہ اپنے پردہ گار کی رحمت سے نا امید ہو۔  | ۱۱۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کی تو اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔     | ۱۱۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کی تو اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔     |
| ۱۲۔ نعمت کا لفظ آرائش ہے کہ تم شکر کرتے ہو تو بکری   | ۱۲۔ متکبر فردوس کے حاکم میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔                                 | ۱۲۔ متکبر فردوس کے حاکم میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔                                 |
| ۱۳۔ بیشک تم کو جب پہنچتی ہے تو خدا کا عرش کا نیپ اٹھتا ہے۔   | ۱۳۔ صدقہ فقیر کے سامنے باادب پیش کرو۔  | ۱۳۔ صدقہ فقیر کے سامنے باادب پیش کرو۔  |
| ۱۴۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کی قیمت جاناو جوانی کو بڑھاپے سے پہلے صحت کو بیماری سے پہلے مال دنیا کو غریبی سے پہلے فرصت کو مشغولیت سے پہلے حیات کو موت سے پہلے۔  | ۱۴۔ اگر تم لوگوں سے دولت میں نہیں بڑھ سکتے تو خضر پیشانی و حسن خلق ہی میں بڑھ جاؤ۔ | ۱۴۔ اگر تم لوگوں سے دولت میں نہیں بڑھ سکتے تو خضر پیشانی و حسن خلق ہی میں بڑھ جاؤ۔ |
| ۱۵۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح بھروسہ کرتے ہو جیسا کہ کرنا چاہئے تو وہ تمہیل میں طرح رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے۔ پرندے بیج فانی پیٹ آشیانوں سے نکلتے ہیں اور شہام کو پیٹ بھر کر لوہیں آتے ہیں۔ | ۱۵۔ جوام پیش آتا ہے وہ نزدیک ہے لیکن موت اس سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔              | ۱۵۔ جوام پیش آتا ہے وہ نزدیک ہے لیکن موت اس سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔              |
| ۱۶۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح بھروسہ کرتے ہو جیسا کہ کرنا چاہئے تو وہ تمہیل میں طرح رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے۔ پرندے بیج فانی پیٹ آشیانوں سے نکلتے ہیں اور شہام کو پیٹ بھر کر لوہیں آتے ہیں۔ | ۱۶۔ شرم فروں سے خوب ہے لیکن توں سے خوب تر ہے۔                                      | ۱۶۔ شرم فروں سے خوب ہے لیکن توں سے خوب تر ہے۔                                      |
| ۱۷۔ جوام پیش آتا ہے وہ نزدیک ہے لیکن موت اس سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔  | ۱۷۔ توبہ بڑھے سے خوب ہے لیکن جو اس سے خوب تر ہے۔                                   | ۱۷۔ توبہ بڑھے سے خوب ہے لیکن جو اس سے خوب تر ہے۔                                   |
| ۱۸۔ جس کے مخلوق سے کچھ مانگا وہ خالق کے رواد سے اندھا ہے۔  | ۱۸۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ   | ۱۸۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ   |

(باقی صفحہ ۴۲ پر ملاحظہ ہو)





از  
مولوی سید حسین بخاری کڑی  
متعلم زمرہ سابقہ جرنل سکریٹری  
انجمن اوقاف المعارف

رہو بیت میں جواب وہ ہوا پڑے گا۔ شارع علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ  
ان اکابرین ہمہ کاکلون (یعنی جو لوگ بالدار میں حقیقت  
میں وہی غریب ہیں) ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے دولت کے  
نشہ میں انجام سے بے خبر ہو کر اس کو صحیح مصرف میں نہیں لگایا یقیناً  
وہ دولت آخرت میں اس کیلئے خیال جان ہے نہ وہ انسان جس نے  
دولت جمع کیا اور خرچ کرنے سے گریز کرتا رہا وہ بھی ہی حکم میں ہے  
چنانچہ شارع علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ۔۔  
بیشتر اکابرین بد مصروف (ان لوگوں کو غلبہ کی ضرورت  
جو دولت کی کھانچا کرتے ہیں)۔

اس سے یہ معلوم ہو کہ جس طرح دولت کا غلط استعمال ہلاکت  
ہے اسی طرح اس کو بچا بچ کر خرچ نہ جمع کرنا بھی ہلاکت و بربادی ہے  
بلکہ لازم ہے کہ دولتوں میں صحیح استعمال کا مصرف تلاش کریں جس کو  
اسلام نے وضاحت بنا دیا کہ دولت میں صرف ہتھ راس نہیں بلکہ  
اس میں غریب مسکین، امداد، یتیم، بیوہ اور مسافر وغیرہ ان تمام کا  
حق ہے ان پر خرچ کرنا تم پر لازمی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔  
ذاتی المال علیٰ حبہ ذوالقربیٰ والیتیمیٰ والمساکین و  
ابن السبیل والسائلین فی الرقاب الخ

اور بتایا کہ تم اس وقت تک نیک نہیں حاصل کر سکو گے جب تک کہ  
تم نیک پسندیدہ شیا کو امداد باری تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔  
لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما احببتم (قرآن مجید)  
اس لئے کہ کامیابی ہی کے حق میں ہے جس لئے اپنی پسندیدہ اشیاء کو

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ہی صلاحیتیں و ولایت فرمائی ہیں کہ جن کے  
صحیح استعمال سے انسان انسانیت کے بلند مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے اگر ان  
صلاحیتوں کو غلط راستہ پر لگا دے تو تمام انسانیت سے سیکڑوں  
میل دور ہلاکت و بربادی کے بھیا کٹ غاروں میں جا کر رہے۔ ان حقیقتوں  
کو صحیح استعمال کرنے کیلئے بہت سے غرائب و تفکیرین و فلسفیوں  
نے جو اصول پیش کئے تھے، وہ اصول فروغی طور پر تو یقیناً نافذ و منہ  
نما بنت ہوئے لیکن مجموعی حیثیت سے ان صلاحیتوں کو بڑے سے کارآمد  
سے فاسد ہے۔

اب ملاحظہ فرمائیں کہ اسلام نے انسان کی اس صلاحیت کو جس کے ذریعہ  
سے وہ خوش حال و فارع انبال ہو جاتا ہے کس انداز سے صحیح راستہ  
پیش کیا ہے کی تعلیم دی ہے یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ انسان کے اندر دو  
کے جمع ہونے کو بہت شدت کے ساتھ پائی جاتی ہے وہ چاہتا ہے  
کہ دنیا کی ساری دولتیں اچھا ہو اس کی ملکیت میں جائیں اور وہ رئیس  
ان شہرہ کھلے۔ اسلام نے انسان کی اس خواہش کو پا پا نہیں کیا  
بلکہ اسلام نے انسان کے اندر دو حالت کھانے کی جو صلاحیت ہے اس کو صحیح  
طریقہ پر استعمال کرنے کیلئے ایک خاص اصول کے تحت رہنمائی فرماتے  
ہوئے مٹ فہم و برکت فی المال کی تزکیہ ہے روشناس کرنا ہے  
جس پر اسلام نے انسان کو ذرا اندوہ و خوش حال بننے کو اجازت دینے  
پر صلاح فرمائی ہے، وہیں سے لے کر شرط بھی لگا دی ہے کہ مراد دار  
اس کے خرچ کے صحیح مصرف کو پہچانیں اس لئے کہ دولت ایک اثاثہ  
ہے جس کا غلط استعمال خیانت کے مترادف ہے۔ ایسے شخص کو بارگاہ

علیہ السلام نے بھی ایک جگہ تنبیہ ارشاد فرمائی ہے **الکحاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی**۔

یعنی نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے عرض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے ناکہ انسان قائم و دائم کا ہو کر اپنے جوہر کو نہ کھڑے ہوئے پھر ازدواجی زندگی کے چند ایسا اصول سامنے رکھے جس سے ازدواجیت کی زندگی عمد و اصل طریقہ سے گذر جائے اور نا اتفاق سے طرین میں لمبیاں پیدا ہو کر باری حیات کا سبب نہ بن سکے۔ آج کل اس سائنس کا فک دو میں انسان کی ذراں خواہش کو بھی ملاحظہ فرمائیں جو اس کے لئے مقصد حیات بن چکی ہے اپنی کمند فکر کو سائنس پر پھینک کر سائنسی ایجادات کے ذریعہ عالم پر عجائبات بنا رہا ہے۔ فقینا اس کی سائنسی ایجادات با موعود پر پہنچ چکی ہیں۔ آفتاب کی شعاعیں اپنے قبضہ میں کر چکی ہیں۔ خطر لاک سے خطر ناک جوہری اسلحے تیار کر کے اپنی ترقیوں کو جتلا نا چاہتا ہے۔ ان سائنسی ایجادات سے اپنی زندگی کو پر رطف و پیکر بنانے کیلئے کوشاں ہے لیکن ان فوس کہ وہ بستر عیش طرب پر بھی بیچینیوں کی کر وٹیں بدلتا نظر آ رہا ہے جب کبھی بوی و مری جنگ عظیم کے ہولناک نتائج پر غور کرتا ہے تو تھوڑی دیر کے لیے مہموت ہو جاتا ہے اور آج جبکہ دنیا اس سے کہیں آگے نکل چکی ہے ان کا یہ کہنا کہ ہم جوہری طاقت سے انسان کی خدمت کر کے اس کے لئے سکون و اطمینان کی راہیں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ دعویٰ اسی وقت صحیح اور قابل تسلیم ہو سکتا ہے جب اس دعویٰ کی صداقت پر کوئی معمولی قرینہ بھی دال ہو جس سے انسان اپنی امیدیں وابستہ کر سکے۔

”چند سال قبل امریکہ کے ایک مباحثہ میں وہاں کے مشہور رئیس دان پرفیسر الینگ نے کہا کہ ایسی بڑاوت اگر فی الفور بند نہ کئے گئے تو بالآخر نسل انسانی پر ایسا کاری کے اثرات تباہ کن ثابت ہوں گے۔ آج جوہری ہتھیار دھکے مار رہا ہے۔ دوسرے نو دھکیاں اور چھپیلے صیغے کے نتائج انسانی زندگی پر یوں مرتب ہو چکے ہیں کہ ایک بار یہ

راہ حق میں قربان کر دیا۔ یقیناً وہ اللہ کا مقبول بندہ ہے ناکہ اس کو یقین ہو جائے کہ مقصد دولت جمع کرنا نہیں ہے بلکہ اللہ کی رضا جوئی ہے۔ اسی حقیقت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پورے وضع فرماتے ہیں۔

اللہ العلیا خیر من ید السفلی جب یہ بات انسان کے دل میں اسیع ہو جاتی ہے تو وہ اپنے مقصد کے حصول میں گھبرا کر راہ خدا میں لٹا کر اپنی عین کام پائی رخصت کرتے ہوئے خوشی میں جھومتے لگتے ہے۔ مسکنہ روٹ کر بھی خوش نہیں دولت زمانے کی قلندر مایہ ہستی لٹا کر رخصت کرتا ہے۔

اسی طرح حسن کی جانب مائل ہونا بھی انسان کی فطرت میں فل ہے اس کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ ہر حسین شے اس کے قبضہ میں رہے۔ ناکہ قدرت کے ایک قیمتی عطیہ سے مستفید ہو سکے اس لئے جہاں کہیں بھی حسین چیز نظر آجائے تو اس کے حصول کے لئے بے چین ہو جاتا ہے۔ قدرت کی حسین شیا میں سے صنف نازک بھی قدرت کا ایک عطیہ ہے لیکن ان عطیات کو صحیح استعمال کر نیسکے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ اصول بتائے ہیں جس کے دائرے ہی میں رہ کر انسان مستفید ہو سکتا ہے۔ اگر اس سے تجاوز کر جائے تو مگرشی و لغیانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلام ان چیزوں کو خصوصی طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے انسان کی انسانیت اور اس سے استفادہ دونوں کی بقا چاہتا ہے اور اس کی صحیح راہ کو متعین کرتا ہے تاکہ اس کی تہذیب سے اس میں عفت پیدا ہو۔ اسلام انسان کو خوبراشتیا کے ساتھ مولست سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ ہر ان اسباب سے روکتا ہے جو سے ہمیت سے زیادہ خراب منزل میں ڈال دینے والی ہے۔ اسلام نے ان قائم کو دو دکنے کیلئے اس کے حدود قائم کر دیئے تاکہ ان حدود کو تجاوز کر کے دائرہ انسانیت سے خارج نہ ہونے پائے بلکہ بقللے نوع کے شام سے مولست لازم قرار دینا ہے لیکن اس کی راہ یوں پیرا کرتا ہے۔

فاخذکوا ما طاب لکم من النساء

حسب استطاعت ایک سے چار تک کی اجازت دی اور شروع

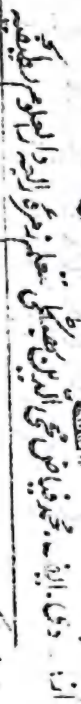


نشین سے بیکر تخت نشین کے دل میں یہ بات ہر وقت کھٹکتی ہے کہ ہمیں معلوم یہ تشرفاں کب پھوٹ کر انسانیت کو منقہ ہستی سے نیست و نابود کر دے، اس کے مقابل اسلام کو ملاحظہ فرمائیں کہ وہ خیر کائنات اور اشیاء کائنات کو تحت تصرف میں لانے کی اجازت ضرور دیتا ہے لیکن اسے مقصودِ منزل نہیں قرار دیتا ہے بلکہ اسباب کو اسباب ہی قرار دیکر مقصود کی رہائی کرتا ہے بلکہ یہ کہنا ہے کہ ضرورت مندوں سے آگے جہان اور بھی ہیں " تاکہ اس کی بندگی نہیں نہ رکھ جائے۔

## (بقیہ جواہر پارہ)

(صفحہ ۳۹ کا سلسلہ)

|                                     |   |   |
|-------------------------------------|---|---|
| حضرت غفران                          | ۱۷۵۔ جوابات دل سے نکلتی ہے، دل میں باقی ہے اور جب زبان سے نکلتی ہے تو کان سے آگے نہیں باقی۔   | حضرت عامر ابن قیس   |
| رضی اللہ عنہ                        | ۱۷۶۔ اپنے بھائیوں کی ان چیزوں کو ذکر کرو جس کو تم اپنے حق میں ذکر کرنا پسند کرے ہو اور ان چیزوں کو چھوڑو جس کو اپنے حق میں چھوڑنا پسند کرتے ہو۔ | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  |
| حضرت عثمان رضی اللہ عنہ             | ۱۷۷۔ علی میں جلدی تھ کر اس کی خوبی کو ڈھونڈا میں نے کہ لوگ تم سے یہ سوال نہیں کریں گے کہ کب تمام کیا بلکہ اس کے اچھا فی کو دیکھیں گے۔           | افلاطون   |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ               | ۱۷۸۔ تیری عقل کی ملامت اہل عقل کے پاس مچھتا ہے۔   | ۱۷۹۔ لوگوں کے ذکر میں پچاس لئے کہ وہ مرض ہے اللہ کا ذکر اپنے اوپر لازم کرو اس لئے کہ وہ شفا ہے۔ |
| حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ | ۱۸۰۔ انصاف میں دہری کرنا انصاف کے مقصد ہی کو فوت کر دیتا ہے۔  | ۱۸۱۔ شرافت عقل اوپر ہے نہ کہ مال و نسب۔   |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ               | ۱۸۲۔ اچانک کے اچھے جاگے وطن چریس ہوتا ہے۔   | ۱۸۳۔ حریفیں ہمیشہ فقیروں پر ہاتھ کر چھ ساراجھا اس کا ہوتا ہے۔                                   |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ               | ۱۸۴۔ جو شخص حق کے خلاف کرتا ہے تو حق تعالیٰ خود اس کا مقابلہ کرتا ہے۔   | ۱۸۵۔ جب عقل کامل ہو جائے تو کلام کم ہوتا ہے۔  |
| حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ      | ۱۸۶۔ گمنامی کو پسند کر کے اس میں نام دے کی نسبت برا امن ہے۔   | ۱۸۷۔ جب کلام کم ہو جائے تو آدمی اکثر صحیح بات کرتا ہے۔  |



اسلام کا اصول منہ انجم اور اس کا ہر کلام آفتاب و قتاب ہے۔ اسلام ہر ایک کے ساتھ مساویانہ بننا اور تلمیح اس نے ملک مساوات پر بہت زور دیا۔ اس کا اندازہ اس تاریخی واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت مولائے کائنات کے سامنے انہیں کہیں خلاف یہودی پیش کیا کہ حضرت علیؑ نے میری زندگی میں تو فاروق عظیمؓ نے فرمایا کہ اے ابو الحسن مجھ کے مقام پر کھڑے ہو کہ جواب دو جس وقت مولائے کائنات کھڑے ہوئے تو آپ کی پیشانی پر شکن کھینچی گیا میرا اس طرح کھینا ناگوار گذر کہ اے ابو الحسن کھڑے ہو جاؤ تو انہیں فرمایا، اسی وجہ سے مجھے



طلب کیا، وہاں کے لوگوں کے جذبات اور سیاسی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے فیصلہ طے ہوا کہ خود خلیفہ اسلام تشریف لے جائیں۔

جہاں پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک غلام کے ہمراہ تشریف لے جائیں اور روانگی کے وقت آپ نے یہ طے کیا تھا کہ ایک منزل پر خود اونٹ پر سوار ہوں گے اور دوسری منزل پر آپ کا غلام ہوگا اور اونٹ کی نکیل آپ کے ہاتھ ہوگی، غرض اس طرح سفر طے ہوتا رہا، جب شہر قریب آیا تو اس وقت غلام کی باری تھی، غلام نے عرض کیا شہر قریب ہونے کی وجہ سے آپ سوار بھیجیں لیکن آپ ہرگز سوار نہیں ہوئے بلکہ اس حال میں فل ہوئے کہ آپ کا غلام اپنی باری کے مطابق اونٹ پر سوار تھا، اور یہ مسلمانوں کے جلیل القدر خلیفہ اونٹ کی نکیل سنبھالے پیدل جا رہا تھا، یہ دشلم کے کابو شہر کے باہر خلیفہ کے استقبال کیلئے جمع تھے انہوں نے ایک پیوند لگے کپڑے پہنے ساربان کو آتے دیکھ کر دھچکا، خلیفہ اسلام کی سواری کہاں ہے اور کب تک بیت المقدس پہنچے گی۔

جب نہیں یہ معلوم ہوا کہ یہ پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے ساربان خود خلیفہ وقت ہیں تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔

اسلام میں کوئی رائے شماری کا طریقہ وضع نہیں کیا گیا یا پارلیمانی جمہوریت پر اصرار نہیں کیا گیا، بلکہ تقویٰ کو معیار فضیلت قرار دیا اور آپس کے مشورے کو جمہوریت کی جان کہا، خود خلیفہ کے انتخاب کا کوئی طریقہ خلفائے راشدین کے عہد میں متعین نہیں تھا بلکہ جس کو علوم نے اہل سمجھا نامزد کر دیا اور مجبوں نے بیعت کر لی۔

اسلام کے عدل و مساوات کو دیکھ کر غیر مسلم بھی متاثر و متعجب ہیں۔ آج بھی یقیناً میں تیر و حیران ہیں اور اسلام کے دین فطرت ہونے کے مقرر ہیں، اسلام ہی کی یہ شان ہے جس نے انسانی زندگی کے ہر گوشے کا حل پیش کیا، اور اس کے زلف پر لیشیاں کو سلجھایا، آپس کے اتحاد پر اسلام نے بست زیادہ زد دیا اور باہمی نفاق کی بہت زیادہ ملامت فرمائی، چنانچہ اس کے متعلق کثیر آیتیں و احادیث آپ کو

ناگوار معلوم ہوا کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ عمر فاروق علی کو مسلمان ہونے کی وجہ سے بجائے نام کے کزیت سے بکار جو ہمارے عدالت اسلامی کے لئے ایک بزدلانہ ہوتا۔

بہیشہ اسلام جمہوریت پسند اور اس کا مزاج جمہوری رہا ہے اگر کسی دور میں مسلمانوں نے جمہوریت پسندی سے انحراف کیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام جمہوریت پسند نہیں یا اس کا مزاج جمہوریت ختم ہو گیا بلکہ یہ دہماری مسلمانوں کے ان چند اقرا و پر عائد ہوگی جنہوں نے اس کے اصول کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کی۔

اسلام نے جب عالم کے سناٹے خابص تو حید کا منصوبہ پیش کیا اور ایک خدا ایک رسول پر ایمان لانا ضروری سمجھا اور اس نے صاف بتایا کہ

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و یماز  
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ تواز

تو تاریخ گواہ ہے کہ عرب کے غیور و جسور نے اس اصول کے سامنے سپردال دی، خدا کے رسول نے اعلان کر دیا کہ عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔

اسلام کے اس مساوات کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ اس میں علوم اور خواص کیلئے کوئی علیحدہ علیحدہ جگہ نہیں اس مساوات میں سب برابر ہیں اور اسلام کے مضابطہ حیات میں صرف کردار اور عمل اس کے چھوٹے اور بڑے ہونے کیلئے معیار ہے کہ کسی کو نسلی اعتبار سے اور اقتصاد اعتبار سے فضیلت نہیں، عربوں میں نسلی برتری کا غیر محولی احساس تھا یہ اسلام ہی کے مجزا نہ تصرفات تھے کہ شعوب و قبائل کو تفریق ختم کر دیں۔ مسلمانوں کے فتح بیت المقدس کے موقع پر عیسائی حکام نے ہتھیار ڈال دیے کہ بعد یہ شرط لگائی کہ خود خلیفہ اسلام تشریف لاکر اس شہر کا قبضہ فرمائیں اس کی اطلاع خلیفہ وقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پہنچائی گئی، امیر المومنین نے مجلس

پس گی۔ ایک مرتبہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسے عمل کی خبر دوں جس کا دوسرا روزہ، صدقہ، نماز، ان تمام سے زیادہ ہے تو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جہلم صحابہ نے عرض کیا ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خبر دیجئے ایسے عمل کی جو ان تمام اعمال مذکور سے افضل میں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپس کے بگڑے ہوئے حالات کی دوسری، فسادات الہی میں ہلاکت ہے، بقل سلیم کی رو میں غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کا ہر برترین اصول جو اس نے انسانیت کی سفارش و نگہار کے لئے اہل عالم کے سامنے پیش کیا ہے اس کی ایک مثال بھی پیش کرنے سے دنیا ہنوز تباہ رہی ہے اور ہمیشہ رہیگی اس کا ہر مومن اس کو عالمگیریت اور ہمہ گیریت عطا کرتا ہے۔  
(ڈی۔ ایف۔ فیاض محی الدین بھٹکی)

### ( صبح کا سلسلہ )

کرے تو قبول کرنا ۴۲: سے چھینک آئے اور اللہ کے قیام رک اللہ

کہنا۔ ۵۔ سامنے اور پشت پیچھے فریاد کرنا اور بڑی بات یہ ہے کہ ملاقات کے وقت اسلام علیکم کہنا۔ سلام کا جواب دینا۔ سلام کا مطلب یہ ہے کہ جاری آپس میں صلح ہے کیونکہ تم مکالمہ، مخاطب کو اسلام علیکم کہہ کر سلامتی کا ذکر کرنا ہے اور مخاطب سے تسلیم کر کے و علیکم اسلام کہتا ہے جس کے معنی ہیں تم پر بھی ہر طرح ضرور سلامتی رہے۔ ایک جگہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے المسلم من سلم المسلم من يداہ ولسانہ۔ مسلم وہ شخص ہے جس کے ہاتھ و زبان سے دوسرے مسلمان سلامتی پائیں یعنی وہ شخص مسلمان نہیں ہو سکتا ہے جو دوسروں کو ذلیل سمجھتا اور برا بھلا کہتا یا اور کوئی ظلم کرے، جہاں تک ہو سکے دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے پرہیز کرنا مسلمانوں پر لازم ہے اگر ہم میں سے کسی کو فوڈ برابر بھی تکلیف پہنچے تو وہ جتنی معاف نہ کرے خدا کے جہاں معافی نہیں ہو سکتی اور اس پر گناہ لازم رہتا ہے۔ ظلم کرنے سے خود وجہ پرہیز کرنا چاہئے کیوں کہ قیامت کے روز ظالم کی تمام نیکیاں فطووم کو دی جائیں گی۔ اگر اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہو تو مظلوم کے گناہ اس کے نامہ اعمال میں لکھ کر اسکو عذاب دیا جائے گا کسی شخص سے دشمنی اور عداوت نہیں رکھنا چاہئے۔ عن ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لمسلم ان یحجر لخصاء فوق ثلاث فمن جحد فوق ثلاث فمات فیہ دخل النار۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی شخص مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ رکائے اپنے بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ پس جو شخص اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق رکھے، اس حالت میں جائے تو وہ دفن میں داخل ہوگا، اور اتفاق سے رہنا ضروری ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ (خوانا۔

اور مضبوط پکڑو اللہ تعالیٰ کی رسی کو تم سب لوگ آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی رسی کو تم سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے محبت پیدا کر دی، ہمارے دلوں کے درمیان پس ہو گئے تم اس کی نعمت کی وجہ سے آپس میں بھائی بھائی ۵  
درو دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو  
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں



# میرلسنیدہ اشعار

اقبالؒ کرم اے شہ عرب عجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم  
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دباغ سکندری

غالبؒ اصل شہو شاہد و مشہود ایک ہے  
بیزل ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

ؒ رہ طلب میں ادب ہی سے سرفرازی ہے  
مرزہ کلیم سے پوچھو برہمنہ پائی کا

خالد انصاریؒ سرے جنوں کا کہ احترام اے دوست  
تیرا پتہ مری ویوانگی سے ملتا ہے

اقبالؒ نہ ہے تو بزم جاناں میں پندار خودی کے چھوڑ کے آ  
ہوش و خرد کے دیوانے یاں ہوش و خرد کا کام نہیں

بیدم لفظی حسین دیواریؒ  
(نذر اول)

صیا و بھی آپ حلقہ دامِ ستم بھی آپ  
ہامِ حرم بھی طائرِ ہامِ حرم بھی آپ

وہ ہر عالم کے رحمت ہیں جاوہ چاہتے رہتے  
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

ؒ تمہیں کالی گھٹا کا بھی نہیں پہچاننا آتا !  
نشین سے حوالہ بھتا ہے تم کچھ ہو سا دل (شفیقؒ)

دیکھ لو روئے رنگنا کامی : یہ نہ پوچھو کہ مکیسی کیا ہے

ساحل کو دیکھ دیکھ کے یوں مطمئن نہ ہو  
کتنے سفینے ڈوبے ہیں ساحل کے آس پاس

شمع نے دورو کے کائی رات سولی پر تمام  
شب کو جو محفل سے تو اے زیب محفل اٹھ گیا

(ظفر شاہؒ)

از: سید محبوب شاہ

# حقوق العباد

اللہ علیہ نبی پیش ہوا  
تذنیف "گلستان" میں فرمایا

چو عضوے بد درو آور در کار بد، در عفو بارانما نذر  
اس بات میں جریڈ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو شخص کسی پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم و کرم کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ان الله كريم ويحب الکر و یرضی به و یرحمه الله علیه من لا یرحم الناس.

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے وہ رحم و کرم کو پسند کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور حق سبحان تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ ایک شاعر اس حدیث کی روشنی میں لکھتا ہے عہ  
فدا رحم کرنا نہیں اس شہر پر، نہ بود کی چوٹ جسکے جگر پر  
ایک اور حدیث میں ہے :- لا یؤمن احدکم حتی یحب  
سلاخیه ما یحب لنفسه۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک  
مومن نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ پسند کرے اپنے بھائی کے لئے وہ چیز جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، حدیث شریفہ میں آیا ہے، کبھی تم پختہ مسلمان نہیں ہو گے، جب تک کہ تم آپس میں محبت نہ کرو گے اور محبت پیدا کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ آپس میں ملنے وقت اسلام علیکم کہادو، ایک دوسرے فرمایا گیا ہے ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں :-

۱۔ ہماری میں خبر لینا ۲۔ مرے پر جوازہ کی نماز پڑھنا ۳۔ دعو

جس طرح اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں

پر نازل ہونہ، حج، زکوٰۃ دین و فرض کیا ہے، اسی طرح ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق ہیں جیسا کہ کلام پاک میں ارشاد ہے اخما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم ترجمہ، تمام مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں پس تم صلح کرو اپنے بھائیوں کے درمیان میں۔ اور ایک جگہ ارشاد ہے یا ایہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منهم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منهن۔ (ترجمہ) اے ایمان والو! ہنسی ٹھٹھانہ کرے ایک قوم دوسری قوم سے ہو سکتا ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور عورتیں دوسری عورتوں سے شاید وہ ان سے بہتر ہوں اور کسی کو برے نام سے پکارتا اور کسی کی غیبت و چغلی کھانا اسلام میں ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یحب احدکم ان یا کل لحم اخیه صیگا مکرہ تمہو غیبت و چغلی کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ مثال دے کر فرماتا ہے۔

ایحب احدکم کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، جس طرح تم اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے میں کراہت کرتے ہو، اس طرح اللہ کے نزدیک ایک دوسرے کی چغلی کرنا بھی سخت مذموم ہے۔ ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مومنوں کی مثال دقتی میں رحم و شفقت کرنے میں ایک جسم کے مانند ہے اگر جسم کے کسی عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرے عضو کو بھی تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ سعدی رحمۃ



# تصغرات فیوضات روحانی

مسئلہ تصغرات فیوضات روحانی جو مبدیوں سے ملنا و صوفیہ کے درمیان مابہ التفرع رہا ہے کہ انبیاء و اولیاء سے دنیا سے روپوش ہو جانے کے بعد فیوضات کا سلسلہ جاری رہتا ہے یا نہیں جس کا فیصلہ سے روح کو جدا ہونے کے بعد عالم مثال میں تصرف کا حق رہتا ہے یا نہیں، ان کا تعلق عالم شہادت سے ہے یا نہیں۔ دوسرا سوالوں کی مداخلت ہے میں یا نہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں علماء و فقہاء معمولی کے تقریباً اتفاق کیا ہے کہ انبیاء سے فیوضات کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور اولیاء کے بارے میں بعض نے انکار کیا ہے لیکن صوفیہ اس پر متفق ہیں کہ اولیاء سے بھی فیوضات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کافی عرصے تک اس کی تحقیق و تدقیق کے بعد جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ عقلاً و نقلاً یہ بات اپنی جگہ پر محقق ہے کہ انبیاء و اولیاء سے اس کا سلسلہ جاری ہے اور تا قیام قیامت سے ان حضرات کو حق تصرف عطا فرمایا ہے نفس مسئلہ کی تحقیق سے سے جدا ہونے کے بعد کس حال میں ہوتی ہے تو آئندہ مسئلہ کے سمجھنے صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اھکم خلقا تم لا ابد لے پیدا کئے گئے ہو اور جزایں نیست کہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی جاں ادا بل اسلام و یحیو و نصارتی اور مشرکین و حکماء یونان قطب و یلور جوہر الحقائق قائمہ ۳۹ میں حقیقت دنیا پر بحث الہی و لطیفہ ربانی و نفس باطنہ خواہد اگر جہاں نیست روح بہ حجت و برہان بابہ طریق کشف و انبیا برائے فنا نیا فرمیدہ است و بہ موت طبعی برائے بقا ابد فرمیدہ اند و عاقبت شقاوت سردی ہم انبیاء و امتفق و علماء و حکماء ہیں

ان شاء اللہ تعالیٰ

از ذمہ مولانا محمد طیب الدین اشرفی مؤرخ و محقق (مدرسہ اسلامیہ دہلی)

بدین معنی ناطق اند۔

جناب حضرت شیخ محی الدین ابی عبد اللہ محمد بن علی المعروف بابن عربی لہامتی الطائی فتومات کتبہ کے اندر فرماتے ہیں کہ :-

اِنَّ اللّٰهَ اِذَا قَبَضَ الْاَرْوَاحَ مِنْ هَذِهِ الْجَسَادِ الْطَبِيعِيَّةِ حَيْثُ كَانَتْ اَوِ الْعَنْصَرِيَّةِ اَوْ دَعَا صُوْرًا جَسَدِيَّةً فِيْ جَمْعٍ هَذَا الْقَدَرِ النُّوْرِيْ فَجَمِيعٌ مَا يَدْرِكُهُ الْاِنْسَانُ يَعْذَلُ الْمَوْتَ فِيْ لَبْرَةٍ مِنْ اَلَمْوَرَاثِهَا يَدْرِكُهُ بَعِيْنُ الصُّوْرَةِ الَّتِيْ هُوَ فِيْهَا فِيْ الْقَدَرِ بِنُوْرِهَا وَهِيَ اَدْرَاكَ حَقِيقِيٍّ مِنْ الصُّوْرِ هَذَا لِلَّهِ مَا هِيَ مُقَيَّدَةٌ عَنْ اَلِتَّصُّوْفِ مِنْهَا مَا هِيَ مُطْلَقَةٌ كَالْاَرْوَاحِ الْاَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ وَارْوَاحُ الشُّهَدَاءِ وَمِنْهَا مَا يَكُوْنُ لَهَا نَظَرٌ اِلَى عَالَمِ الدُّنْيَا فِيْ هَذِهِ الدَّارِ وَمِنْهَا مَا يَتَجَلَّى لِلنَّاسِ فِيْ حَضَرِ الْغِيَالِ الَّتِيْ هِيَ فِيْهِ وَهِيَ اَلَّذِيْ تَصَدَّقُ رُؤْيَاہُ اَجْدَاوُكُلِ رُؤْيَاہُ صَادِقَةٌ لَا تَخْطِئُ فَاِذَا اَخْطَاَتِ الرُّؤْيَاہُ فَالْاَدْوِيَاہُ مَا اَخْطَاَتِ لَكِنْ الْعَابِدُ الَّذِيْ يُعْبَرُهَا هُوَ الْمُخْطِئُ حَيْثُ لَمْ يَعْرِفْ بِاَلْمَرَادِ قَبْلَ الصُّوْرِ۔

یعنی اللہ تعالیٰ جب روح کو ان کے جسام سے قبض فرماتا ہے عالم برزخ میں ان کیلئے صور جسدیہ عنایت فرماتا ہے کہ وہ ان صور میں رہتی ہیں۔ پھر فرمے کہ بعد جو آدمی عالم برزخ میں صور کو دیکھتا ہے وہ اور کب حقیقی ہے۔ عالم برزخ میں بعض صور مقید ہوتی ہیں، انہیں کسی تصرف کا اختیار نہیں ہوتا بعض اپنے طور پر ہوتی ہیں انہیں تصرف کا بھی طرح اختیار ہوتا ہے۔ تمامی انبیاء اللہ کی ارواح طیبہ اور شہداء کی ارواح اس قسم میں داخل ہیں بعض ارواح کو عالم دنیا کی طرف توجہ ہوتی ہے بعض خواب میں نظر آتی ہیں اس قسم کے خواب ہمیشہ سچے ہوتے ہیں۔ رؤیائے صادقہ میں خطا واقع نہیں ہوتی البتہ

تعبیر کرنے والے جب مطلب خواب کا نہیں سمجھتے کچھ کا کچھ کہہ دیتے ہیں تو یہ خطا مجرک طرف منسوب ہوگی۔ اصل خواب غلط نہیں سمجھا جائے گا۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ جلد ثانی مکتوب ۵۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر گاہ جنیتان را بہ تقدیر اللہ سبحانہ این قدر بود کہ متشکل بہ اشکال گشتہ اعمال غریبہ یہ وقوع آند۔ ارواح کل را اگر این قدرت عطا فرمائید، چہ محل تعجب است و چہ احتیاج بہ بدن، دیگر این قبیل است آن چہ ز بعضہ ابدال نقل می کنند کہ در یک آن در اکثہ متعددہ حاضر می گردانند و افعال متبائنہ بہ وقوع می آند این جائز لطائف ایشان متجسد بہ اجساد مختلفہ اند و متشکل بہ اشکال متبائنہ الخ اور امام شیخ عبد الوہاب شرفی رحمۃ اللہ علیہ مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ میں فرماتے ہیں کہ فان ارواح الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لہا الاطلاع والسرور فی البرزخ وکما یطلبہم الناس فی مکان الا ویحضرون عنده واذ کان بعض الاموال یحضر عند مریدہ کل وقت لہ فاما الانبیاء اولیٰ جلالک واللہ واسم علیہ۔

پس تحقیق کہ ارواح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے اطلاع ہے اور برزخ میں چھوڑے جاتے ہیں، پھر کوئی انسان کسی مکان میں طلب نہیں کرتا مگر اس کے نزدیک حاضر ہوتے ہیں اور بعضہ اولیاء اپنے مرید کے نزدیک حاضر ہوتے ہیں ہر وقت کہ ان کو طلب کرے تو انبیاء تو برزخ اولیٰ اس کے ساتھ ہیں۔ حضرت علامہ شیخ حسین کی کشط الاباب میں فرماتے ہیں کہ

قد تقدّر فی الکتب المحتبرۃ ان النفوس الاولیاء بعد مفارقة الاجدان منزہة عن الحیز والمکان و یستوی عندها ما فوق السّماء ما فی قعر البحار و ماتحت الثریٰ بل تشترک فی ہذہ التجرد جمیع النفوس من نفوس عامۃ المسلمین والیہود



والتضرع والجوس لو كان عرض لنفوس الكفار  
والعصاة المشركين نحو من الاحتباس كما يجتسب  
في الأجساد قبل الموت ولا يعلم كيفية الخالق  
الناس واما نفوس النبیاء والصالحاء فانها مشرقة  
مطلوعة بتمكين الله وتقديره على بعض ما تجرد في الا  
رض والسماء ازید من الاحیاء فانهم ارحلوا من  
مضيق عالم الشهادة الى سعة عالم الغیب هو  
ومع الف مرة من هذا العالم واعجب من غیر  
رب ولا یلزم من ثبوت هذا العالم لهم استواءهم  
فی العلم بدرب العباد وادعائهم لزوم ذلك غاية  
الشقاق ونهاية العناد فان الله سبحانه من الا  
زل مکاتیل البحار وعلل اوراق الاشجار وحركات  
النبات وخطرات المطار وهو احبس لنفوس  
وخائنة الاعین وما تخفی الصدور واحاط علمه  
بما هو فی کم العدم وکائن الی یوم النشور ولا تدعی  
حصول هذا العلم المحیط بکل شیء بل ولید وحصول  
علم الجزئی کا العلم بالذراء وبعض حوادث الکنون  
الذی هو تمکینه لا یوجب الاستواء ولو کان  
حصول هذا العلم الجزئی للبشر موجبا لاستوائه  
فی العلم مع خالق القوی والقدرة استوینا معه  
سبحانه فی العلم والبصر.

یعنی کتب معتبره کے اندر بات ثابت ہو چکی ہے کہ اولیاء اللہ کے  
نفوس متبرکہ جب ابدان سے جدا ہوجاتے ہیں تو چیز و مکان سے ان کو  
تعلق نہیں رہتا۔ آسمان کا فوق و دیا کی گہرائی زمین کی تحت اور ان کے  
برابر ہوتی ہے بلکہ اس تجوین نفوس کا مہماتہ مسلمین و یشو و نصرے  
و مجوس و یوسب برابر ہیں فرق اتنا ہے کہ کفار و عصاة مشرکین  
کے نفوس کو ایک طرح کی قید ہوتی ہے جیسے قبل موت اپنے اجسام میں

مقید ہیں اس کی کیفیت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا  
نفوس انبیاء و صلحا کو کسی قسم کی قید نہیں بلکہ وہ بہ طور خود آزا و  
رہتی ہیں زمین آسمان میں جو کچھ و قائل کنندہ ہیں ان کو بعض قائل  
پر بہ نسبت احیاء کے زیادہ طالع ہوتی ہے اس لئے کہ وہ عالم شہادت  
کی تنگیوں سے مکمل کر عالم غیب کے وسیع میدان میں جا سکتی ہیں۔ عالم  
غیب کی فراخی و وسعت لاکھوں درجے اس عالم سے بڑھی ہوئی ہے  
اور اس عالم سے لاکھوں درجے بہتر ہے اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس موثر  
میں دیدار اللہ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے مساوی ہو گیا تو اس کا جواب  
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے دریاؤں کے پیمانے، وختوں کے پتے اور  
گھاس کے حرکات و بارش کے قطرات اور نفوس کے سوس اور  
آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے حال سے واقف ہے اور محرمات  
کو بھی جانتا ہے اور جو چیز قیامت میں پیدا ہوگی اس کا علم رکھتا ہے  
اس قسم کا علم محیط کسی ولی کو نہیں اور نہ اس کا دعویٰ کیا جاتا ہے  
اگر کسی جزئی کا علم ان کو ہو تو اس سے مساوات لازم نہیں آتا۔ مثلاً  
اگر ان کو بعض حوادث یومیہ کا علم ہو تو اس سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ  
ان کا علم الیسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا نہیں قویہ لازم آتا ہے کہ اللہ  
تعالیٰ کا علم بشر کے علم کے مساوی ہو جائے، بشر میں فی الجملہ علم  
سمیع و بصیر موجود ہے (لعزہ بالقرآن والک)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حجتہ اللہ  
الباقیہ میں فرماتے ہیں کہ

فاذا مات انقطعت العکافات ورجع الی هذا  
جہ فیالحق بالملائکة وصار منهم والهم کا  
لہما ہم ویسعی فیما یسعون ویماء اشتعل هو  
لاء باعلاء کلمة الله ونصر حزب الله ویماء  
کان لہم لمة خیر بابن آدم ویماء اشتاق  
بعضہم الی صور جسدیة اشتہاء شدیداً ناشیاً  
من اصل جبلیة فقرع ذالک بابا من المثل و

واختلطت به قوة منه بالنسمة الهوائية وصاد  
كالجسد النوراني وربما اشتاق بعضهم الى مطعوم  
ونحوه فامد فيما اشتهى قضاء لستوقه .

يعنى موت كبد آدمي كعلاقه لوٹ جاتے ہیں اور وہ اپنے مزاج  
کے جانب رجوع کر کے فرشتوں سے مل جاتا ہے اور انہیں میں سے ہوتا  
ہے اور اس پر فرشتوں کی طرح الہام ہوتا ہے اور جس کام میں فرشتے کو  
کرتے ہیں وہی کرتا ہے اور کبھی یہ لوگ اللہ کا کلمہ بلند کرنے میں اور  
اللہ کے گروہ کی مدد کرنے اور کبھی خبر پہنچانے میں آدمیوں کو مشغول ہوا  
ہیں اور کبھی کوئی اصل خلقت کے لحاظ سے بہت زیادہ مشورہ جسمیہ  
پر کرنے کو چاہتا ہے جس سے اس کا مثال ہوتا ہے اور ایک قوت اس سے  
روح ہوئی میں ملتی ہے اور جسم نورانی ہو جاتا ہے اور کوئی کھائے کھیتا  
ہوتا ہے اس کو دیا جاتا ہے ۔ منادی نے "روض النضر" میں روح کی اس  
جہت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

النفوس القدسية اذا تجردت عن الغلاظ  
البدنية عرجت وانصلت بالملأ الاعلى ولم يبق بها  
حجاب فترى لكل المشاهدة بنفسها او باخبار  
الملائكة وفيه سر يعلم عليه من قبس له ذكره  
القاص انتهى

یعنی نفوس قدسیہ جب بدنی تعلقات سے مجرود ہوتی ہیں تو  
عروج کرتے ہیں و فرشتوں کے ساتھ متصل ہوتے ہیں اور ان کیلئے  
حجاب باقی نہیں رہتا پس وہ تمام کو دیکھتے ہیں جیسا کہ اپنی ذات کا  
معائنہ کرنے والا یا ملائکہ کے فروغ دینے والے اور اس میں ایک بہتر ہے جس  
پر وہ شخص مطلع ہوتا ہے جس کیلئے میسر ہو اس کو قاضی نے ذکر کیا ہے  
نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں قاضی سے نقل کیا ہے  
اور امام ملا الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے شرح الصمد میں لکھا ہے  
کہ وقال الحکیم الترمذی ارواح تجول فی البرزخ  
فتبصر احوال الدنیا والملائکة تتحدث فی السماء

عن احوال الاممیین انتهى

حکیم ترمذی نے کہا کہ ارواح برزخ میں گردش کرتی ہیں۔ پس  
دنیا کا احوال دیکھتی ہیں اور ملائکہ آسمانوں میں آدمیوں کے بارے میں  
بات کرتے ہیں۔ اگرچہ روح کا علاقہ بدنہ سے تجریدی حیثیت سمجھ  
لینے کے بعد یہ بات بھی اس کے ساتھ واضح ہوگی کہ اہل اللہ سے فیوض  
و تصرف مستحیل الاممیین نیز اقوال احوال ائمہ و محققین اور صوفیہ  
و علماء پر پیش کر دیا جائے تو زیادہ النسب ہوگا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ  
میں فرماتے ہیں کہ

و اثبات گروہ انداں رامت شیخ صوفیہ قدس قدمہ ارہم  
و بعض فقہاء رحمہم اللہ دلیل محقق و مقرر است نزول کشف  
و کمال الیشتان تا آن کہ بسیاری فیوض و فتوح ازار و ارحام  
دایں طائفہ را در مہلک الیشتان را و ایسی خوانند مشایخ صوفیہ  
و بعض فقہاء رحمہم اللہ نے اس کا اثبات کیا ہے و اہل کشف و کمال کے  
نزویک ان سے یہ امر محقق ہے یہاں تک کہ ارواح سے فیوض و فتوح  
ہستوں کو پہنچا ہے اور اس گروہ کو اولیسا کہتے ہیں نیز اسی سبب  
اللمعات میں یکا ورجہ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ گفتم است قبر  
امام موسیٰ کاظمؒ تریاق و مجرب است مرا حاجت دعا را نیز امام شافعیؒ  
اللمعات میں ہے کہ حجت الاسلام امام محمد غزالیؒ گفتم است کہ

يجوز الاستمداد فكل واحد استمداده في  
حياته يستمدده بعد مماته .

یعنی امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ جن سے ان کی حیات میں مدد طلب  
کی جاتی رہی ہے ان سے بعد ممات بھی طلب کی جاسکتی ہے۔ حضرت شیخ  
فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ "تذکرۃ الاولیاء" میں طبقہ اولیسا  
کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ

قوی باشند الیشتان را و ایسیاں گویند الیشتان را بہر پیر حاجت  
نہ بود الیشتان را بتوت در جہ خود پرورش دہن بی واسطہ غیری چنان کہ



قلوبہ یلاہ الا ویاء فی البقطة فی قلوبہ ویجاد ثوبہ  
وان بعدت دیارہم واختلفت ملائمتہم  
نہیں بعید کہ جس کو آپ کی رستہ سے نوازا گیا۔ اس بات کی بھی تشریف  
بخش دی جائے کہ اس کے درمیان اور نبی کے درمیان سے حجاب دور  
فرادیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ اپنے قرآن میں ہوتے  
ہیں آپ کو ایسا کلام بیداری میں دیکھتے ہیں اور اسے کلام کرتے ہیں اگرچہ  
اگر کا دیار دور ہو اور ان کے مراتب مختلف ہوں اسی شرح میں حضرت  
قطب کبر شیعہ ابی الحسن ثنائی اور ابوالعباس مرسی رحمہما اللہ تعالیٰ  
کا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ۔

کل منہما حفظت عنہ روایۃ ابنی صلی  
اللہ علیہ وسلم یقطة بل قال ابو الحسن لو محبت  
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین ما عدوت  
نفسی مسلما اسی میں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ  
شبیخی وشیخ والدی الشمس محمد ابن الحائل یدری  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقطة کثیرا حتی یقع  
لہ اذہ یسأل فی الشی فیقول حتی عرف النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم ثم یدخل رأسہ فی حبیب قمیصہ  
ثم یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ کذا  
فیكون کما اخبرك لا یتخلف ذالک ابدا فاخذ من  
انکار ذالک السم۔

سرکار غوث پاک اگرچہ حضرت ابوسعید مبارکؓ المخرمی سے  
نسب تھے لیکن آپ کی تربیت حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے  
فرمائی چنانچہ صاحب "بہجت الاسرار" نے آپ کے اس قول کو نقل  
فرمایا ہے کہ۔

ما رتانی الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وليس  
لاحد علی منۃ بعد اللہ ورسولہ  
اسی طرح حضرت قطب یون کے والد بزرگوار حضرت ابوالحسن

اولیس را داری افتد عنہ اگرچہ نہ ظاہر خواجہ انبیاء را علیہ السلام نہ  
دیہا پرورش از ویافت یعنی ایک قوم ہیں کہ ان کو اولیاء کہتے  
ہیں اور ان کو پیر کی حاجت نہیں ہوتی ہے اور ان کو نبی خود اپنے گوہ میں  
بلا واسطہ کر کے (پیر) تربیت دیتے ہیں جیسا کہ ولیم قرنی قوی اللہ  
عنہ کو دیا اگرچہ انہوں نے ظاہر میں حضرت خواجہ علیہ السلام کو نہیں دیکھا  
لیکن حضور ہی سے پرورش پائی۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ  
اللہ علیہ اپنے مکتوبات کے پندرھویں مکتوب میں فرماتے ہیں کہ جماعتی  
ہستند کہ ایشان را اولیسیان گویند ایشان را بہ پر حاجت نہ بود  
ایشان را نبوت و ہجر خود پرورش و ہر بی واسطہ پیری۔ چنان کہ  
خواجہ اولیس قرنی را دوا اگر اویہ ظاہر خواجہ انبیاء را نہ دید۔ اما  
پرورش از وی یافت و این را درست و اقل اقل کہ چنان استعداد  
و قابلیت کمتر بود۔ اسی طرح رشتہات میں ہے کہ حضرت بایزید بسطامی  
رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے  
بعد ہوئی لیکن آپ کی تربیت حضرت امام نے ہی فرمائی۔ نیز حضرت  
بائی نعمات میں فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید کے وہ مال کے زمانہ دواز  
کے بعد ابوالحسن خرقانی پیدا ہوئے لیکن آپ کی تربیت حضرت بایزید  
بسطامی ہی نے فرمائی۔ خاتمۃ المجتہدین حافظ شہاب الدین بن حجر  
مکی رحمۃ اللہ علیہ شرح مہزیب میں منقذ غزالی سے نقل فرماتے ہیں کہ  
ان ادباب القلوب فی یقظتہم قد شہدوا  
الملائکۃ و ارواح الانبیاء ویسمعون منہم  
اصواتا ویقتبسون منہم  
یعنی بیشک ال دل اپنی بیداری کی حالت میں کبھی ملائکہ و ارواح  
انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کے بعض آوازوں کو سنتے ہیں اور  
ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اسی شرح میں آگے چل کر بعض اکابر  
کا قول نقل فرماتے ہیں کہ  
لا یبعد ان من انہم بدویتہ ان یکرمہ بالذلالۃ لہج  
بیتہ و بینہ فہو صلی اللہ علیہ وسلم مع کونہ فی

بغض و عناد کی تاریک نگاہوں سے دیکھنے والے نہ صرف محروم ہوتے ہیں بلکہ خود اپنی حقیقت تک سے غافل ہو کر رہ جاتے ہیں، جو ان کو تنہا ہی کے عینق غار میں دھکیل دیا کرتی ہے۔

اذا غاب الشيم عنه يتخيل صورته بين عينه  
يوصف المحبة فتقيد صورته ما تقيد صحبة.

یعنی جب کسی سے اس کے شیخ غائب ہو تو اس کو چاہئے کہ اذراہ محبت شیخ کی صورت کا تصور اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان کرے (یعنی وہ جگہ جو مجمع النور کہلاتی ہے) تو اس صورت سے وہ اسی طرح فائدہ حاصل کرے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فیروزپوری  
میں فراتے ہیں کہ بعض اصحاب و یار را کہ آئمہ جارحہ تکمیل داشتند  
بنی نوع خود گردانیدہ اند۔ بعد موت ہم تصرف و رد تبادادہ اند و  
اولیسیان تحصیل کمالات باطنی از آن ہامی نمایند و از باب حاجات  
حل مشکلات خود از آن ہامی طلبند و می یابند زبان حال آن ہا منترنم  
باین مقال است ۛ من آیم بہ جان گر تو آئی بہ تن  
اس مختصر گفتگو کے بعد بات و طرح ہوگی کہ ان نفوس قدسیہ سے  
علاقہ بنیہ متجدد کے بعد بھی استفادہ شروع ہے اس لئے کہ یہ فہم



صفات و ذات کا آئینہ مفاد رسول  
 حد شمار سے نرا دھیں معجزات رسول  
**حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے**  
 (از۔ محمد ابو بکر ملیباری زمرہ لکھنؤ)

کرتے رہیں گے ہم اپنے موضوع کے تحت چند معجزات کا جواب  
 کی ذات مقدس سے صادر ہوئے ہیں ذکر کریں گے غلامان مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت خدا اور رسول اور ایمان بالقرآن و بالرسول  
 کی بالیدگی کا سبب ہے۔

### حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا اچھا ہونا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ خیبر  
 کے موقع پر جب آپ ﷺ کو علم لینی جبنا و عطا فرمائے گئے تھے حضرت علی  
 کو طلب فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں آپ ﷺ فرمایا  
 کہ ان کو بلا کر لاؤ۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لے  
 ہوئے لائے۔ آپ ﷺ نے ان کے آنکھوں میں اپنے لعاب دہن ملکر  
 دعا فرمائی ان کی آنکھیں اسی وقت اچھی ہو گئیں و اسی معلوم ہوتا  
 تھیں کہ یہ دکھ ہی نہ رہی تھیں۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ  
 بیمار کا اچھا ہو جانا  
 اپنے بیمار ہونے کا واقعہ یوں  
 بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا تو چرے تمام بدن میں درد تھا  
 جس کی وجہ سے مجھے بڑی تکلیف تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کو میرے بیمار ہونے کی خبر ہوئی تو آپ میری عیادت کو تشریف

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 مقدس شہر تمام انبیاء کریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ  
 کے واقعات کا خلاصہ ان کی تعلیمات کا عطر اور ان کے مقدس حالات  
 مشاہدات کا آئینہ ہے آپ ایک عالمگیر اور ابدی مذہب کی سرچشمہ  
 ہوئے اس لئے آپ کے ایک ہی خطاب سے ساری کائنات کو مخاطب  
 فرمایا۔ خدائے قدوس نے آپ کی ذات قدسی صفات کو ان تمام  
 معجزات کا مجموعہ بنا دیا جو دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کو درود و  
 عطا فرمائے تھے آپ کے خلاق دعائیں معجزہ تھے آپ کی شریعت  
 مطہرہ معجزہ تھی معجزہ اس خارق عادت کو کہتے ہیں جو خدائے برتر کی  
 جانب سے حضرات انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و  
 رسالت کی تصدیق کیلئے جسے عقل بشر محال سمجھتی ہو، عطا کی جاتی  
 ہے جو مخالف کو عاجز کر دے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس  
 سے بنیاد معجزات صادر ہوئے ان معجزات میں سب سے بڑا معجزہ خارق  
 کائنات نے آپ کو تو ان عظیم عطا فرمایا جس کی مثال و کچھ بزرگست  
 سے بزرگست فصاحت و بقاء نہ پیش کر سکے حتیٰ کہ ایک آیت اس  
 کے مثل نہ بنا سکے و نہ رہتی دنیا تک اس کے مثل کوئی بشر لا سکتا  
 آپ کا یہ ایک ایسا معجزہ ہے جو قیامت تک باقی ہے گا جس کی  
 جزئیاتی کا ہر زمانے کے حکماء و ارباب اعتراف کرتے رہے ہیں اور

اپنے گھر جانے لگے تو آپ نے ان کو ایک لکڑی دی اور فرمایا کہ تمہارے  
لوہے لکڑی لیتے جاؤ یہ لکڑی ایسی روشن ہوگی کہ دس آدمی تمہارے  
آگے دس آدمی تمہارے پیچھے اس کی روشنی میں آرام سے چلے جائیں گے  
اور جب تم اپنے گھر پہنچو گے تو تمہارے گھر میں تمہیں ایک کالی چیز  
دکھائی دے گی اس کو تم مار گھر سے نکال دینا چنانچہ حضرت قتادہ  
جب اپنے گھر کی طرف چلے تو راستہ میں وہ لکڑی روشن ہوگئی وہ آرام  
سے اپنے گھر پہنچے واقعی وہ کالی چیز انہیں دکھائی دی انہوں نے اسے  
مار مار کر گھر سے نکال دیا وہ ایک بلا تھی۔

**ایک مغرور کا ہاتھ کاٹل ہو جانا** ایک شخص اٹھ  
ہاتھ سے کھانا کھا رہا  
تھا آپ نے اس سے فرمایا: سچا ہاتھ سے کھاؤ اس نے غرور سے  
کہا میں سید ہاتھ سے نہیں کھا سکتا آپ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا چنانچہ  
پھر اس کے ہاتھ کاٹل ہو گئے پھر وہ اس ہاتھ کو بھی نہ اٹھا سکا۔

### قبیلہ دوس کا مسلمان ہونا

ایک مرتبہ حضرت طفیل بن عمرو رضی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
دوس کے قبیلہ کے لوگوں نے سلام لانے سے انکار کر دیا آپ ان  
کے واسطے جو عافرائیں لیکن رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم  
نے یہ دعا فرمائی۔

(اللهم اهد دوسا و آتہم)

(ترجمہ) خدایا! قبیلہ دوس کو سلام قبول کرنے کی  
ہدایت فرما اور اس سے میرے پاس مسلمان بنائے بھیج۔

محمد ابو بکر بلبلاری دیوبند (زمرہ رابع)

متعلم دارالعلوم دیوبند

حضرت مکان قطب دیوبند

لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس دعا کو ساتھ مرتبہ پڑھ کر اپنے داہنے  
ہاتھ پر دم کر کے اپنے تمام بدن پر ہاتھ پاؤں پر پھیر لو میں نے ایسا ہی  
کیا خدائے قدوس نے اپنے رحمت سے میرا سارا درد دور فرما دیا اور میں  
بالکل اچھا ہو گیا اب میں اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور اپنے دوست  
واجاب کو یہ دعا بتا دیا اور دعائے برتر نے ان کو بھی شفا بخشا ہے  
اور وہ دعا یہ ہے :-

أَعُوذُ بِاللَّهِ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ  
مِنَ الشَّرِّ مَا أَجِدُ

**ایک درخت کا کوئی دنیا** آپ کسی سفر میں تھے ایک  
بد کو آتے ہوئے دیکھا

جب وہ آپ کے قریب پہنچا آپ نے اس سے پوچھا کہاں جا رہے ہو اس  
نے جواب دیا میں اپنے گھر جا رہا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں ایک بات  
نہی بتاؤں اس نے کہا دنیا کی بات کو نہی ہے آپ نے فرمایا میں  
اقتدار نبی و رسول ہوں تم مجھ پر ایمان لاؤ اس نے کہا اس کی کون  
گواہی دیتا ہے کہ آپ اللہ کے کچے رسول ہیں آپ نے یہ فرمایا کہ یہ  
ساتھ والا درخت یہ فرما کر آپ نے اس درخت کو اپنے پاس بلایا تو وہ  
دوڑتے ہوئے آگے آگے بھاگنے لگا آپ نے اس کو کھم پڑھنے کو فرمایا  
اس نے بلند آواز سے کھم پڑھنا شروع کیا پھر آپ نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ  
لوٹ جا وہ درخت لوٹ کر اپنی جگہ چلا گیا بدویہ معجزہ دیکھ کر فوراً  
مسلمان ہو گیا اور یہ کہتا ہوا اپنے گھر کی طرف چلا گیا کہ اگر میرے گھر  
کے سب لوگ مسلمان ہو گئے تو ان سب کو ایسا آپ کی بارگاہ میں حاضر  
ہو جاؤں گا اور اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو میں کیسا چلاؤں گا۔

حضرت ابو سعید خدری  
انصاریؓ کا بیان ہے کہ

ایک بار حضرت قتادہ بن نعمانؓ نے آپ کے ساتھ غشا کی نماز  
ادا کی اتفاق سے اس روز آسمان پر بار پھریا ہوا تھا جس کی  
وجہ سے کافی اندھیر تھا حضرت قتادہؓ جب آپ سے رخصت ہو کر



# الأخوة في الإسلام

أثر: محمد كلیم قمر (زمرہ ششم) مدرسہ لطیفیہ حضرت مکان قطب ویلور

الحمد لله الذي خلق الإنسان وعلمه البيان وجعل ذوى اللسان طبع الطيائلم ومناجم البديع واولم المسامع الى المطالم الصنائم والصلوات والسلام على صاحب السيف والقلم سيدنا محمد سلطان العز والعجم وعلى آله البراعة الظاهرة واصحابه البلاغة الزاهرة . اما بعد

ايها الخلان! الاخوة امر عظيم في الاسلام ينبغى للمسلمين والمؤمنين ان يكونوا اخوة ان لم تكن القرابة النسبية بينهم . ولا بد ان يكسو العلماء والجهلاء والافقياء والفقراء مستويين وبينهم . لانه لا شرف ولا فضل باعتبار الغنا والعلم الذي ليس معه عمل . قال الله تعالى انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخوتكم واتقوا الله لعلكم ترحمون (حکم ٢٦ سورة المجرات) . يعنى انما المؤمنون اخوة في الدين فاصلحوا بين اخويكم خص الاثنين بالذكور لانهما اقل من يقيم بينهما النزاع فاذا لزمتم مصالحة بين الاقل كانت بين الاكثر تداعى واتقوا الله في الاسلام لعلكم ترحمون على اتقواكم وفي هذا

الترجى اطاع من الكرم والرحيم وذكر في تفسير المدارك . هذا تقدير لما الذمه من تولى الاملام بين من وقعت بينهم المشاقة من المؤمنين وبيان ان الايمان قد عقد بين اهله من السبب تقرب والنسب اللاصق . ما ان لم يفصل الاخوة . لم ينقص عنها ثم قد جرت العادة على انه اذا نسب مثل ذلك بين الاخوين وكذا الذم السائد ان يتناهما في رفعة واناحتة بالصلح بينهما فالاخوة في الدين احق بذلك اخواتكم يعقوب والتقوا الله فالتقوا تحملكم على التواصل والاعتدال وكان عند فعلكم ذلك وصول رحمة الله اليكم مرجوا ولاية قد اعلى ان البغى لا يزيل اسم الايمان لانه سماهم مؤمنين مع وجود البغى (جلد ثالث)

يامعاشر الخلان! انظروا واعتبروا ما حال المسلمين في هذا الزمان المجادلة والمخاصمة والمناقضة والبخس والعناد جار به بين المسلمين بالمدادومة خصوصا الفرق الاسلامية الهندية والذين اعطاهم من الاموال واسباب العيش و

النوى ذكرنا ومثلاً عنهم ما يخالفونه فيه  
ويكون صبوراً على إذا هم غير باغض ولا يكون  
سبباً المحضو ويذب عن أخيه في حال غيبته عنه  
وليست العيوب على أخوانه أمكنه وإن مرض أحد  
منهم عادة فإن شغل عن ذلك شاغل مضى  
اليه فهناك بالعافية وإن مرض هو ولم يعده بعذر  
أخوانه اعتذروا عنه فإذا مرض لم يقابل به بذلك  
بل يعود ويصل من قطعه ويعطى من حرمة  
ويعفو عن ظلمه وإذا أساء أحدهم اليه  
اعتذروا عنه عند نفسه لقوله عليه السلام صل  
من قطعك وأعف عن ظلمك واحسن إلى من  
أساء إليك .

ويرجع بالملامة على نفسه لا يبرئ ملكه ممن  
عن غيره من الإخوان ولا يتحكم في ملكهم بغير  
إذنهم ولا ينسب الورع في جميع حرركاته و  
سكاته وإن النسب معه أحد من أخوانه في  
شيء من ماله وأجابه إلى ذلك مسرعاً ومستبشراً  
فرحاً مسروراً ومتقلداً مئة في ذلك مئة حيث  
جعله أهلاً بلباس طه معاً وأزال حاجته به  
ولا يستعير من أحد شيئاً إن أمكنه وإن استعير  
أحده شيئاً لا يستردّه . ما أمكنه كذا ما  
استعار منه إلا حاجته ولا يلق بالقوة استر  
دار المعارك كما لا يحسن في الشروع استرجاع الهدية  
والهبة فإن لم يقدر على ذلك . فليسرع على  
إعارتها ولا يمنعه من ذلك . ويذبح له إذا  
مسته محنته أو فاقه أن يستر على حاله عن أخوانه  
ما أمكنه لئلا تشتغل قلوبهم بسببه

والراحة لا ينظر من إلى الغيبة ولا يرحمون عليهم  
وهم جواريل أقرباء وإن كانوا في أشد صعوبة  
وكلفة . وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
لا يؤمن بالله لا يؤمن بالله لا يؤمن بالله قيل  
من يا رسول الله قال الذي لا يؤمن بالله لا يؤمن بالله  
متفق عليه . وإيضاً قال المؤمن للمؤمن كالبنيان  
يشد بعضه بعضاً ثم مثبته بدين إمامه . مشكوة  
وورد عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال للمسلم  
أخوة المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان  
في حاجة أخيه كان الله في حاجته ومن فرج عن مسلم  
كسرة فرج الله عنه الكربة من كسرات يوم القيامة  
مئة (شقق ملياً) يعني كل مسلم أخوة فيما بينهم لا  
يظلم أحد على غيره ولا يحرمه بنصوة في النهاية  
بقال أسلم فكان فكلاً إذا التقاه إلى التهلكة ولم  
يحمه من عدوه وهو عام في كل من أسلمه إلى  
شيء لكن دخله التخصيص وغلب عليه فيما إذا  
التقاء في التهلكة ومن أيمان رجلاً في حاجة و  
من أخلص أخاه من الشدائد بعد الله عنه  
لا حزان والهموم في يوم القيمة فيكون فاضلاً  
للإمام وأجابه عن لا أم يوم كالأخوة ولا يكون  
نادماً ومحزوناً في ذلك اليوم . وينبغي للمسلم  
أن يحسن العشرة مع أخوانه فيكون منسبطاً  
غير عبوس . ولا يخالف في أمرهم ومعاملتهم  
بشرط أن لا يكون فيه مخالفة للشريعة ومجاورة  
للحد وأركانها للمعصية بل يكون معاً اجازة  
الشريعة وأذن فيه الحرب ولا يكون مهادناً ولا لجو  
جاء ويكون أبداً ناصراً إلا لأخوانه على الشرط



فیتکلفون له کذا لک ان مسه هم و اصابه غم لا ینظرون لک لاخوانه ولا یشوش علیهم  
ما هم فیه من الفقر والسدر والراحة ولذت العیش وان رای اخوانه منذر ولا بهم  
غم ولا هم. وقد اظهروا فرحا وسرورا ساعدتهم فی انظارهم من اظهار النشاط ولا بتشار ویکتم  
عنهم ما هم فیه من الستیحاش والحزن والهم ولا یقابلهم بما یکدهون ولا یختلف عنهم  
فی شیء من ذلک وینبغی له فی آداب حسن العشرة اذا استوحش من شیء ان ینتکلم فی حسن  
الخلق لحديث عن عائشة رضی الله تعالی عنها قالت سمعت رسول الله یقول ان المؤمن لیدرك  
بحسن خلقه درجة قائم الليل وصائم النهار (ابو داود)

ویدرقليله ایه لنزول وحشته وینبغی له ان یعاشر کل احد من حدیث هو لا یكلف  
مجاورة حدیة وقابعة هو فیها علیه ذلک لا لسان ما لم یکن فیه خرقا للشرع قال النبی صلی الله  
علیه وسلم امرنا معاشر الا نبیاء ان نتحدث الناس علی قدر عقولهم وینبغی له ان یعاشر  
من دونه بالشفقة علیه ومن فوقه بالاحکال ومن هو مثله بالافضال ولا یثار ولا یحس  
كما قال الشیخ مصلم الدین المعروف سعدی شیرازی رحمة الله علیه.

کہ در آفرینش ز یکت جوهر اند  
دگر عضوها را نم اند قرار

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند  
چو عضوے بہ درد آور روزگار

والشکرم علیہا

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت مکان . ویلور

# الکرامۃ العزیزۃ

## از: سید محمد نواز احمد نور گل بکلام (زمرہ سادہ)

معنی مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کیلئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قرابت والے ترکہ مخور ہو یا بہت حصہ ہے اندازہ بانہ ہوا۔ دوسری جگہ قرآن کریم ناطق ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ أُنْصَبُ مِمَّا تَرَكَتُمُ إِنْ لَمْ يَكُن لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الْفَتْحُ مِمَّا تَرَكَتُمُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِ تَوْصُونَ بَعْضًا وَبَعْضًا

اور تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا حصہ اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد ہو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چھوٹا حصہ ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کے گھرانے کے ترکہ میں سے آٹھوں جو وصیت تم کو کرے اور وہ دین نکال کر اور ایک قرآن مجید نے صاف اعلان کیا ہے کہ

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلرَّجُلِ مِمَّا تَرَكَ الْوَلَدُ وَالْأُنْثَىٰ نِصْفًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِلَىٰ وَالِدَيْهِمَا نِصْفُ مِمَّا تَرَكَتُمُ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الْفَتْحُ مِمَّا تَرَكَتُمُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِ تَوْصُونَ بَعْضًا وَبَعْضًا

اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جسے صحیح طریقہ سے نوع انسانی پر اس کی حقیقت کو واضح کیا اور انسانی حقوق کو جو ایک دوسرے پر ہیں بیان کیا۔ اس طرح معاشرے کے اندر صنف نازک پر کئے جانے والے ظلم سے نجات دلانے والا اس مظلوم کی داورسی کرنے والا صرف اسلام ہی ہے جس نے عورت کو مرد کے مقابل لاکھڑا کیا اور بتایا کہ وہ ذکرِ مثل حفظِ کائناتین، اسلام سے پہلے کی تاریخ اٹھا کر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کے اندر ستم نرین تو وہی اس کو اس مکہ نگاہوں سے دیکھا جو اس کے مساوی دیکھا کسی تاریخ دان کی نگاہوں سے یہ چیز پوشیدہ نہیں جو اسلام کے سوا دیگر مصائب میں ہونے والی بدسلوکیوں سے واقف نہ ہو۔ حتیٰ کہ بعض نے تحقیق کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ روح ہی نہیں ہے اس کی ایک معطل حیثیت قرار دیدی۔ جب آفتابِ سلام طلوع ہے اور باقی اسلام احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمینِ عرب پر اعلانِ حق فرمایا تو سب سے پہلے آپ ہی کی وہ آواز ہے جس نے اس صنفِ نازک کے ذہن کو بلند کیا اور اس کے صحیح نظام کو اظہار فرمایا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ تو اس پر من فضیلت یہ پابندی کی نرم دنازک شیشیاں ہیں اسے غروں کی تیز نگاہی سے محفوظ رکھو کہ ٹوٹنے نہ پائے۔ قرآن مجید نے ان کے مساویانہ حقوق کو وضع طور پر بیان کر دیا کہ





# رَبُّ الْعَالَمِينَ

از: محمد شبیر اکرمی (زمرہ سادہ) مستلم دارالعلوم لطیفیہ مکان حضرت وطیب پور

کل مخلوق کا رازق ہے اس کی رزاقیت میں دوست و دشمن کا کوئی فرق نہیں امتیاز نہیں۔ چنانچہ میں بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حکایت ہے کہ آپ کا روزمرہ معمول تھا کہ بغیر کسی مہمان کو ساتھ لئے کھانا تناول میں فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق پڑا کہ ایک ہفتہ تک کوئی مہمان آپ کے یہاں نہیں آیا آپ ہر روز اپنے اطراف و اکناف میں تلاش فرماتے چنانچہ ایک ہفتہ تک آپ نے کھانا نہیں کھایا۔ ایک ہفتہ کے بعد ایک بوڑھا بچھڑا و کمزور تھا اور بوڑھا ہے کی وجہ سے جس کے جسم کے تمام بال سفید ہو گئے تھے پیار کی داون میں مل گیا۔ آپ کی آواز سے بہت مستر ہوئے مادر اس کو عزت سے بٹھایا۔ جب کھانے کے وقت لوگوں نے بسم اللہ کہا تو اس بوڑھے کے منہ سے کوئی لفظ سننے میں نہیں آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے بہت تعجب ہوئے اور اس سے پوچھنے لگے کہ اے شخص کیا بات ہے کہ میں تجھ میں اگلے لوگوں کے مانند ایمان اور سچائی نہیں دیکھتا ہوں کیا یہ بات ضروری نہیں کہ کھانے کے وقت اس کا نام لیا جائے جس کے سبب ہم کو رزق بہم پہنچا ہے۔ پھر اس بوڑھے نے کہا کہ میں مہمانے دین اور طاعت پر نہیں ہوں میں ایک آتش پرست ہوں۔ تمہارے دین کی بڑائی میں چکا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جان لیا کہ وہ کافر ہے۔ اسی وقت اس کو بھگا دیا۔ اسی وقت بارگاہ ایزدوں سے ندا آئی کہ ابراہیم جس کو سو سال سے موزوں دیکر پڑش کرتا رہا اور ان

جس طرح اللہ تعالیٰ اس وسیع و عریض کائنات کا خالق و مانع ہے اسی طرح وہ رب کل شئی بھی ہے۔ کائنات کے اند کوئی شے ایسی نہیں جو اس کی محبوب نہیں۔ وہاں داحۃ فی الجحیم اللہ تعالیٰ در فقہا۔ عالم کے اندر جب اس کی صفت بعبودیت پر غور کرتے ہیں تو نقل مہوت ہو جاتی ہے کہ کس طرح ہر شے کی وہ تربیت فرماتا ہے۔

ربک لغوی معنی پالنے والے ہیں جیہ کہ سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت میں ہے الحمد للہ رب العالمین اور ایک جگہ ہے اللہ خد بلائ فی دنیا و لیلا۔ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب کر کے کہتا ہے کیا تم نے ٹکوپین میں نہیں پالا اور نفاسیر معتبرہ میں اس کے متغیر معنی آئے ہیں لیکن محققین نے حقیقی الخلق کے معنی کو اختیار فرمایا ہے یعنی مخلوق کا تربیت و تہذیب اور ایک جگہ رب کے معنی مالک کے بھی آئے ہیں۔ اس کا علم و قدرت تمام کائنات کو محیط ہے، کوئی شے اس سے خارج نہیں۔ قل لا الہ الا اللہ الملک المملک توئی الملک من تشاء وتذل من تشاء الملک مذل تشاء وتذل من تشاء وتذل من تشاء بیدلک الخیر والک علی اکمل شئی قدیر

اور مالک کے نیز چار معانی آتے ہیں، حیات دینا، موت دینا، روزی پہنچانا، کارساز ہونا، اچھا اور اچھا مت یہ دونوں صفتیں ایسی ہیں کہ جس دنیا کا کوئی فرد بشر متعفف نہیں ہو سکتا۔ روزی رسان یعنی



کے ساتھ دو قسم پر مشتمل ہے ایک یہ حیثیت ایجاد عالم کہ تمام عالم کتم عدم سے عرصہ وجود میں لایا، دوسرے یہ حسب بقا کہ عالم کو وجود میں لانے کے بعد ایک معین مدت تک فنا سے بچاتا ہے یعنی

ربوبیت الہی یہ تمام عالم نامتناہی کی طرف مضاف ہے۔  
ربوبیت الہی براعتبار علوم ایک یا دو شخص نسبت ہوتی ہے  
جیسے باغبان کی ربوبیت ایک باغ یا دو باغ کے ساتھ بھی ایک یا زیادہ کی جانب جیسے ربوبیت آفتاب جو کہ عالم حرارت اور

یہوست میں ہواور ربوبیت ماہتاب جو کہ عالم حرارت اور رطوبت میں ہے۔ ربوبیت روحانیات جن کو اشراقی ارباب الطلمسم کہتے ہیں۔  
ادہ فاسفہ رواج دلفوں در اہل دعوات موکل کہتے ہیں لیکن یہ

مسائر ربوبیات ایک ہی عالم میں ہیں اور مطلق ربوبیت جو کہ تمام انواع اشخاص کو علم و اشمل ہے۔ ذات الہی میں منحصر ہے۔ پس حقیقت میں رب العالمین وہی ہے جو ہر مخلوق کی تربیت فرماتا ہے۔ وہ بتدریج خود کمال کو پہنچاتا ہے مثلاً جو بکے ساتھ تربیت الہی یہ ہے کہ جب

دانہ زمین میں پڑتا ہے تو زمین کی تری کی وجہ سے پھٹ کر دو شق میں منقسم ہوتا ہے۔ شق علی میں مشاخص پھوٹی ہیں شاخوں میں کلیاں لگتی ہیں کیلیوں میں پھل لگتے ہیں اور پھلوں میں بے جھلکے شیر اور روغن نکلتا ہے اور شق اسفل میں ریشے لگتے ہیں پٹھے جڑیں بن کر سقظ زمین میں دھنستی ہیں۔ جب اس طور پر روخت وجود

میں آتا ہے تو تربیت بقائے الہی اس کے ساتھ متعلق ہو جاتی ہے اب ان جڑوں کو قدرت کے جاذبیت عنایت ہوتی ہے۔ جو خاک اجڑا کو کھینچتی ہے اس سے قوت نمونید ہوتی ہے تاکہ آب باراں یا چشمے کی مدد سے سرسبز و شاداب رہے۔ اسی طرح انسان کیساتھ بھی جو اشرف المخلوقات ہے۔ خدائے تعالیٰ کی وکیل تربیتی متعلق ہو جاتی ہیں۔ تربیت ایجادی اس طور پر ہے کہ جب نطفہ رحم میں قرار

پاتا ہے تو بتدریج نطفہ سے علقہ اس سے مضغہ اس سے ہڈی پھر تمام عظام تربیت پاتے ہیں اس کے بعد فرائض و کوری یا نونی جنم پچتا ہے

تمام عمر سری ما فرانی میں گذارا اس سے تجھ کو ایک ہی لحظہ ہو میں نفرت آگئی۔ اگر وہ آگ پو جتا ہے تو پو جنے دو لیکن آپ اس سے سخاوت کا ہاتھ مت اٹھاؤ۔

اس واقعہ سے ہی پتہ چلتا ہے کہ خدائے رب العزت ایسا رازق ہے کہ دوست دشمن پر اس کا انعام عام ہے چنانچہ سعری علیہ رحمہ بستان میں فرماتے ہیں

کہ اویم زمین سفر عام دوست

چہ دشمن برین خوان لچا چہ دوست

اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

ولیسکن خداوند بالا و لیست

بہ عصیاں در رزق برکس نہ لیست

اس ریف کو اسمائے حسنی میں داخل کرو یا جائے تو اس کے معنی دینی دینے والا کے آتے ہیں۔ آئیے! اب عالمین کی تحقیق کر لے

ہیں۔ عالمین عالم کی جمع ہے اس کے لغوی معنی ماسواقتہ کے ہیں

یعنی دنیا میں خدائے رب کے علاوہ جتنی بھی چیزیں ہیں ان کو عالم کہتے

ہیں اور عالم علم یا علامت سے مشتق ہے اس کے معنی نشانی کے ہیں۔

جذ کہ دنیا ہی کی چیزوں کو دیکھ کر احقر کا علم ہوتا ہے اور محققین نے

ان بات پر اتفاق کیا ہے کہ عالم ایک چیز ہے جس کو دفتر خدا کہتے

ہیں اس کی تخلیق سے دو عالم وجود میں آئے۔ ایک عالم ادر او دوسرا

عالم خلق جیسا کہ قرآن کریم ناظر ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَ أَيْدِيهِمْ وَلَا يُحِيطُ بِشَيْءٍ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

المخالفین

بقول اس سبب کہ کل عالم اعداد ہزار ہیں لیکن عوالم کا علم سوائے خالق کائنات کے کسی کو نہیں ہے۔ چل کلام تحقیق سے

معلوم ہوا کہ رب العالمین کے معنی جہاں کا پالنے والا۔ آسب

خلفہ فرماتے ہیں کہ خدائے جل شانہ کی تربیت عالم کے ساتھ کسی طرح

مستفہم ہے۔ تفا سیر معتبر وہیں لکھا ہے کہ تربیت الہی تمام مخلوق

# گلشنِ دہلی کا رکھن

از: 

کامیاب انسان حقیقت میں وہی ہے جس نے اپنی زندگی کو قوم و ملت کی صلاح و بہبود کیلئے وقف کر دیا اور وہ یہ سمجھتا اور یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کبھی بڑی نعمت زندگی کا صحیح مصرف یہی ہو سکتا ہے کہ اس کے دین اور اس کی مخلوق کی خدمت میں صرف ہو کیونکہ زندگی کا یہی وہ واحد مصرف ہے جو انسان کو حیات جاوید عطا کرتا ہے اور انسان اہل عالم کی نگاہوں سے اوجھل ہو جانے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔ جناب عبداللطیف صاحب مرحوم کی شخصیت بھی ایسی ہی ہے جنہوں نے زندگی جیسے قیمتی سرمایہ کا صحیح مصرف سمجھنے کی کوشش کی اور اس کو صرف کرتے رہے۔ قدرت نے مرحوم کو خالص نظر رحمت سے نوازا تھا جس کے نگاہ نے ہر ایک کا منظور نظر بنایا تھا جو اپنے تبار و قرابت سے اپنے حلقہ کریمانہ و حسن تدبیر سے ہر قوم بننے جس کا پس منظر آج بھی ان کی حیات جاودان کی غمازی کر رہا ہے۔ جو صوفیاء، شیعہ، اہل علم و ہنر، چار شنبہ مطابق ۱۹۲۳ء کو آمون میں پیدا ہوئے اور توفیق و کریم والدین کے زیر سایہ تعلیم و تربیت ہوتی رہی۔ منظر العلوم ہائی سکول سے ہائی سکول کا امتحان پاس فرما کر مدرس میں پڑھنے کی تجارت میں مشغول ہو گئے لیکن اس طرح بنیو جیسے کوئی اور انسان کسی ایک ہی شے میں مشغول ہو کر قوم و ملت سے بے خبر ہو جاتا ہے بلکہ اس بلندی و بلند پروازی انسان کی دنیا ہی اور حقیقی اپنے کاروبار میں غور و خیر دینے کے ساتھ ساتھ اس مرد مجاہد نے تعمیر قوم و ملت میں زیادہ سے زیادہ اپنے قیمتی وقول کو صرف فرمایا۔ والد کے سایہ عاطفت سے محروم ہونے کے بعد اپنے جب گھر کا نظام اپنے ہاتھوں میں لیا۔ تو سب سے پہلے اپنے چھوٹے بھائیوں کو اعلیٰ تعلیم

اس کے بعد ان اعضاء پر گوشت و پوست چڑھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد روح بچھوٹی جاتی ہے۔ اس کے بعد جو اس عطا ہوتے ہیں۔ اس کے بعد پھر پیدا ہوتا ہے۔ اس تربیت الہی میں جمادات و نباتات کو مرکز و حل نہیں البتہ حیوانات ضرورتاً شریک ہیں اور انسان اور حیوان کے درمیان صرف فرق دو چیز کا ہے۔ ایک روح انسانی جو کہ عالم ملامت سے مستفاد ہے اور نہ عالم عناصر سے منکون ہے اور روح بادشاہ جسد ہے جو تربیت الہی سے تدریج ترقی میں آتی ہے اور اس کے موافق مرتبہ پاتی ہے اور دوسری چیز عقل ہے جو روح کیلئے وزیر کا دسمہ کھتی ہے۔ اس کی اچھی رائے کی وجہ سے بدن کی مملکت کا فیروشاہ ہوتا ہے اگر اس کا اشارہ نہ ہوتا تو فحشا و انسانی کا سلسلہ انتظام عبوریت کی دوری میں منہمک رہتا ہے۔ اس عقل ہی کی وجہ سے کہ حضرت خلیلؑ نے بارگاہ ایزدی میں اپنی وجہت در جہی للذی فطر السموات و الارض فرمایا ابن خطابؓ رابی قلبی رجب کا وعدہ آیا۔ ابن ابی طالبؓ کو کشف العطاء ما ازودت یقیناً کا کلمہ فرمایا فضل اللہ یوفیہ من یشاء اور سعادت ابدی تربیت بقائی بھلائی ہے اور اس کا دار و مدار اعتقاد صحیح نیک خلق اور عمل صالح پر ہوتا ہے ان سب وسیلوں سے خدا کا رب العالمین ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح ہزاروں بیلیں خدا کے رب العالمین ہونے پر قائم ہیں اگر کوئی ان تمام کو کھنچا جائے تو نہیں کھنچ سکے گا۔ جیسا کہ قرآن کریم ناظر ہے۔

قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی  
لنفد البحر قبل ان تنفذ کلمات ربی  
ولو جئنا بمثله مدداً

برگ درختان بہر در زلزلے ہوئے ستیار  
ہر ورقے دفتر لیت معرفت کردگار



دلانے کی کوشش کی اور بدیا پھر اپنے حسن تدبیر و حسن خلق سے ان بھائیوں کو اچھے و بہتر ازدواجی رشتے میں منسلک فرما کر ان کیلئے بہترین زندگی کی راہیں کھولیں۔ نہایت ہی وسیع و بڑے پائے پر سیرت قوم کی کسی بھی معمولی تکلیف سے بے تاب ہو جانے والا انسان جس کی رگ و پے میں قوم و ملت کا دروہلہ نہ تھا۔ آج تک کسی سے اس انداز میں نہ ملا اور نہ ایسا سلوک کیا جو اس کے لئے کسی شکایت کی گنجائش ہو۔ منظر العلوم ہائی اسکول آملہ کے سکریٹری رہنے کے زمانہ میں آپ اسکول کو بہت ہی زیادہ آگے بڑھانے کے کوشاں رہے۔ اسکول کی ایک عمارت میں نمایاں طور پر حصہ لیکر اس کی تکمیل اپنے ہی سکریٹری کے زمانہ میں کی اور بلند ترین استعداد طلباء نکالنے کی سعی بلیغ فرماتے رہے اور کام یاب رہے جو کوئی فراموش صاحب ضرورت آپ کے پاس آیا تو اس کے کام انجام دیا جس طرح آپ کے والد مرحوم کے عہد سلام تھا۔ ہندوگان حضرت مکان کی خدمت کرتے رہے اور ان کے نام پر راجینا باعث فخر سمجھے رہے۔ یہی وہ عقیدت تھی جس کی بنا پر قدرت نے ان کو مقبولیت عامہ عطا فرمائی تھی کہ ایک مزدور طبقہ سے لیکر ہندوؤں کی نگاہوں میں منظور و محبوب رہے لیکن مشیت کو یہ منظور نہ تھا کہ یہ گھر نایاب زیادہ عرصہ تک اہل عالم کے سامنے رہے۔ ہذا قدرت نے دو شنبہ ۲۰ مئی ۱۹۶۳ء مطابق ۵ ہادی الحجۃ المحرام ۱۳۸۴ھ کے دن اہل عالم سے واپس لے لیا۔ مرحوم کی مقبولیت کا اندازہ اسی سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ جو وقت مدراں میں آپ کا وصال ہوا ہے نو سبنگڑوں کی تعداد میں لوگ آپ کو دیکھنے کو آگے آئے، جن نے جہاں سنا وہیں سے چل پڑا، جب آپ جنازہ آمبور کو لایا گیا تو کمشیر تعداد میں لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی، تقریباً گویا دیکھنے و شریک ہونے والوں کی آنکھوں میں آنسو تھے، کوئی نفس البسانہ تھا۔ جو اس غم میں مبتلا نہ ہو۔ حقیقت جو بھی ہو لیکن اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ ان نام کے لوگ یا تو بہت ہی کم عمر یا تھے ہیں یا پھر بہت زیادہ عمر یا تھے ہیں اور اس نام کی برکت کا یہ اثر اثر رہا ہے کہ اکثر نسل سے صاحب کمال بنایا ہے۔

مرحوم کی شادی مولانا شاہ محمد قاسم صاحب قادری کی نویں بنت مظہر علی صاحب سے ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۳ء مطابق ۷ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ روز یکشنبہ ہوئی، ان سے چند بچے ہیں جو زیر تعلیم ہیں۔

ہم سب و سرت بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدرے میں اس مرد مجاہد کو اپنی جوار رحمت میں بندترین جگہ عطا فرمائے۔ بچوں کو دین و دنیا کی لازوال دولت و نعمت سے سرفراز فرمائے

آمین! بحاجہ سید المرسلین

ازادہ اللطیف دایہ العلوم بطیفہ مکان حضرت قطب یلور (مدراں)

## از: مولوی محمد ضیاء الدین صاحب مینبوی (نذرہ سابعہ)

دوسرے گھمپر نہیں سکتا۔ یہ خود اپنے ہاتھ کی کائی ہے جس کے بارے میں رشتا و باری ہے۔

ان الله لا يغير وما بقوم حتى يغيروا  
ما بانفسهم

بمشیک۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت کبھی نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدل دے۔ اسی لئے اسلام ہر حالت میں خدا کے یا کوئی یقین نہ لے اور ہر حال میں خدا زور مٹتی سے بچنے کا حکم فرماتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جس قوم کو خدا نے اپنے ناز و نعمت میں پالا وہ قوم اس کے نعمتوں کا شکر یہ ادا کرنے کے بجائے اسی کی نعمتوں میں دُوب کر اسی کو بھلا دیا۔ وہ اس طرح دنیا سے نیست و نابود ہو گئی کہ آج ان کے میمے آثار تک نہیں۔ یہ قانون کسی ایک قوم یا ایک فرد یا صریح فاضل نہیں بلکہ یہ قانون ہر زمانے میں جاری ہے اور جاری رہے گا۔ مسلمانوں کے اسباب زوال میں سے جس سبب کو سب سے زیادہ اہمیت ہے وہ مسلمانوں کا باہمی اختلاف اور پھوٹ ہے۔ اسی قسم کا اختلاف اسلام سے پہلے عربوں میں تھا۔ سب سے پہلے اسلام نے ان کو متحد کر کے جو طاقت آپس کی فائر جنگیوں میں صرف ہو رہی تھی، اس کا رخ دوسری جانب موڑ دیا۔ چنانچہ خدا نے تعالیٰ نے اہل عرب سے خطاب کرتے ہوئے جہاں اپنے بندوں پر ربانی احسانات کا تذکرہ فرمایا۔ وہاں خصوصیت کے ساتھ یہ جگہ بھی بتایا ہے۔

واذکرو النعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء  
فآلف بین قلوبکم فاصحتم بنعمتہ اخوانا

(ترجمہ) اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان جب کہ تم آپس میں دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں باہمی محبت پیدا کر دی تو اس طرح تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

وَذَكَرُوا النِّعْمَةَ  
الَّتِي كُنْتُمْ اَعْدَاءُ  
فَاَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ  
فَاَصْحَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ  
اِخْوَانًا

کسی قوم کے عروج و زوال اور اقبال و سستی کا کوئی ایک سبب نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے بہت سے اسباب ہونے میں جب کوئی قوم ترقی کرتی ہے تو اس کے مختلف اسباب

بھی جمع ہو جاتے ہیں۔ وہ قوم خود بخود آگے بڑھ کر اقتدار حاصل کر لیتی ہے۔ جب اسی طرح اس کے منزل کا دور آتا ہے تو اس میں خدائی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ وہ خرابیاں اس قوم کے پورے شعبہ ہائے زندگی پر عادی ہو جاتی ہیں اور وہ قوم تباہی کے عمیق غار میں جا گرتی ہے۔ یہی حال قوم مسلم کا رہا کہ وہ میرٹ انگریز طریقے سے دیکھتے دیکھتے پورے عالم پر چھائی اور جس نے اپنے حسن کرداری کو اہل عالم سے منوالیا۔ جب اس زوال کا زمانہ آیا۔ اس قوم کے بازو نکل ہو گئے اور دماغ خنجر ہو گیا۔

دوسری قومیں اس قوم کے زوال سے حیران ہیں کہ جو قوم اس قدر غیر معمولی اقتدار کی مالک تھی آج کس قدر اپنے مرتبہ سے گر گئی ہے۔ یہ سب کیوں ہوا اس کی وجہ سے کیا تھی؟ وجہ صرف یہی ہے کہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں و بخششوں میں بھنس کر خدا کو بھلا دیا یہ ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا قومی ہلاکت و تباہی کے سوا،





قدرت میں کسی کے لئے رعایت نہیں۔ سب کے لئے یکساں قانون ہے  
 مسلمانو! ذرا غور فرمائیے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو  
 کتنی شان و شوکت دی تھی۔ قیصر و کسری کے تاج و تخت  
 ان کے ٹھوکروں میں تھے مگر آج مسلمانوں نے اس شان و عظمت  
 میں لغت کے دینے والے کو بھلا دیا۔ جس نے نعمتوں سے نوازا تھا  
 اسی کے آستانے کو چھوڑا۔ اس کے آستانے پر جبہ سائی کر  
 کی بجائے مغربی آستانہ پر پیشانی ٹیکنے سے سرفرازی کا خیال  
 بازیچہ اطفال سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔ صرف دعویٰ  
 اسلام سے عزت اور سرزندگی نہیں مل سکتی۔ یہ اس کا خیال خام ہے  
 نجات اسی میں ہے اللہ کے بتائے ہوئے اصول کو اپنالے اگر کوئی  
 احکام خداوندی کو اپنالے تو پھر کوئی مشکل اس کے لئے مشکل نہ ہوگی  
 کوئی طاقت اس کو سرنگول نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں کا یہ اند  
 ہنگام انجام لائق تعجب نہیں ہے بلکہ یہ سب کیوں ہو ہے اسکی  
 وجہ صرف وہی ہے احکام خداوندی کو سرے سے بھلا دیا اور دوس  
 اخوت کو دل سے ختم کر دیا جس کا انجام اسکی نگاہوں کے سامنے  
 ہے۔ ارشاد باری ہے ۵

اطيعوا الله واطيعوا  
 فتنفسلوا واذبحوا  
 فتنفسلوا واذبحوا

(ترجمہ) اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور غمنازی  
 عزت ختم ہو جائے گی۔ اس آیت سے صاف صاف معلوم ہوتا  
 ہے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعد  
 مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ آپس میں جھگڑا نہ کریں اور بغیہ  
 متحزبیں اسی طرح دوسری جگہ ارشاد باری ہے :-

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا  
 تفرقوا۔

اقتربا کے تعالیٰ کے اس احسان کا نتیجہ ہے کہ عرب کے  
 تہذیب و تہذیب تہذیب سے بالکل ناواقف تھے۔ روم اور فارس جیسی  
 طاقتور قوموں کو زیر کر دیا اور ان کو درس تہذیب و تمدن دیا  
 لیکن آج وہ دبیرہ و شوکت گویا ف نہ بن کر رہ گئی۔ اس قوم مسلم  
 کے متعلق حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ یاد آیا کہ روم کا خوب  
 صورت شہر قرص جب فتح ہوا صحابہ اکرام کی ایمانی قوت کو روم  
 کی منظم فوجیں شکست نہ دے سکیں و رومیوں کی شان و  
 شوکت کی ساری داستانیں ایک لمحہ بن کر رہ گئی۔ رومیوں میں ایک  
 کھلم مچا ہوا تھا اور مسلمانوں میں خوشی کہ شہنشاہان کی ہی نہیں  
 مسلمانوں کی اس غلبہ پر کامیابی کے موقع پر حضرت ابوذر رضی  
 اللہ عنہ بیٹھے رو رہے تھے۔ حالانکہ یہ موقع کوئی روزے کا نہیں تھا  
 بلکہ خوشی کا وقت تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس آکر  
 فرمایا۔ آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت دی ہے۔ آج کا دن مسلمانوں  
 کی شان و شوکت کے اظہار کے لئے کا موقع ہے۔ ایسے وقت میں آپ  
 رو رہے ہیں؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ افسوس تم ایسا سو  
 کر رہے ہو جب مخلوق اپنے پیادے کمرے والے کی نافرمانی کرتی ہے اور  
 اس کی طاعت چھوڑ دیتی ہے تو وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک  
 ذلیل ہو جاتی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ رومی قوم کتنی با عظمت قوم تھی۔ ان کے  
 پاس غلبہ تھا، دولت تھی ان کے پاس ملک تھا اور دنیا کے ناز و  
 نعمت سے محروم۔ جہاں لوگوں نے خدا کی نافرمانی کی تو ان کا یہ  
 حشر ہوا ہے جس کو تم آج دیکھ رہے ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ  
 عنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے भर رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کسی آئندہ  
 زمانے میں ملت اسلامیہ کا حال بھی ایسا ہی رومیوں جیسا نہ ہو  
 جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دوسری قوم ان پر قابض ہو جائے گی۔ قانون

عربی دجھی کو اس طرح باہم متحد کر دیتا تھا کہ کوئی چیز اس کو توڑ نہیں  
سکتی تھی۔ یہ کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ آج مسلمانوں  
کو ان تلخ تجربات اور دردور کی شکوہ کریں کھانے کے باوجود اب بھی  
اتحاد سے کوسوں دھڑ ہیں۔

آج بھی قوم مسلم غرق قوموں کی ترقیوں سے عبرت حاصل کر لے

فاعدوا یا اذی الہاد جہاد

فدائے آج ملک اس قوم کی حالت میں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سٹرگانہ ہی سے کسی نے سوال کیا کہ عیسائی مشن فریق کے اندر اتنی کثیر

رقم صرف کر رہا ہے اس کے باوجود عیسائی مذہب ایک محدود دائرے ہی میں

ہے اسلام بالکل خراج نہیں کرتا پھر بھی بہت تیزی سے پھیلنا جا رہا ہے اس کی

وجہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ اسلام کے پیچھے بڑی خولی جو غرق قوموں میں غنہ

مفقود ہے وہ یہ ہے کہ ایک انسان اسلام لانے کے بعد ان کی برادری میں

آجائے اور برابر کا حق دار ہو جاتا ہے

ایک ہی نصف میں کھڑے ہو گئے محمد و آواز

نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

ان کا طریقہ ہے لیکن عیسائیت میں ایک انسان عیسائی ہونے

کے باوجود کالے، گوتے کا امتیاز ختم ہو سکا۔ قوم مسلم کی نجات اور

جلد ترقیوں کا راز صرف قرآن مجید و حدیث رسول مقبول سرکارِ دو جہاں

مژر کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنانے ہی میں مضمر ہے۔

(ترجمہ) سبب ملکر اللہ تعالیٰ کی رشتی کو مضبوط پکڑ لو اور آپس میں

پر گندہ نہ ہو جاؤ۔ غرض مسلمانوں کی قوت اور شان و شوکت کا سب

بڑا سبب ان کا اتحاد تھا۔ وہ حقیقت وہ ایسی گڑاں یا یہ پوچھی تھی

جس کے خلاف پر مسلمان بنتا بھی ماتم کریں کم ہے یہ سلامی اخوت نسبتی

رشتوں پر فوقیت رکھتی ہے اس سے زیادہ مستحکم ہے جس کے استحکام

پر کوئی گمان بھی نہیں کر سکتا ہے کہ اس کا شیرازہ منتشر ہو جائے گا۔

اسلامی تاریخ ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے، جب ہجرت کے بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی

چاچائی محض زبانی نہیں تھی بلکہ اس کا اثر یہ تھا کہ ایک بھائی دوسرے

بھائی کو اپنے مال میں برابر کا شریک بنالیا حتیٰ کہ کسی کے دیویاں

تھیں تو ایک کو طلاق دے کر صاحب بھائی سے نکاح کر دینے کیلئے تیار

ہو گئے۔ آج ہماری خود غرضی اور سلامی تعلیم سے دوری کا نتیجہ ہے

کہ لوگ اپنے حقیقی بھائیوں کا بومی رشتہ ہی سمجھ کر جانے کیلئے

تیار نہیں پھر اگر اس خود غرضی اور شامت اعمال کے اخسوس ناک نتائج

ہمارے سامنے ہیں تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے کہ آج ہم اپنی

شامت اعمال کے وجہ سے در در مارے پھر رہے ہیں۔ نہ کوئی پرستان

حال ہے نہ ہمارے بلے ایسی پرہم کرنے والا ہے ہم پر یہ آفت اور

مجبیت آنے کا سبب ہی یہ ہے کہ ہم نے اتحاد کے کڑے کڑے

کروائے۔ حالانکہ مسلمانوں کی قوت، عظمت اور شان کا سب

بڑا سبب ان کا اتحاد تھا۔ یہی وجہ تھی کہ قبیل ہونے کے باوجود

بڑی بڑی طاقتیں ان سے کامیابی تھیں مسلمانوں کے زعمی العین

کسی زمین کے محدود حصہ کی فلاح و بہبودی کے لئے نہیں تھے بلکہ ان

کی دعوت عام تھی، ہر وہ شخص جس نے ان کی دعوت قبول کر لیا

خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ کا بھی کیوں نہ ہو وہ ان کا بھائی ہو جاتا ہے

اسلام نے اس وسیع برادری میں شامل کرنے کیلئے نسل تعصبات اور

ملکی خصوصیات کو اس طرح ختم کر دیا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد

ایک شخص ان سب چیزوں پر بالاتر ہو جاتا تھا اور اسلام کا شتم ایک



( محمد کا وحصلی علی رسولہ الکریم )

## روزہ رکھنے کی دے خدا توفیق ملت حق کے نوجوانوں کو

اذا۔ کے۔ لیس۔ محمد صبیغت اللہ کالجی ورم۔ نرمو اولی متعلم دارالعلوم طیفیہ مکان حفر قطب پور مدرسہ العزیز

کرنے والوں کو دس گنا ثواب عطا فرماتا ہے اور کبریتیں نازل فرماتا ہے (مفہوم) اس حدیث شریف کی شرح میرا مام شیخ محمد عید نے لکھا ہے کہ جب ماہ میہام کا چاند نظر آتا ہے تو اہل سعادت صدق و خلاص کے ساتھ اپنے خدا کے حضور میں سر بہ سجود ہو کر گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ نیک کام کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ ترکیہ روح اور طہارت قلب کیلئے سعی و کوشش کرتے ہیں۔ نیر خواہ شاخص رات دن گناہوں میں مشغول رہتے ہیں وہ بھی ماہ میہام کے آغاز ہونے پر اپنی سیاہ کاریوں سے اور مصیبتوں سے محتجب ہو جاتے ہیں اور تائب ہو کر نیک کاموں کی طرف توجہ کرتے ہیں اس صورت میں شیطان طاعتیں مقیدہ موباتی ہیں اور باب جہنم بند کر دیا جاتا ہے اور چوں کہ روزہ و شب نیکوئی کا اہتمام ہوتا ہے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں پورے جہینوں میں صرف مشافہ فرض ہیں اور جو شخص بلا کسی عذر اور مجبوری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو وہ بہت ہی سخت گناہگار ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بلا کسی معذوری اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے اور اس کے بدلے اگر ساری عمر بھی روزہ رکھے تو اس کا پورا حق ادا نہ ہو سکے گا۔

### روزوں کا ثواب

روزوں میں چوں کہ کھانے پینے اور نفسانی شہوت کے پورا کرنے سے بچنے نفس کو عبادت کی نیت سے روکا جاتا ہے اور اس کے واسطے اپنی

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں جس طرح ایمان کے بعد نماز۔ حج زکوٰۃ ہے۔ اسی طرح سے روزہ کا بھی درجہ ہے اور قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ۔ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۱۰ اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسے کہ تم سے پہلے امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔ ماہ رمضان المبارک نہایت برکت و عظمت والا جہینہ ہے اس کی بزرگی اور عظمت تمام سلامی جہینوں پر فوقیت رکھتی ہے یہی وہ جہینہ ہے جس میں حق بھانہ و تعافی کی خاص رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور جس میں طالبان زہد و عرفان مالا مال کئے جاتے ہیں اس ماہ مبارک کے فضائل اس قدر ہیں کہ ان کو بیان کر نیکی کے لئے ایک مہسوط مضمون کی ضرورت ہے۔ ذیل میں صرف چند ضروری باتیں پیش کی جاتی ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ماہ میہام کا چاند نظر آتا تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللهم جادک لنا فی رمضان وسهل لنا اشکالنا (اے خدا ہمارے لئے ماہ میہام میں برکت عطا کر اور ہماری مشکلیں آسان فرما) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کا چاند طلوع ہوتے ہی شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں دوزخ کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ہر روز حق بھانہ و تعافی بہت سے گناہگاروں کو عذاب سے نجات دیتا ہے اور نیک کام کے

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر میں روزہ قضا کرنا مناسب تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایک لڑائی میں شریک ہوئے۔ رمضان کا مہینہ تھا، حضرت مسعودؓ روزے سے تھے پھر بھی وہ بڑی بہادری سے لڑتے رہے۔ ان کے بدن کا سر حصہ زخمی ہو گیا۔ نزع کی حالت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کو پوچھنے کیلئے ان کے پاس آئے۔ اس وقت سورج ڈوب چکا تھا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پوچھا: کیا تم روزہ کھول چکے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں! بولے میرے لئے بھی قحور اسیا پانی لاؤ تاکہ میں بھی روزہ کھولوں گریابی کے آتے آتے روزہ ہی کی حالت میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

روزہ کا ایک خاص فائدہ یہ  
**روزوں کا خاص فائدہ**

تقویٰ اور پرہیزگاری کی صفت پیدا ہوتی ہے اور اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی طاقت آتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں اپنے نفس کی خواہشات کو دبانے کی عادت ہو جاتی ہے اور روح کی ترقی اور تربیت ہوتی ہے لیکن یہ سب باتیں جب حاصل نہ ہو سکتی ہیں کہ روزہ رکھتے والا خود بھی ان کے حاصل ہو سکتی ہیں کہ روزہ رکھنے والا خود بھی ان کے حاصل کرتے کہ ارادہ رکھتے اور روزہ میں ان تمام باتوں کا لحاظ ہے، جن کی ہدایت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے یعنی کھانے پینے کے علاوہ تمام چیزوں کے برے گناہوں سے بھی پرہیز کرے نہ جھوٹ بولے، نہ غیب کرے نہ کسی سے لڑے، جھگڑے۔

الغرض روزہ کے زمانہ میں تمام ظاہری اور باطنی گناہوں سے پوری طرح بچے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو چاہئے کہ کوئی گندی اور بری بات اس کی زبان سے نہ نکلے اور وہ غور و مشغوب بھی نہ کرے اور اگر کوئی آدمی اس سے جھگڑا کرے اور اس کو گالی

خواہشوں و لذتوں کو قربان کیا جاتا ہے اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا ثواب بھی سب سے بڑا اور بہت زیادہ رکھتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بندوں کے شمارے نیک اعمال کی جزا کا ایک قانون مقرر ہے اور ہر عمل کا ثواب اسی مقررہ حساب سے دیا جائے گا لیکن روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ پندرہ روزے میں میرے لئے اپنا کھانا پینا اور اپنے نفس کی شہوت کو قربان کر دیا ہے اس لئے روزہ کی جزا بندہ کو میں خود براہ راست دوں گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ روزہ دوزخ کی آگ سے بچانے والی دھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے (جو دوزخ کے عذاب سے روزہ دار کو محفوظ رکھے گا) ایک دوسری جگہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور راتوں کو نماز پڑھی، ایمان کے ساتھ اور ثواب کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ رمضان شریف کے روزوں کو کسی حالت میں بھی نہ چھوڑتے تھے۔ ایک دن حضرت صدیق بن قیس انصاری رحمۃ اللہ علیہ سارے

دن روزہ رکھ کر شام کو اپنا کام دھندل کر کے اپنے گھر واپس آئے مگر اس روز کھانے کیلئے گھر میں کوئی چیز موجود نہ تھی، ان کی بیوی ان کے لئے کہیں سے ادھار لینے کیلئے گئیں مگر اتنے میں کہ وہ واپس آئیں یہ سوچ گئے تھے اس لئے رات کو بھی یہ کھانا نہ کھا سکے۔ دوسرے دن صبح کو پھر روزہ پر رکھ لیا اور روزہ رکھ کر اپنے کام دھندلے پر چلے گئے۔ دو دن کی محنت اور اس پر سخت اور مزدور کی وجہ سے دپہر میں غش آگیا۔ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ رمضان شریف کے روزوں کو سفر میں بھی نہ چھوڑتے ایک دفعہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم گرمی میں سفر کر رہے تھے۔ رمضان کا مہینہ تھا، گرمی بہت سخت تھی، صحابیؓ میں جو لوگ روزہ سے تھے، جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں ان کو رہنا تھا تو پیاساں و رعبوک کی سختی کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گرے



دے تو اس سے لیس یہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں (اس لئے تمہاری گامیوں کے جواب میں بھی گالی نہیں دے سکتا) اور ایک حدیث میں ہے کہ کتنے ہی روزہ دار ایسے روزہ دار ہوتے ہیں (جو روزہ میں مری باتوں و برے کاموں سے پرہیز نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے) ان کے روزوں کا حاصل بھوک اور پیاس کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ الغرض روزے کے اثر سے روح میں پاکیزگی اور تقویٰ اور پرہیزگاری کی صفت اور نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی طاقت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے روزے کی حقیقت اور اس کی میع قدر و منزلت سمجھنے کی توفیق دے اور اس کے ذریعے متقی اور پرہیزگار بننے کی صلاحیت عنایت فرمائے۔ (آمین، ثم آمین)

(صفحہ ۷۲ کا سلسلہ)

## زکوٰۃ کے فوائد اور اس کی اہمیت

**زکوٰۃ اور صدقہ کے بعض دنیوی فوائد**  
زکوٰۃ اور صدقات کا جو ثواب و جو انعام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں ملے گا، اس کے علاوہ وہ اس دنیوی زندگی میں بھی اس سے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ زکوٰۃ اور صدقات ادا کرنے والے مومن کامل براخوش و مطمئن رہتا ہے۔ غریبوں کو اس پر حسد نہیں ہوتا بلکہ وہ اکی بہتری چاہتے ہیں۔ اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور اس کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں عام دنیا کی نظروں میں بھی ایسے شخص کی طبری وقعت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں بڑی برکتیں دیتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے فرزند آدم تو میرے غریب حاجت مند بند پر ادنیٰ کی کے دو سکر کاموں پر ہیرا دیا ہوا مال خرچ کئے جاؤ۔ میں تجھ کو برابر دیتا رہوں گا۔ ہم مسلمانوں کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ زکوٰۃ کا دینا ہر والد مسلمانوں پر فرض ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانوں پر حقیقی ایمان و یقین نصیب کرے، اور ذوق و شوق کے ساتھ عمل کی توفیق دے آمین! ثم آمین!

وَاخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

نسخہ و فصلی علی رسولہ الکریم

از

کے محمد ہریم  
(کامجوری)

متعلم مدرسہ دارالعلوم لطیفیہ  
زمرہ ثانیہ

# زکوٰۃ فرائض کی اہمیت

ہے۔ ایک دفعہ ایک عورت اپنی لڑکی کو لیکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی وہ لڑکی سونے کے مولے مولے کنکن پہنی ہوئی تھی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے پوچھا کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو۔ اس عورت نے کہا: نہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس کو پسینہ کرتی ہو اللہ قیامت کے دن ان کنکنوں کے بدلے آگ کے کنکن پہنائے اس عورت نے یہ سنا تو اسی وقت وہ ان دونوں کنکنوں کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دے اور کہا: یہ تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سال گزر رہے اپنے اونٹوں گھوڑوں اور ان سب چیزوں میں سے جن پر زکوٰۃ فرض ہے الگ الگ ہر چیز کی زکوٰۃ نکالتے تھے۔ غریب ملک میں کھجوروں کی پیداوار بہت ہے جن پر جب کھجوروں کا موسم آتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اھیالہ اپنی اپنی کھجوروں میں سے زکوٰۃ نکال کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے اور آپ کے سامنے کھجوروں کا ڈھیر لگا دیتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے حضرت ابو بکر کے خلاف تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان لوگوں سے کیسے لڑا جاسکتا ہے۔ یہ تو اللہ اور رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں میں صرف زکوٰۃ ہی تو نہیں دیتے ہیں۔ حضرت

الحمد لله رب العالمين والعا  
قبة لملتقين اسلام کی بنیادی تعلیمات میں ایمان و نماز کے بعد زکوٰۃ کو یا اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ زکوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان کے پاس ایک مقررہ مقدار میں مال دولت ہو، وہ ہر سال حساب لگا کر اپنی اس دولت کا چالیسواں حصہ غریبوں پر اور خدا کی راہ میں جو زکوٰۃ کے خرچ کے لئے اللہ و رسول مقبول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی ہے۔  
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الزكاة قنطرة لا  
سكاه. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ اسلام کا پل ہے۔

## زکوٰۃ کی فرضیت اور اہمیت

قرآن شریف میں جابجا نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا بھی تاکید کئی کئی ہے اگر آپ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوں گے تو اس میں بیسیوں جگہ پڑھا ہوگا۔ اقيموا الصلوة واتوا الزكاة۔ یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور کئی جگہ مسلمانوں کی لازمی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ:-  
الذين يقيمون الصلوة ويؤتون الزكاة۔

یعنی جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں وہ فرماں بردار مسلمان نہیں ہو سکتے کہ اسلام کی جو باتیں اور جو صفتیں مسلمانوں میں ہونی چاہئیں وہ ان میں نہیں ہیں۔ بہر حال نماز نہ پڑھنا اور زکوٰۃ نہ دینا قرآن شریف کے بیان کے مطابق اچھے مسلمانوں کی نشانی نہیں



ابو بکر نے جواب دیا کہ خدائی قسم اگر یہ بکری کا ایک بچہ بھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوٰۃ دیتے تھے اور اب دینے سے انکار کریں گے تب بھی میں اُن سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو حکم بھیجا تھا کہ مسلمان عورتوں کو اپنے زیور سے زکوٰۃ نہ لے لے گا حکم دو۔

## زکوٰۃ نہ دینے کا دردناک عذاب

بُرا انجام قیامت میں ہونے والا ہے اور جو سزا ان کو ملنے والی ہے وہ اتنی سخت ہے کہ اس کے سننے ہی دو گھنٹے گھڑے ہو جاتے ہیں اور دل کا پینہ لگتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے: اور اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ: جس شخص کے پاس سونا چاندی (یعنی مال و دولت) ہو اور وہ اس کا حق ادا نہ کرے (یعنی زکوٰۃ وغیرہ نہ دیتا ہو) تو قیامت کے دن اس کے واسطے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں دوزیادہ گرم کر کے ان سے اس شخص کی پیشانی کو اور پشت پر رکھا جائے گا اور اسی طرح بار بار ان تختیوں کو دوزخ کی آگ پر نپا کر اس شخص کی پیشانی اور گروٹ کو اور پشت پر رکھا جائے گا۔ اس شخص پر رکھا جائے گا اور دوزخ قیامت کی پوری مدت پچاس ہزار سال کی ہوگی۔ (توگو یا پچاس ہزار سال تک کو یہ سخت دردناک عذاب ہوتا رہے گا بعض حدیث میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے اس کے علاوہ اور دوسرے قسم کے سخت عذاب بھی ذکر آئے ہیں وہ اگر زکوٰۃ دینا واجب تھا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی راہ میں خرچ نہ کریں تو بلاشبہ وہ بُرائی مانگے اور بُرے ظالم ہیں۔ اور ان کو جو سخت سے سخت سزا بھی قیامت میں دی جائے بالکل بجا ہیں۔

## زکوٰۃ نہ دینا ظلم اور کفرانِ نعمت ہے

کہ زکوٰۃ اور صدقات سے دوسرے مسائل اپنے غریب اور ضرورت مند بھائیوں کی خدمت ہوتی ہے تو زکوٰۃ نہ لے کر دینا ظلم اور کفرانِ نعمت ہے اور مجبور بھائیوں پر ظلم کرنا اور ان کے حق دار ہونا ہے۔

## زکوٰۃ کا ثواب

اللہ تعالیٰ کا دوسرا بہت بڑا کرم اور احسان یہ ہے کہ اس نے زکوٰۃ اور صدقات کا بہت بڑا ثواب مقرر کیا ہے۔ مالان کہ زکوٰۃ یا صدقہ دینے والا بندہ جو کچھ دیتا اللہ تعالیٰ ہی کے دے ہوئے مال میں سے اتنے کیلئے دیتا ہے اس لئے اگر اللہ تعالیٰ اس پر کوئی ثواب نہ دیتا تو بالکل حق تھا کہ یہ اس کا کرم کہ اس کے دے ہوئے مال میں سے ہم جو کچھ اس کے حکم سے زکوٰۃ یا صدقہ کے طور پر اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو وہ اس سے بہت خوش ہوتا ہے اور بڑے بڑے ثواب کا وعدہ فرماتا ہے۔ قرآن مجید: میں رشا دے۔

مثل الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة والله يضاعف لمن يشاء والله واسعٌ عليم ۝  
الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله ثم لا يتبعون ما انفقوا امنا ولا اذیٰ لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون ۝

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ ان کے اس خرچ کرنے کی مثال سن دانے کی سی ہے جس سے پودا اگے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے جس کے واسطے چاہے وہ بڑی وسعت والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر نہ وہ احسان جتنا دے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں۔ ان کے واسطے ان کے رب کے پاس بڑا ثواب ہے اور ہمیں قیامت میں کوئی خطر نہ ہوگا اور اس آیت زکوٰۃ دینے والوں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین وعدے فرمائے ہیں۔ ایک یہ کہ جتنا دے وہ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے دس گنا زیادہ دے گا۔ دوسرے یہ کہ ان کو بڑا اجر و ثواب ملے گا اور بڑی بڑی نعمتیں ملیں گی۔ تیسرے یہ کہ قیامت کے دن ان کو کوئی خوف و خطر اور کوئی رنج و غم نہ ہوگا۔ سبحان اللہ (باقی صفحہ ۷۳ پر دیکھئے)



انہ کے لئے عیش کا نچوڑ  
فی اے عیش کا نچوڑ  
(نذرہ راجہ)

متعلم و العلوم بطیفہ مکان حضرت قطب دہلوی

آرہ  
تقویٰ کا نچوڑ

اِنَّ اَكْبَرَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اتَّقٰكُمْ

تقویٰ یہ ہے کہ انسان حرام چیزوں و حلال چیزوں کے کرنے سے پرہیز کرے جو شریعت کی نگاہ میں اس کیلئے مفید نہیں ہے۔ یہ اخلاقِ حسنہ ہی میں سے ہے۔ بزرگوں نے فرمایا کہ آدمی دولت بست رکھتا ہے ایک فرشتہ کے ساتھ جسکی جانب علم و عمل کے ذریعے مال بڑھتا رہتا ہے دوسری چارپائی کے ساتھ اس کی جانب کھانے پینے، جوار کرنے کا حلیہ ہے اور عقل کا نقصا یہ ہے کہ وہ ملائکہ سے اپنی نسبت قائم کرے اور اسی کی جانب مال ہوا و بہیمیت سے اعراض کرے اس لئے کہ نفسانیت کی پیروی انسان کو حیوانیت کے بدترین درجے میں پھینکتی ہے اور اگر اس نے روحانیت کو اجاگر کیا تو ملائکہ سے بھی اسکی منزل بلند ہوتی ہے۔ خواہشاتِ نفسانی کی پیروی ایک ایسی تاریکی جو انسان کے درمیان حلال و حرام کی غیر ختم کو دیتی ہے جس کے سامنے عقل جیسی روشن ترین شے بیکار ہو جاتی ہے۔ لہذا بندے پر لازم ہے اپنے ہمت کے واسطے کو گندگیوں کی آلودگی سے پاک رکھے اور ہر حال میں شریعت کے اصول کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھے اس لئے کہ اسی میں کامیابی کا راز مضمر ہے۔

حضرت قطب بانی محبوب بھائی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مومن کیلئے تمام احوال میں تین چیزیں ضروری ہیں کہ حکم خدا، نہجِ بالا سے ممنوعات سے بچے اور تقدیر پر ہمتی ہے پس مومن کی ادنیٰ حالت یہ ہے کہ کسی وقت ان تین چیزوں میں سے کسی سے خالی نہ ہو اور

مومن کو سزاوار ہے کہ اس کا دل ان چیزوں کے ارادہ کو لازم کرے اور نفس سے امن کی بات کرے اور تمام احوال میں اپنے اعضاء کو امن میں لگائے دیکھے۔ زاہدوں کے متعلق سرکارِ غوث پاک فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ :-

زاہد حصہ کے اعتبار سے دو

زاہد کی فضیلت

مرتبہ ثواب دیا جائے گا۔ اول دنیا کو ترک کرنے کی وجہ سے جبکہ وہ دنیا کو اپنی خواہش و موافقت نفس سے نہیں لیتا ہے بلکہ اسے محض حکم خدا سے لیتا ہے پس جب زاہد سے اپنے نفس کی دشمنی اور اپنے خواہش کی مخالفت ثابت ہو جاتی ہے اور وہ محققین و راہل ولایت میں شمار کیا جاتا اور زمرہ ابدال میں درجہ عارفین باقائے مراد مل گیا جاتا ہے تو اس وقت زاہد کو ان اقسامِ نعم کے لینے اور ان سے تعلق قائم کرنے کا کام جاتا ہے کیوں کہ لباسِ حال میں وہ حقہ نعمتوں کے اس کیلئے ضروری ہیں اس کے بغیر کیلئے پیدا نہیں کئے گئے ہیں۔ یہ تل سے مقدر ہو چکا اور اس پر قلم خشک ہو گیا اور علم اس پر گزر گیا۔ پھر زاہد جب قبولِ نعم کے اس حکم کو بجالاتا ہے یا پھر علم الہی پر مطلع ہو جاتا ہے پھر تقدیر و فعل الہی کے اپنی شان میں جاری ہونے کے سبب ان نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے اور ان سے تعلق پیدا کرتا ہے لیکن اس کے کہ اس میں اس کی خواہش ارادہ اور ہمت و دیگر کافل و لگاؤ ہو تو اس طرح زاہد کو بلا قصد لینے کی وجہ سے دہرا ثواب دیا جاتا ہے کیوں کہ اس صورت میں فعل حق موافقت یا امر حق کی بجا آوری کر رہا ہے اگر کوئی سوال کرے کہ آپ نے ایسے شخص کے بارے میں ثواب



آپ فتح الغیب میں رہنا فرماتے ہیں کہ :-  
جو آخرت چاہتا ہو  
اس پر واجب ہے **زہد زاهد کی پہچان**  
کہ دنیا کو چھوڑ دے اور اللہ کو چاہتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ آخرت  
کو چھوڑ دے پس لازم ہے دنیا کو آخرت کیلئے اور آخرت کے لئے  
ترک کر دے۔ پھر جب تک کہ کوئی لذت یا شہوت دنیا سے باقی ہے  
یا اس کے دل میں شہادہ راحت مثلاً ماکول شراب، بلبون، کماح سوری  
سکونت حکومت ریاست اور فنون علم کی کوئی فن جیسے علم فقہ روایات  
حدیث ہفت قرآن کے ساتھ قرآن اور خود صرف دلالت اور فصاحت  
و بلاغت کی طلب یا فقر و احتیاج کے زوال کی آرزو اور حصول غنا  
و نوکری کی خواہش و ساقط و بلاد دور ہونے کی تمنا :-

حاصل یہ ہے کہ حصول نفع کی تمنا اور دفع ضرر کی آرزو کرنے والا  
زائد حق نہیں ہو سکتا کیوں کہ ان شہادہ میں سے ہر ایک کی لذت نفس  
اور موافقت ہونے نفس اور راحت طبع اور محبت طبع ہے اور کل یہ  
چیزیں ذلیل دنیا ہیں جن میں اپنی بھلائی پسند کرنا ہے اور ان چیزوں سے  
دنیا میں سکون و طمانیت حاصل ہوتی ہے پس ٹھوس کو یہ سزاوار ہے  
کہ ان سب کو قلب سے نکال دینے کی کوشش کران کے دل سے دور کر  
دینے اور ان کی جڑ نکال دینے کے لئے اپنے نفس کی گرفت کرے، اور  
نفس کو افلاس اور فقر و محنت پر راضی رکھے تاکہ ان میں سے کسی چیز کی  
محبت قلب سے بھجور کی گھٹلی چوسنے کے برابر بھی باقی نہ رہے اور زاهد حق  
کا زہد دنیا فانی ہو جائے۔ جب اس کا زہد پورا ہو گیا تو غم اور پریشانی  
اس کے دل سے دور سختی سے اس کے باطن سے نکل جائے گی، جیسا کہ نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ نہ دنیا میں قلب کو راحت دیتا ہے  
پس جب تک ان میں سے کوئی شے قلب میں باقی ہے گی اس میں غم اور  
پریشانی اور خوف ہر اس سب قائم رہیں گے و زلت اس کے لئے  
لازم ہوگی اور اللہ عزوجل اس کے قریب سے نہ نہ تو مٹا حجاب قائم ہوگا  
اور یہ سب پر وہ نہیں کھلیں گے۔ جب تک کمال درجہ زوال دنیا نہ

کے متعلق کہا ہے جو ایک بہت بڑے مقام پر فائز ہیں اور ان کو  
زمرہ ابدال عارفین میں شمار کیا گیا اور وہ نفس و خواہشات باارادہ  
و آرزو اور جزائے اعمال کیلئے فانی ہیں و انہوں نے اپنی عبادتوں  
کو فعل اپنی قرار دیا ہے اور اس کی رحمت و توفیق ہی سے دیکھتے ہیں  
اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم خدا کے بندہ ہیں و بندہ اپنے مولیٰ پر کوئی  
حق نہیں رکھتا ہے۔ کیوں کہ بندہ اپنی ذات سے اپنی تمام حرکات  
و سکانات اور اپنے ہر کسب اپنے مولیٰ کی ملک ہے۔ جب یہی صورت  
ہے تو کیوں کریہ کہنا درست ہوگا کہ اس سے ثواب دیا جائے گا حالانکہ  
وہ اپنے کام کا بدلہ و ثواب کچھ نہیں چاہتا اور وہ کسی عمل کو اپنی طرف  
سے نہیں دیکھتا ہے بلکہ اعمال کے لحاظ سے اپنے کو بیکار اور مفلسوں  
زیادہ مفلس دیکھتا ہے تو اس سوال کے جواب میں کہا جائے گا کہ تو نے  
سچ کہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محض اپنے فضل سے  
ثواب پہنچاتا ہے اور اپنی نعمت کے ناز میں اسے رکھتا ہے اور اپنے  
لطف و مہربانی اور رحمت و احسان و بخشش سے اس کی پرورش  
کرتا ہے کیوں کہ اس نے مصالح نفس و نفس کے جو حصے باقی ہیں آخرت  
میں جمع ہیں ان کی تلاش و تفتیش کے لئے جبلت و منفعت اور ذوق  
کرنے سے دنیا میں اپنے ہاتھ کو روک لیا اور وہ شیر نواز بچہ کی طرح  
ہو گیا ہے جس میں نفس کی مصلحتوں کے لئے کوئی جنبش نہیں ہے  
اور جسے خدا کے فضل اور ماں باپ کے ہاتھوں پہنچنے والے رزق کے  
ساتھ ناز و نعمت کے ساتھ رکھا گیا ہے اور ماں باپ خدا کی طرف  
سے اس بچے کے ضامن اور ذلیل ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے  
اس بندہ کو نفس کی مصلحتوں سے بے نیاز اور ایک سو کر دیا، تو  
مخلوق کے دلوں کو اس کی طرح جھکا دیا اور اس مخلوق کو مہربان کر  
دیا اور اپنی رحمت و شفقت کو لوگوں کے قلوب میں اس کے لئے پیدا کر  
دیا کہ پھر ہر شخص اس پر مہربانی کرے اور اس طرف مائل ہو جاتا ہے  
اور اس کے ساتھ احسان کرتا ہے پس ہر شخص کی یہی حالت ہے  
جو اللہ تعالیٰ نے اس طرح زہد زاهد کی پہچان کے متعلق

دیکھا کہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی قلب شہر پر خط و گندہ اور یہ خبریں  
ایسی ہیں جن کے سمجھنے سے عقلیں قاصر کوتاہ اور عاجز اور جن کے  
اظہار بیان سے عباراتیں قاصر ہیں۔

**تقویٰ کے درجات**  
ہر مومن قسام خمس کے قاصر ہو جائے  
کے وقت ان کے لیے اور قبول

کرنے میں تفتیش کرنے کے لئے مکلف ہے یہاں تک کہ حکم شرع  
ان کے مباح ہونے کی اور علم ان کے مقسوم ہونے کی شہادت دے۔  
جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن تحقیق کرنے والا اور  
منافی جلدی لینے والا اور فرمایا: اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومن تو  
کرنے والا ہے اور فرمایا جو چیز مجھے تنگ میں ڈالے اس کو چھوڑ دے اور  
جو چیز تنگ میں نہ ڈالے اسے اختیار کرے یہ میری گاری کو اختیار کرنا  
لازم ہے ورنہ ملاکت کی ایسی کا پھندا تجھ سے لپٹا ہوا ہے جتنک خدائی  
رحمت سے ڈھا تک نہ لے کبھی تو اس پھندے سے نجات نہ پائے گا

نہ ہو جائے اور پورا قطع علائق نہ ہو جائے اور زہد فی الدنیا کے بعد  
مومن پھر زندہ آخرت کو اختیار کرے اور آخرت کے بڑے درجے اور بلند فرائض  
جو خدا مان اور قہر بالا خاتمہ بارخ اور سوری اور یاس اور زیور اور  
کھانا اور پیتا اور ان کے علاوہ وہ چیزیں جو اللہ نے اپنے مومن بندوں کے  
لئے جنت میں جہاں رکھی ہیں طلب نہ کرے اور اللہ سے اپنے عمل پر کسی  
اجرو ثواب کا دنیا و آخرت میں قطعاً طالب نہ ہو تو ایسی حالت میں پھر وہ  
اللہ کو اپنی جانب شریعت اور فضل کے طور پر اس کا پورا پورا مدیونہ والا  
پائے گا اور اللہ سے اپنا مقرب و نزدیک تر بنائے گا اور اس پر رطف  
فرمائے گا اور طرح الطاف احسان کے ساتھ اسے اپنا تعارف  
کرانے کا جس طرح کہ اپنے رسول اور انبیاء اور اولیاء اور خواص اور  
احباب عارفین کے ساتھ اس کی عادت جاری ہے اور بندہ اس وقت  
اپنی اوجیات تک سرزد اپنے کام میں ترقی پر ہے گا۔ اس کے بعد  
آخرت میں میزوں کی طرف منتقل کیا جائے گا۔ جن کو نہ کسی آنکھ نے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم تمام مومنین کو زاہد متقی بننے کی توفیق دے  
(آمین۔ ثم آمین)

## (بقیہ معجزات انبیاء علیہم السلام) ص ۹۷ کا سلسلہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ام العبد سے دریافت کیا تو ام العبد نے جواب دیا: یہ بہت کمزور ہے۔ ریلوے کے ساتھ بھی چل نہ سکی۔  
اس نے بیان بھری ہوئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر اجازت ہو تو اس سے دودھ دوہ لیو، ام العبد نے کہا: آپ کو دودھ مل جائے تو  
دوہ لیجئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بڑا برتن لاؤ اور پھر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکری سے دودھ دوہنا شروع کیا۔ اس لاغر بکری سے جو  
چراگاتہ تک جانا دشوار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے اتنا دودھ دستیاب ہوا کہ برتن بھر گیا اور سب کو پلایا گیا۔ دوبارہ  
پھر دودھ دوہا گیا۔ پھر برتن بھر گیا۔ جب سب سیراب ہو گئے تو آخر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا اسی بکری سے حضور نے سہ مرتبہ دوا  
اور اس دودھ کو گھروالوں کے لئے چھوڑ دیا پھر آپ روانہ ہو گئے۔

(داؤد علوانا ان الحمد للہ رب العالمین) ختم شد



## از سید محمد اسحق زمرہ راجہ مدر لطیفہ حضرت مکان بلور

خالق کائنات نے انسانوں کی ہر ایت کیلئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زیادہ نبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا۔ ان حضرات کو تفصیلات نبوت و رسالت کے علاوہ امت نے کچھ ایسے مافوق الفطرت خصوصیات عطا فرمائے، جنہیں عام انسان ماقبل کرنے سے قاصر ہیں، جنہیں ہم خرق عادات و معجزہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ معجزہ ان شخصیتوں کو اس لئے دیا گیا تاکہ ان کی نبوت و رسالت کی دلیل ہوگی اور اس کے دلچسپ اپنی قوم کے سامنے اپنی نبوت و رسالت کو میر میں فرما کر اپنی نبوت و رسالت کا ان کے آواز میں ہر زمانے میں قوم کی ہر ایت کیلئے انبیاء و رسل آتے رہے اور حسب اقتضا زمانہ ان کو معجزات عطا کئے گئے تاکہ اس کے ذریعہ سے قوم کو غلط روی سے بچایا جاسکے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فن جادوگری کو مصر میں بہت زیادہ عروج تھا اور اسی کو کمال سمجھا جاتا تھا تو اقدس ان کو عصا کا معجزہ عنایت فرمایا تاکہ اس کے ذریعے فرعون کی طاقت کا خاتمہ فرما کر قوم کے سامنے حقانیت کا اظہار فرمائیں۔ چنانچہ ایک دن فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: اے موسیٰ! ہم اپنے جادوگوں کو جمع کر کے آپ سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اور ایک دن مقابلہ مقرر فرمایا گیا۔ فرعون نے اپنے تمام جادوگوں کو مقابلہ کیلئے جمع کیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا کمال دکھانے کو کہا تو فوراً انہوں نے اپنی اپنی رستیاں دروڑ سے ڈال ڈالے جو ہر طرف سے سانپ بن کر دوڑنے لگے۔ حال یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صراحتاً حکم سے پناہ صاواں دیا۔



وَالْقَهَّامَاتِ فِي يَمِينِكَ تَلَقَّفْ مَا صَنَعُوا أَكِيدُ سَحَرًا وَكَلَّيْ قَلَمُ السَّحَرِ حَيْثُ اتَّقَىٰ خَدَاكَ حَكَمَ مَعِ آيَاتِهِ أَتَيْنَا عَصَا رِيزِينَ بِرُؤُوسِهِ وَأَوْدَحْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ حَضْرَتِ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَايَ مَعْجُزَةٍ وَكَيْفَ تَمَّ جَادُوكَ سَجْدَ فِي كِبَرٍ بَارِئٍ وَبِكَارِطٍ اَمْنًا بِدَرْبِ مُوسَىٰ وَهَادُونَ بِمُوسَىٰ وَدَارُونَ كَيْ رُبَّ بَرِيَّانٍ لَئِي.

ایک دوسرا عجیبہ ہے کہ جب آپ حکم رب سے قوم بنی اسرائیل کو میکہ میں لے کر روانہ ہوئے تو فرعون نے لشکر جمع کر کے آپ کا پیچھا کیا۔ موسیٰ علیہ السلام جب ریلے میں پہنچے تو کوئی راستہ نہیں تھا۔ قوم اس حالت کو دیکھ کر گھبرا گئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تسلی دی اور حکم رب سے اپنا عصا دریا میں ڈال دیا تو اس دریا کے بازو راستے ہو گئے اور قوم اسی راستے سے مدبر گناہ پر پہنچ گئی اور فرعون جب پختل لشکر کے ساتھ اس میں داخل ہوا تو خدا کے حکم سے دریا کے راستے اس میں مل گئے اور جملہ فرعونی دریا کے اندر غرق ہو کر تباہ ہو گئے اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مار کر پتھر سے پانی کے چشمے جاری فرمائے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ دیا تھا کہ آپ جب پناہ دست مبارک ماوراء النہر کے آنکھوں پر پھیر دیتے یا ہاتھوں اور کورٹیوں پر پھیر دیتے تو وہ فوراً اچھا ہو جاتا۔ مینائی و پس آجاتی۔ برسوں کے مرے ہوئے انسان کو قبر سے زندہ کر دیتے تھے اور مٹی سے چڑیاں بن کر اس میں جان وال کو اس کا رادیتے تھے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمایا تھا کہ جب کوئی لوہا آپ کے (باقی صفحہ ۷۹) پر ملاحظہ کیجئے

سبق پھر یہ صداقت کا شجاعت کا، عدالت کا  
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی، اما مدت کا

اسلام کی عظمت کا افسانہ سننا ہوں  
کیا اصل و حقیقت ہے وارا دستکندر کی

تاریخ اسلام

(زمرہ سادسہ)

از: محمد رفیق احمد فہمی مالوری

زندگی کے سامنے ان کی نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں اور مجبور ہو کر ان  
کو کھٹنا ایکٹ دینا پڑا۔ اس وقت اسلام کے تمام دھوکوں کو پیش کرنا تو  
مکن نہیں اس وقت صرف اس تاریخ کو پیش کر دیا جائے گا جو معاندین نے خصوصی  
طور سے اپنا کلمہ اسلام کو بنام کر کے سنی لا حاصل کی ہیں یہ بتانا ہے کہ  
اسلام ہی کا واحد اصل عدلی و مساوات ہے جس نے تمام انسانوں کے  
براہر حقوق دلوئے بانی اسلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب  
اسلام کی تبلیغ شروع کی توجہ و رسالت کے بعد سب سے زیادہ اخوت و  
بھائی چارگی اور مساوات پر زور دیا اور ہر ایک کو ایک  
نگاہ سے دیکھا۔ اسلام اپنے اصول پر تعامل کا مطالبہ ہر ایک سے مساوی  
طور پر کرتا رہا ہے اگر شیعہ و زرتشتی اور چرچہ کی کوئی حقیقت و حیثیت  
نہیں چلا چہ آپ اس کا اندازہ واقعہ ذیل سے لگائیں جبکہ قریش  
کے معزز خاندان قبیلہ مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی، لوگوں  
نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
میں سفارش کیلئے بھیجا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے  
ارشاد فرمایا تم سے پہلے کی امتیں اسی وجہ سے برباد ہو گئیں  
کہ وہ معمولی اور اونچی درجہ کے لوگوں کو سزا دیتی تھیں اور معزز اور اعلیٰ  
لوگوں کو درگزر فرماتی تھیں۔ قسم ہے رب العزت کی اگر محمد کی بیٹی فاطمہ  
بھی چوری کرتی تو ان کے بھی ہاتھ کاٹ دئے جاتے

تاریخ ہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں قوم و ملت کے کارناموں  
اور اس کے حسن و قبح کو اچھی طرح دیکھا جاسکتا ہے اور اس کے عروج و  
زوال کے اسباب کو کا حقہ جانا جاسکتا ہے کسی بھی قوم و ملت کی  
حقیقت اور اس کے اصول زندگی کا صحیح اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے  
جب اس کی تاریخ ہو اگر تاریخ نہ ہو تو یقیناً ہم اقوام و ملل ماضیہ کے  
عالموں سے جا ملے اور بے بہرہ ہوتے بلکہ اگر یہ کیا جائے کہ کسی قوم کے  
ترقی و عروج کے لئے تاریخ اس کا جزو لا ینفک ہے کہ بغیر اس کے ترقی  
کی بلند منزل کا یا ناممکن نہیں تو قطعاً ہے جانے ہو گا۔ اس لئے کہ قوم  
تاریخ کی ہی روشنی میں اپنی صحیح راہ متعین کرتی ہے۔ صرف تاریخ ہی  
ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے اسلاف کے کارنامے اور ان  
کی اچھائیوں ان کی ترقیوں کو صحیح معنوں میں جان سکتے ہیں اور وہی  
کارنامے ہمارے لئے مشعل راہ بن سکتے ہیں۔

تو تاریخ عالم میں تاریخ اسلام بھی وہ حسین و زیب تاریخ ہے  
جس نے دنیا کی ہر قوم کو دعوت مطالعہ پر مجبور کر رہا اور کیوں نہ ہو  
جبکہ ایک بہت ہی مختصر سی مدت میں اسلام اپنی معنوی خوبیوں  
کے تحت دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم پر چھا گیا اور اس وقت کی  
قہر مند روم و ایران و یونان کی قومیں بہت ہی پیچھے رہ گئیں اور ان  
کی آن میں ان کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ اسلام کے عظیم گاتے اصول



غزوہ خیبر قریب ہے وہاں سے کچھ مل گیا تو میں قرض واکر دوں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حکم دیا کہ ابھی واکر دو۔ آخر حضرت درود رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمد کھول کر بیوی کے حوالے کر دیا اور سر سے علامہ اتار کر اسے اپنی کمر کے گرد لپیٹ لیا۔

اسلام ہی کی وہ زرین تاریخ ہے جس نے اس دنیا میں انسانوں کے گلے سے ظلم کی زنجیر کاٹ کر آقا و غلام کو ایک مقام پر لا کر کھڑا کیا۔ اسلام سچی جس نے مظلومین کے ایک بہت بڑے طبقے کو ظالم کے شکنجے سے نجات دلا کر اپنے مقام سے متعارف کرایا۔ جتنا یہ تاریخ شاہد ہے کہ جب ان مظلومین غلاموں کو اسلام کا دامن کرم ملا تو کس طرح ان کی ملا جیتیں ابھریں۔ انہوں نے کیسے کیسے بلند ترین کارنامے انجام دیے !!!

اسی طرح ایک دوسرا واقعہ ہے۔ ابو درہ سلمی رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے ان کے ذمہ ایک بیوی کا قرض تھا۔ بیچا رہا اور کچھ مفلس اور غریب تھے ان کے بدن کے پیرے کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہ تھا۔ بیوی نے اپنا قرض مانگا۔ ابو درہ رضی اللہ عنہ نے مہلت طلب کی لیکن وہ مہلت دینے پر رضامند نہ ہوا۔ انہیں پکڑ کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا قرض واکر دو۔ انہوں نے مجبوری ظاہر کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا کہ اس کا قرض واکر دو۔ انہوں نے مجبوری ظاہر کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا کہ اس کا قرض واکر دو۔ انہوں نے پھر معذرت کی۔ انہیں دلوں آن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیر کی ہمہ کارادہ فرما رہے تھے حضرت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

## صفحہ ۸ کا سلسلہ "بقیہ سکر کی اہمیت"

جیسا فرمایا کہ فاذا نحواما طاب لکم  
من النساء مثنی وثلت وربا م  
سبحان اللہ ان نعمتوں کا شکر کس سے ہو سکتا

اواس کی یہ ذرہ نوازی ہے کہ بندے ہزار گناہ کرتے ہیں۔ ایک ندامت پران کو بخشتا ہے۔ ہر مصیبت پر توبہ علماہ اور برکت پر شکر خدا کا نہ نہیں چاہتا۔ تفاسیر معتبرہ میں ہے کہ شکر الہی کے ادا کرنے میں چند باتوں کا جاننا مقدم ہے۔ ایک یہ کہ جو نعمت ملے اس کو محض خدا کا فضل جانے، اپنی قیادت اور قابلیت کو واسطہ نہ گزرا دے۔ ثانی یہ کہ شکر کے قبل شکر گزاروں میں شمار ہو۔ بیہقی نے ذریعہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا کہ جس شخص کو نعمت ملتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہ نعمت محض من جانب اللہ ہے قبل از یہ کہ زبان سے شکر ادا کرے۔ حق تعالیٰ اس کے اس جاننے کو نعمت کے شکر میں محسوب فرماتا ہے اور جو کوئی پکڑا بیٹھے کہ وقت شکر نہ جانتا ہے، ہنوز وہ پکڑا زانو تک نہیں پہنچتا کہ اللہ کے نزدیک وہ شکر گزار رکھا جاتا ہے۔

دوسرے لکھنے آپ کو اوائے شکر میں قاصر مجھے پاورشکر ادا ہوئے اس واسطے کہ شکر سے عجز و شکر ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جب شکر سے عجز فرمایا۔ کھان شکر دینی کا ان کو خطاب آیا۔

نہ گنجہ کرم ہائے حق در قیاس  
چہ خدمت گزارو زبان سپاس





## از: بی. اے. محمد عظیمت قادری رحیم جیو زمر العینہ دارالعلوم لکھنویہ

جن کے نعم المولیٰ و نعم الوکیل کی حقیقت کو کما حقہ سمجھ کر اس پر ایمان لایا اور یقین کامل رکھا اور یہ جان کہ ہر شے رجوع الی اللہ ہی ہونے والی و اسی سے متعلق ہے یقیناً البسا انسان کبھی حیران و پریشان نہیں ہو سکتا اور ہمیشہ رحمت و عنایتِ ایزدی اس کے شامل حال ہوگی اور اس کا دل دنیا سے بے نیاز ہو کر تذکرہ کی پریشانیوں سے محفوظ ہو جائے گا۔

اور ان اسباب پر یقین کامل ہوگا کہ خالق کائنات جتنی چیزیں تقدیر فرمادی ہیں وہ کبھی جیاں چھوٹتی ہیں نہ کہ کبھی بڑھتی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم خدا پر بھروسہ کرو گے تو حق تعالیٰ تم کو اسی طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے یعنی بلا مشقت و پریشانی ہونے کے، پرندوں کی طرح توکل کر دو کہ وہ اپنے گھونسلوں میں کل کیلئے دانہ جمع نہیں کرتے اور کل کی فکر نہ کرتے، اپنے کام کو خدا کے حوالہ کر دے کہ وہ پورا کر دے گا۔ توکل کی حالت ہے جس کا ثمر ایمان ہے۔ توکل کی تعین دو چیزوں سے ہے اول یہ کہ خالق کائنات کی وحدانیت پر ایمان لائے جس سے تمام بندوں کو توکل کا حکم دے کہ شرط ایمان قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔

و علی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین ما یعنی اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ اگر تم ایمان والے ہو تو توکل علی اللہ کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایک ایک گوشہ پر نظر ڈالئے۔ شہداء و مصیبتوں و محنتوں کی کوئی ایسی قسم نہ ہوگی جو آپ کی راہ میں حائل نہ ہوئی ہو لیکن توکل علی اللہ کا یہ اثر تھا کہ کبھی بھی یا اسی ونا امیری و خوف و بیم سے آپ کا دل آشنا نہ تھا۔ کہ

ومن یتوکل علی اللہ فهو حبیبہ ما۔

اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے اللہ اس کیلئے کافی ہے۔ متوکل وہ ہے جو ہر معاملے میں اپنے رب پر بھروسہ رکھتا ہو۔ توکل کے لغوی معنی ہیں کہ اللہ کے ساتھ ہو کر مخلوق سے منقطع ہو جانا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دل کو اسباب سے الٹھا کر مسبب الاسباب کی جانب متوجہ کر دینا اور اپنے کام کے کفایت کو حق سبحانہ و تعالیٰ سے طلب کرنا جس سے

اپنے جملہ امور کو اللہ کے سپرد کر کے اس کے رحم و کرم پر اعتماد کر لیا تو یقیناً اس کا ہر امر مستند و دل خواہ ہوگا۔ لہذا ہر انسان پر لازم ہے کہ توکل کے مراسم کو ہرگز ترک نہ کرتے مگر عنایتِ ربی اس کے

شامل حال ہو منقول ہے کہ ایک روز ایک بادشاہ نے کسی عالم سے پوچھا کہ اہل ایمان کی نصرت کن چیزوں میں ہے انہوں نے فرمایا دو

چیزوں میں ہے۔ ایک نماز کے ادا کرنے میں اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے حرم پر بھروسہ کرنے میں۔ توکل کرنے والوں کے بارے میں بہت فضیلتیں آئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے والذین امنوا و عملوا الصالحات لننبوءنهم من الجنة عرفا فاجتدی من تحتھا کما انھا دخلوا فیھا النعم اجر العلمین الذین صبروا و علی رءسہم یتوکلون اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے ان کو ہم بہشت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ کیا ہی بہتر اجر ہے ان عمل کرنے والوں کیلئے جنہوں نے دنیا میں صبر کیا اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں

کاٹ لائے گا۔ اس قسم وارنٹ انعام میں دے جائیں گے۔

مترکہ بن جحشم نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کے قریب پہنچ گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بار بار یلٹ کر دیکھ رہے تھے لیکن آپ نے ایک دفعہ بھی مڑ کر نہیں دیکھا اور طمانیت قلبی کے ساتھ تلاوت قرآن کرتے ہوئے راستہ طے کرتے رہے۔ جو شخص ضرورت کے وقت آئے کھانے پر جس کے پیٹ بھرے یا تنے کپڑے پر جس سے بدن ڈھکے قناعت کرے تو اس نے توکل کو پورا کیا۔ توکل کی اصل حقیقت یہ ہے کہ امید کو ماہ کرنا۔ اگر متوکل چور ہے مجھے کیلئے دروازہ بند کر کے مقفل کر دے یا دشمن سے بچاؤ کیلئے تلوار اپنے پاس رکھے تو اس کا توکل باطل نہ ہوگا۔ جو توکل اسے ہون کا مال چور لے جاتے ہیں تو ممکن نہیں ہے تو نقد پر پر راضی رہتے ہیں۔ اگر متوکل نے شکایت کی اور چور کے ڈھونڈنے میں مبالغہ کیا اور صبر کے درجہ سے بھی گر گیا وہ نہ صابرین میں داخل ہے نہ متوکلین میں اور اس بات پر ایمان لائے کہ حق تعالیٰ وہی کرتا ہے جو اس کے حق میں بھلا ہو۔ بندہ نہیں جانتا کہ اس کی بھلائی کس میں ہے۔ خداوند عالم بہتر جانتا ہے۔ متوکل جب گھر سے باہر جاؤ تو دل میں یہ نیت کرے کہ میرا مال اگر چور لے جائے تو میں اس کو بخش دوں گا۔ شاید وہ چور مفلس ہو اور اس سے اس کی حاجت پوری ہو۔

### مثنوی

نیست کعبے از توکل خوبتر : چیت از تقویٰ خود محبوب تر  
ہیں توکل کن طرزائے دوست : رزق تو بر تو زو عاشق تر است  
گزار میری بدی رزق آدمی : خویش را چوں عشاق بر تو زدی

کی ہنسیاں میں مصائب کے هجوم میں دشمنوں کے نرغہ میں بدر اور اعدا و جنین کے خوف پر معرکوں میں توکل علی اللہ کا ایک ایسا جلوہ نظر آتا ہے کہ جب آپ کے چچا ابوطالب سمجھاتے ہیں کہ اے جان پدرا میں کب تک تمہارا ساتھ دوں گا۔ اس کام سے ہاتھ اٹھاؤ۔

آپ فرماتے ہیں۔ علم محرم : میری تنہائی کا خیال نہ کیجئے۔ اندر میرا دل گارہے ایک دفعہ حرم میں پھیل کر گزارنے باہم مشورہ کیا کہ محمدؐ جیسے ہی قدم رکھیں ان کو قتل کر ڈالا جائے۔ سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی یہ باتیں سن رہی تھیں۔ وہ دہلی ہوئی آپ کے پاؤں میں اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے ان کو تسکین دی اور وضو کیلئے پانی منگوایا اور وضو کر کے اللہ کے بھروسہ سے خطر حرم کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہجرت کی رات کفار قریش خون آشام راہوں کے ساتھ کا شائد اقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے لیکن آپ نے توکل علی اللہ کرتے ہوئے اپنے عزیز قریب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ بستر پر لیٹا دیا اور فرمایا اللہ تم کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا گھر کے باہر جاؤں طرف دشمن تنگی تلواریں لئے محاصرہ کئے ہوئے ہیں لیکن آپ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے سوئے لیکن کی ابتدائی آمیتیں پڑھتے ہوئے اطمینان کے ساتھ گھر سے باہر نکل جاتے ہیں۔ مکہ سے کل کورسیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور میں چھپنا۔ لی قریش جو شان نظام میں آپ کا تعاقب کرتے ہوئے اس غار کے پاس پہنچ گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دشمن میرے گئے اگر جھک کر دیکھیں گے تو ہم پر نظر پڑ جائے گی۔ اس وقت بھی آپ نے پرسکون انداز میں فرمایا ان دونوں کو کیا خوف جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے جیسا کہ کلام الہی میں ہے آپ نے فرمایا۔

لا تحزن ان اللہ معنا ط۔

مکملین نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے قریش کے اس اعلان کے بعد جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ یا ان کا سر



# اطاعتِ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم  
سیکسٹ ائمہ و ہدایت  
زمرہ سادہ

ہے یہ قول غیر خوشبو کے بھی کارآمد ہو سکتا ہے، خواہ خوشبو ہو یا نہ ہو، لیکن قلبِ مسلم بغیر محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا نہیں اور بغیر حبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا جیسے علماء اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے ۵

ہے مصطفیٰ برساں زلش را کہ دیں ہمہ دوست  
اگر بہ او نہ رسیدی تمام لوہہ سببی است  
جیسے بغیر مرغ کے نہ رچہ دیکھ سکتا ہے کھا سکتا ہے اسی  
طرح محبتِ رسول کے بغیر دنیا کے مسلم تار یک ہے۔

قل ان کان اباکم و ابنکم و اخواکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموالکم و اقرباؤکم و اقاربکم و غنمکم و ابلکم و منکم من احب الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ فترکوا حتی یأتی اللہ بامرہ واللہ لا یہدی القوم الفاسقین ۱۰ توبہ  
قرآن میں صاف و صریح الفاظ میں مسلمانوں کو ارشاد فرمایا گیا ہے اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے دلوں میں اس طرح رخنہ کر لیں کہ پنازہ و زیور، مال و متاع، آل و اولاد و غیرہ کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلے میں بیچ ہو جائے، انسان کامل انسان حقیقی و دُور من کامل اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوقات سے زیادہ محبوب تر نہ رکھے۔ لایو من احبکم حتی اکون احب الیکم من والد

وولد والناس اجمعین۔

جب دنیا میں انسان پیدا ہوتا ہے تو وہ کسی نہ کسی چیز کی محبت کو ساتھ ضرور لاتا ہے انسان ایک منفی حیثیت رکھتا تھا اور اس کی کوئی حقیقت نہ تھی، وہ ایک بے حس و بے شعور قطرہ یا پتھر تھا جب کسی کی محبت اس کو چوس لاتی ہے تو وہ ابھر کر دنیا کے فانی کی طرف رخ کر رہا ہے، اور جہاں فانی ہوتا ہے ہوتے ہوئے اپنے سینہ میں محبت کی چنگاری بھی ساتھ لاتا ہے جیسے بھنورا پھول کی محبت، پرانہ شمع کی محبت، مچھلی کی مانی کی محبت، مقناطیس کو بھل کی محبت، اسی طرح ہر ایک مومن کامل جب دنیا میں تہ ہے تو سرکارِ دو عالم و مرآۃ البیضاء محمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ضرور لاتا ہے ۵

پسوانہ کو شمع چاہئے بسل کو پھول بس  
صدیقِ حق کے لئے ہوندا کا رسول بس

جب دنیا میں خدا کی مخلوق مرد سے زیادہ تجاوز کر چکی تھی تو رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس جہاں فانی میں مبعوث ہوئے اور اپنی محبت و شفقت سے سارے عالم کو سیدھی راہ دکھلائی اور آخرت کے عذاب سے چھٹکارا دلایا، قرآن و احادیث گواہ ہیں جنت تک محبوبِ خدا و قدرتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہمارے قلب ہرگز تن و روح ۱۰ رگ و ریشہ میں خون کی طرح جاری و ساری ہو اس وقت تک ہم مالِ مستقبل کی سعادت و ہدایت حاصل نہیں کر سکتے، جنت تک کہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قلب و روح میں پیوست نہ ہو جیسے خوشبو پھول میں ملتی لگے ہوئے ہوتی ہے خوش رنگ پھول نظروں کے لئے دیدہ زیب ہوتا ہے اس سے دل جہاں کو رحمت حاصل نہیں ہوتی

دولت سرمدی سے محروم ہیں تو یقین کر لینا چاہئے۔ ایمان کی دولت سے محروم میں۔ ائمہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ دنیا ایمان کیا اور اس کی حقیقی لذتوں سے کب آشنا ہو سکتا ہے۔

جب یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہوگی کہ بغیر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان کو کوئی چارہ نہیں تو اب یہ دیکھنا کہ ہمارا عمل اس وقت کیا ہے۔ آیا ہم واقعی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہیں یا صرف زبانی دعویٰ ہے کہ میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں پیدا کرنے کے لئے کیا کرنا ہے۔

اوپر کے واقعات سے ظاہر ہو چکا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ و تابعین و غیرہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنا مرشار تھے۔ قرآن نبویؐ کے خلاف اپنی طاقت تصور کرتے تھے لیکن آج ہم ہیں کہ قدم قدم پر قرآن رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مبتلا ہیں۔ رات دن دستہ و پا دستہ ایدائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول ہیں۔ ہمارا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو اثرہ شریعت سے بجا و زور ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منصفہ دلوں نے جب یہ نہ کہ شراب حرام کر دی گئی تو فوراً اتباع نبویؐ میں ہونٹوں سے لگے ہوئے شراب کے ساغر توڑ ڈالے اس وقت مدینہ کی گلی کوچوں سے شراب کی ٹالیاں بے لگن۔ آج اس پر منتن دور کے اندر قوم مسلم کی نجات اور اس کی ترقی کا راز اسی میں مخفی جو قرآن خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حق میں لکھا ہے قوانین اسلام سے روگردانی میں کسی طرح کے فلاح کی امیدیں محض سفاہت و نادانی ہے۔ فیروز منیر کا تاج آج بھی اس کے سر پر ہو سکتا ہے بشرطیکہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسولؐ کے سانچے میں اپنی زندگی کے ہر گوشہ کو ڈھالے۔ صرف تجلیات کی چراغ نعت غفلت کی ہوس خواب پریشانی سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

(وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَاطِلُ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ فرمایا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوائے میری جان کے نبوی و لا وادرا مال دولت سے زیادہ آپ کو عزیز رکھتا ہوں تو ہر کار و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ بھی تمہارا ایمان کامل نہیں ہوا۔ تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہ ہو سکتا جب تک کہ میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے عزیز نہ ہو جاؤں۔ یہ فرما کر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پر دست مبارک رکھا۔ فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پکار اٹھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میرا اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہوں جب کوئی شخص صرف خدا کی محبت رکھے یعنی خدا کی ہر نعمت کا شکر کرتا اور اس کے حکم پر پابند رہے مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دور رہے یا ان کا انکار کرے تو وہ انسان ایک بے پوست و بے مزے سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔ محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان اپنی ہر خواہش کو ہر مرضی کو محبوب کی مرضی پر قربان کر دے اور ہر حال میں اس کی رضا اور عوفی کا خواہاں رہے ورنہ ہر دعویٰ غلط و فریبی، ملاحظہ فرمائیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زندگی کو کس طرح انہوں نے اپنی ہر خواہش کو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر قربان فرمادیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، ہجرت کی شب جان بھیلیوں میں لے کر بستر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رات بھر بھی نیند سوتے رہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی خاطر اپنی ساری ثنات و ثلوتی اور حضرت خدیجہؓ نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دار پہ جان دیدی اور حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے دونوں ہاتھ شل کر دیا اور حضرت اوس قرنی رضی اللہ عنہ نے عشق مصطفیٰؐ میں اپنے دونوں مبارک ٹوڑ ڈالے۔ قرآن و حدیث و دلائل اس حقیقت پر دلیل ہیں کہ عشق و سرکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی تکمیل ایمان اور سعادت و نفع داری کا ایک واحد و بوجہ ہے مگر قلب و روح اس



کے ہم احمد کمال دین سبحانہ  
درستہ لطیفہ  
مکان حضرت قطب دہلوی

# شکر کی اہمیت

سَدَّ جُزْءُ اللَّهِ أَشْكَارِہِ

عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کے انعام بندوں پر ہے انسان ہے جس کا احاطہ بندوں سے ممکن نہیں ان نعوذ ونحمدہ اللہ ولا تحصوها۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔ شکر کی تعریف یہ ہے کہ نعمت دینے والے کی نعمت کے بدلے تعریف کرنا خواہ وہ تعریف زبان یا کسی اور طریقے سے ادا کی جائے۔

اسرارِ افعالہ میں ہے کہ تمامی واجبات ایک ہی وقت میں واجب ہیں اور ایک شخص پر واجب ہیں ایک شخص پر واجب نہیں اور شکر وقت میں بہر شخص پر واجب ہے اور یہ کہ جملہ واجبات دنیا میں داکے جانے میں اور شکر دنیا اور عقلی دونوں جگہ ادا کیا جاتا ہے۔

خلاصۃ الحقائق میں ابو عثمان قدس سرہ سے منقول ہے کہ شکر تین قسم پر ہے۔ ایک علوم کا کہ وہ ماکول و مشروب پر شکر کرتے ہیں۔ دوسرا انعام کا کہ ان کے جی پر نعم کا احسان ہمہ وقت خیال رہتا ہے تیسرا اخلاص کا کہ ان کے جی میں منعم کی تعظیم و شکر و محبت ہوتی ہے کہ پکرس چڑی عظمت ان کے نزدیک باقی نہیں رہتی اہل بطالت نے فرمایا کہ جہاں میں عمریں پانچ ہیں۔ اغناء واجبات و عاقبت توبہ مغفرت گناہ۔ وسعت رزق۔

ان پانچ چیزوں کو حق تعالیٰ نے مشیت پر معلق فرمایا اور بے نون تاکید فرمایا کہ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء فیكشف ما قلہون الیہ ان شاء ویقوب اللہ

علی من یشاء ویفقد ما لا

ذالک لمن یشاء واللہ یفرق من یشاء  
اور شکر کو بے تعلق فرمادیا اور میں یون تاکید فرمایا کہ لیس شکر تمہارا لازمی نکتہ۔ ناشکروں کے دل میں نعمت کے نقصان کا گمان رہ نہ پاوے۔ علمائے فرمایا کہ ہر بلا اور ہر حماز شکر گزار کی ضروری ہے۔ ہمارے شکر اس واسطے ہے کہ اس بلا سے موجود ہے بری بلا متوجہ ہیں اس سے شکر بچایا۔

کتاب تذکرہ میں ہے کہ ہر بلا میں چار چیزیں شکر واجب ہیں۔ ایک اس پر کہ ہر بلا نبوی ہے نہ اخروی پہل شستری سے کسی نے کہا کہ شیب کو مگر گھر میں چور آیا اس نے گھر کا سارا اسباب چرایا۔ فرمایا شکر کر کہ زندہ آیا یعنی شیطان سے تیرے دل کا گھر محفوظ رہا۔ دوسری اس پر کہ بدتر بلا سے کفر سے بچا۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہفتوں کا کولا ہے اور آٹھوں کا اندھا اور کافک ہر بلا وجود اس کے کہہ رہا ہے الحمد للہ اللہ للذی ہذا فانی من بدی کا یا۔ فرمایا کہ تجھ پر توبہ بلا نازل ہے پھر چیر تو شکر کرتا ہے۔ کھائے عیسیٰ کیا آپ نہیں جانتے کہ بدترین بلا یا کفر اور مجھو ہے پس کفر و جھوٹ کے مقابل میں ہر بلا عافیت ہے تیسرا اس پر کہ شاید کہ یہ بلا مقدر تھی بخیر گزری۔

شیخ ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رب سے گھر کے کہا۔ الحمد للہ لو نے عرض کیا اے شیخ! یہ کیسا شکر ہے۔ فرمایا کہ میں نے گھوڑے کی پشت سے گزرتے کو پس پشت مارا کہ مقدر تھا یہاں تک بھی نہیں ہے۔

چوتھا اس پر کہ وہ مصیبت ثواب کا سبب ہے۔ مرثیہ میں وارد ہے کہ مبتلا سے ملا کو قیامت کے دن اس قدر ثواب عطا ہو جائے گا کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا يَا عِبَادِي

اور ایک دایہ کے بدلے چار وائیں مقرر فرمائیں۔ ارض و سما و میل  
دنہار جیسا ارشاد کیا کہ

الْمَجْعَلُ لِمَا دُخِلَ مِنْ مَهَادًا وَبَيْنَا قَوْمَكَ سَبْعًا

شداد وجعلنا الليل لباسا وجعلنا النهار معاشا

(ترجمہ) کیا نہیں بنایا ہم نے زمین کچھونا اور بنایا ہم نے تمہارے

اوپر سات آسمان اور بنایا ہم نے رات کو لباس اور بنایا ہم نے دن کو

معاش حاصل کرنے کی جگہ اور فرمایا کہ خدا و اسے منتکد

اور ایک مرکب کی چار طرح کی ساری ارزانی کی۔ اسب

اشتر۔ فجر کشتی اور فرمایا کہ والحیل والبعال والحماير

لترکبواھا وعلی الفلک تحملون۔

اور ایک معلم کے مقابل میں چار معلم بنائے کہ ہر ایک فضل اور

مفضل و کامل و مکمل ہے۔ وہ خلفائے راشدین۔ ابو بکر صدیق اور

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ،

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابی بکر علیہ السلام نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کا اللہ تعالیٰ جہاں ہم قہر کرتے ہیں

اور ایک حافظ کے مقام پر چار مکاتیب بنائے آگے پیچھے

دائیں۔ بائیں جیسا فرمایا کہ

لَهُ مَعْقِبَاتٌ مِنْ جِبْنٍ يَدْبُهُ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ

مِنْ أَمْرِ اللَّهِ۔ اور فرمایا عن اليمين وعن الشمال قعيد۔

ناشیطان جو وعدہ لیا تھا کہ کلا یتنہم من جبن ایدہم

ومن خلفہم وعن ایمنہم وعن شملہم

اس کو دفع کرتے رہیں اور ایک پرستار کے قائم مقام چار خادم

دو ہاتھ کے مرغانی کو فرمائیں اور دو یادوں کے امر ٹائم کی جانب سے جائیں

اور ایک زوجہ کے برابر چار زوجہ بہتر سے بہتر اور خوب سے خوب عمرت

ہوئیں۔ (باقی صفحہ ۸۶ پر ملاحظہ ہو)

لوگ تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہمارے گوشت پوست مقرر نہ  
ہوے گاٹھے جلتے کہ آج اس کے بدلے ہم یہ ثواب پاتے۔

دیاغل تقدس میں ہے کہ عبد قدیر نے فرمایا ایک فقیر کو

دیکھا کہ راہ میں پڑا ہے اس کی نہ آنکھ ہے نہ کان نہ ہاتھ ہے نہ پاؤں

بہ فصاحت تمام شکر ادا کرتا ہے اور بار بار کہتا ہے کہ مجھے پروردگار کی بڑی

نعمت ہے۔ عبد قدیر نے کہا اے بندہ خدا! شکر گزاری کے اسباب

تیری ذات میں یکے بعد دیگرے ہیں تو کسی چیز پر شکر کا شکر ادا کرتا ہے

کہا۔ یا بطلان فوجب نادان ہے اللہ نے جو مجھ پر ہر کی کس پر کی،

کیوں کہ مجھ سے معصیت کے آلات انتزاع فرمائے اگر آنکھ ہوتی

میں بڑی چیز دیکھتا اگر پاؤں ہوتے میں بڑے کام کی طرف دوڑتا۔

اس پر میں شکر کرتا ہوں کہ قدر کا یہ فضل کیا کم ہے کہ دل میرا ملت

ہے۔ اس کی ہر کامنوں اور زبان میری گویا ہے ان کے شکر سے

مقرون فالحمز لکھتے ہیں اس پر و شکر ادا کیا۔ تا فرمائے قیامت

شکر گزاروں میں جا پاؤں اور ان کے زبے دیکھ کر حشر نہ اٹھاؤں

”امیر اہل فتنہ“ میں ہے کہ اللہ جل شانہ نعمت رسالت میں اپنے

بندوں کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جو باو شاہ اپنے فرزند عزیز کے

ساتھ علی ملاتا ہے۔ کیوں کہ جب باو شاہ کے گھر میں بیٹا پیدا ہوتا

تو اس کا نام نیک رکھتا ہے۔

دائیں چہرہ کی پریشیں میں سکون دیتا ہے۔ کپڑے پھرتے صاف

بناتا ہے کوئی مرکب خوش رفتار و سوری کیلئے جہاں کہ ہے جہلم ادیب

حافظ رقیب پرستار خدمت گزار اس کے واسطے معین فرماتا

ہے۔ زوجہ صاحب جمال مولست کو خدمت میں دیتا ہے نشست

پر خاست کو خدمت مقام بناتا ہے حکومت رانی کے لئے کوئی بڑا صوبہ

اس کے نام کرتا ہے۔ علی بن ابی القیس۔

یہی معاملے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ کرتا ہے۔

بلکہ اس سے بہتر اور بڑھ کر کہ اس نے ایک نام کی جگہ بندوں کے چار

نام رکھے اور خطاب فرمایا ہے کہ یا ابن آدم۔ یا ایہا النفس المطمئنة





